

# بیعت اور صحبت صالحین

شیخ الاسلام سلطان المشائخ علامہ سید محمد فی اشرفی جیلانی

تلخیص و تحشیہ

ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی

شیخ الاسلام اکیڈمی حیدرآباد (رجسٹرڈ)

(مکتبہ انوار المصطفیٰ 23-2-75/6 مغلیہ - حیدرآباد - اے پی)

﴿ بے گاہ کرم مظہر غزالی، یادگار رازی، مفتی سواد اعظم، تاجدار اہلسنت، امام المتکلمین  
حضور شیخ الاسلام سلطان المشائخ رئیس المحققین علامہ سید محمد فی اشرفی جیلانی مدظلہ العالی ﴾

نام کتاب : بیعت اور صحبت صالحین  
خطبہ : تاجدار اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد فی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ  
نوٹ : کتاب میں جہاں بھی آپ کو ستارے ﴿☆☆☆﴾ ملیں  
سمجھ لیں کہ وہاں مرتب کی تشریح و اضافت ہے  
تفصیل و تشبیہ : ملک التحریر علامہ مولانا محمد یحییٰ انصاری اشرفی  
تصحیح و نظر ثانی : خطیب ملت مولانا سید خواجہ معزالدین اشرفی  
ناشر : شیخ الاسلام اکیڈمی حیدر آباد (دکن) مارچ : ۲۰۱۰  
قیمت : 35 روپے

(۹۲۸) صفحات پر مشتمل محققانہ جائزہ۔ مثلاً شیخانِ راہِ حق کے لئے ملکِ التحریر کا بیش قیمت تحفہ

## فتنہ المحدث:

غیر مقلدیت اس دور کا سب سے خطرناک فتنہ ہے جس نے

ائمہ اربعہ باحسب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ (اور حضراتِ حنفیہ) کے خلاف بدزبانی، طعن و تشنیع اور  
تہمت طرازی کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ یہ اہل حدیث کے نام سے لوگوں کو فریب دیتے ہیں، اپنے سوا سب  
کو مشرک سمجھتے ہیں، عقیدہ شخصی کو شرک کہتے ہیں، ان کے عقائد و مسائل سے واقفیت کے بعد غیر مقلدیت سے  
طبعاً و حشمت و نفرت ہوتی ہے۔ ان کی صحبت جذائی اور ایڈس کے مریض سے زیادہ خطرناک ہے، ان کی  
صحبت ایمان کے لئے خطرہ ثابت ہوتی ہے۔ ائمہ مجتہدین، محدثین اُمت اور اسلاف صالحین سے مروی  
معتبر و مستند ہزار ہا احادیث کو ضعیف، موضوع، من گھڑت اور باطل قرار دیتے ہیں لہذا یہی اذلیلین درجہ  
کے ”منکرین حدیث“ ہیں۔ یہ فرقہ تمام (۷۲) گمراہ فرقوں کا ملغوبہ ہے یہ لوگ سلف صالحین اور  
احادیث مرفوعہ و غیرہ سے ثابت قرآنی تفسیروں کے مقابلہ میں اپنی من مانی تفسیروں کو ترجیح دیتے ہیں  
یہ اپنے علاوہ دیگر تمام طبقاتِ مسلمہ کو بدعتی، مشرک اور کافر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بذات خود بدعتی ہیں۔

### فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۴۵	موجودہ خانقاہی نظام	۷	ایمان، تقویٰ اور صحبتِ صالحین
۴۹	صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان	۱۱	ایمان اور تقویٰ
۵۲	سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ادب	۱۵	ولایت اور شریعت
۵۴	مثنوی بیعت	۱۶	ولایت اور تقویٰ
۵۵	بیعت کی تعریف و وضاحت	۱۸	صحبتِ صالحین (بچوں کی صحبت)
۵۶	بیعت کے مستحسن طریقہ کی دلیل	۱۸	بچے کون ہیں؟
۵۷	بیعت کی حقیقت اور خلفائے	۱۹	تقویٰ کی حفاظت
	راشدین و دیگر مشائخ کی	۲۱	علم و عمل والے بھی بن سکتے ہیں
	بیعت میں فرق	۲۲	علم و فہم والے بھی نکلاتے ہیں
۵۸	طلبِ مُرشد اور بیعت کی شرعی حیثیت	۲۳	کیا تنہا بچا ممکن ہے؟
۵۸	طلبِ مُرشد کیوں ضروری ہے؟	۲۴	صحبتِ صالحین اور تحفظِ ایمان و تقویٰ
۶۰	بیعت و ارشاد	۲۵	صاویقین کی خوبیاں
۶۲	حقیقتِ بیعت	۲۷	صحبت کی برکات
۶۷	بیعتِ برکت	۲۹	ذلی سے دشمنی رکھنا خدا سے جنگ کرنا ہے
۶۸	بیعتِ ارادت	۳۲	ذلی کو آزمانے کی سزا
۶۸	بیر (مُرشد) سے پردہ	۳۳	کرامت اور چادو کا مقابلہ
۶۹	بچوں کی بیعت	۳۷	صحبتِ ذاکرین
۷۰	مشائخ کی صحبت اور بیعت کے فوائد	۳۹	آگ کی صحبت میں لوہے کی تاثیر
۷۱	مُرید ہونے میں کیا فائدے ہیں	۴۰	تیل اور چینی کا تیل
۷۴	مُرید فی کی حفاظت - مُریدین	۴۱	علماء کرام اور اولیاء عظام
	کی ضمانت	۴۴	علماء و مشائخ کی صحبت سے دُوری نقصان دہ ہے

## فہرست مضامین

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۰۷	شہنشاہ بغداد سیدنا غوث الثقلین	۷۶	بیعت کس کے ہاتھ پر کی جائے ؟
	اور ضرورت شیخ	۷۸	تجدید بیعت
۱۱۰	اولیائے کاملین اور مرشدین	۷۹	بیعت اور عقائد اہل سنت
	حق کی جستجو	۸۱	شیخ کامل کی صفات اور شیخ کامل کے آداب
۱۱۱	بچوں کا حال	۸۶	آداب مرید
۱۱۱	حجر اُسود کی گواہی	۸۸	مریدوں کے لئے ہدایات
۱۱۲	عہد رسالت سے لے کر آج تک	۸۹	تعظیم اور دست بوسی
	افساد کو اصلاح کا نام دینے کا	۹۰	شجرہ خوانی کے فوائد
	تسلل	۹۱	شجرہ نسب حضور شیخ الاسلام
۱۱۴	بچوں کی پہچان	۹۳	تصور شیخ
۱۱۵	ایک قرآن کے ماننے والے	۹۸	عالم نزع میں شیخ کامل کی توجہ
	(73) کیسے ہو گئے ؟	۹۷	امام شرف الدین رازی اور ضرورت شیخ
۱۱۷	فلسفہ کی تعلیم	۱۰۲	مرید اپنے شیخ کامل سے بے نیاز نہیں
۱۱۹	دیکھتے ہی خدا یاد آگیا		ہو سکتا ..... شیخ کامل کی توجہ اور فیض ہی
۱۳۱	حضور شیخ اعظم کی دیوید گاریں		سے وہ روحانی منزلیں طے کرتا ہے۔
۱۳۵	دُرود تاج	۱۰۴	سلطان الہند اور مرشد حق کی جستجو

﴿وَمَنْ يُضِلَّ فَلَنْ تَجِدَ لَهُ وَلِيًّا مُّرْسِدًا﴾ (الکہف)

اور جسے گمراہ کرے تو ہرگز اس کا کوئی (ولی مُرشد) حمایتی راہ دکھانے والا نہ پاؤ گے

ہوا تو اشرقی مداح سلطان دو عالم کا نصیبے کا کوئی ایسا سکندر ہو نہیں سکتا

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

صَلِّ عَلَيَّ نَبِيَّنَا صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ صَلِّ عَلَيَّ شَفِيعِنَا صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ  
مَنْ عَلَيْنَا زُنُّنَا إِنْ بَعَثَ مُحَمَّدًا أَيَّدَهُ بِأَيْدِهِ أَتَيْنَا بِأَحْمَدًا  
اللہ نے ہم پر احسان فرمایا کہ حضور ﷺ کو مبعوث فرمایا  
اچنی تائید سے آپ کی مدد فرمائی حضور اہم نبی سے ہماری مدد فرمائی  
اَنْسَلَاہُ مُبَشِّرًا اَنْسَلَاہُ مُجَدِّدًا صَلُّوْا عَلَیْہِ دَائِمًا صَلُّوْا عَلَیْہِ سَزْمًا  
اللہ نے آپ کو خوشخبری دیئے والا اور باکرامت بنا کر بھیجا اے مسلمانو تم آپ پر ہمیشہ ہمیشہ درود پڑھتے رہو

صَلِّ عَلَيَّ نَبِيَّنَا صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

آئیے کام کچھ کریں آج ملائکہ کے ساتھ نام ہوا ولیاء کے ساتھ حشر ہوا نبیاء کے ساتھ  
شفعل وہ ہو کہ شغل میں کر دے ہمیں خدا کے ساتھ پڑھئے درود جہوم کر سید خوش نوا کے ساتھ

صَلِّ عَلَيَّ نَبِيَّنَا صَلِّ عَلَيَّ مُحَمَّدٍ

اے مرے مولیٰ کے پیارے نور کی آنکھوں کے تارے  
اب کسے سید پکارے تم ہمارے ہم تمہارے  
یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک

(حضور رحمت اعظم ہند علامہ سید محمد اشرفی جیلانی قدس سرہ)

## منقبت

بحضور نوح العالم مخدوم سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ

جہاں میں ہے بڑا شہرہ ولایت ہو تو ایسی ہو ملا یا حق سے لاکھوں کو ہدایت ہو تو ایسی ہو  
شہ سمنان تھے پہلے پھر ہوئے کونین کے سرور ہدایت ہو تو ایسی ہو نہایت ہو تو ایسی ہو  
جہاں جس نے مدد چاہی وہیں مشکل ہوئی آسان غلاموں پر جو آقا کی عنایت ہو تو ایسی ہو  
مُریدوں کی قیامت میں رہائی نادر و زرخ سے کریں گے اشرف سمنان حمایت ہو تو ایسی ہو  
تمہارے حسن کا قصہ کوئی عشاق سے پوچھے تڑپ جاتا ہے دل سُن کر حکایت ہو تو ایسی ہو  
شہ سمنان کی مدحت سے نوید مغفرت پائی سخن کی اشرفی خستہ جو غایت ہو تو ایسی ہو

## خطبات حضور شیخ الاسلام رئیس المحققین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی

(۱) محبت اہلبیت رسول ﷺ (۲) حقیقت نور محمدی ﷺ (۳) حقیقت نماز (۴) محبت رسول شرط ایمان (۵) النبی الامی ﷺ (۶) فضیلت رسول ﷺ (۷) رحمت عالم ﷺ (۸) عرفان اولیاء (۹) دین کامل (۱۰) غیر اللہ سے مدد ! (۱۱) عظمت مصطفیٰ ﷺ (۱۲) بیعت اور محبت صالحین (۱۳) اتباع نبوی ﷺ (۱۴) تفسیر سورہ نخی (۱۵) معراج عہدیت (۱۶) اسلام اور امن و سلامتی (۱۷) آثار مبارکہ اور تمکات نبوی ﷺ (۱۸) مقصد تخلیق عبادت (۱۹) اسکول اور دینی تعلیم (۲۰) اہل سنت کی پہچان (۲۱) رسولی غلائق (۲۲) دلوں کا چین (۲۳) سفر آخرت .....

ہر موضوع افادیت سے بھرپور انتہائی اہم اور ایمان کو جلا بخشنے والا ہے۔ حضور شیخ الاسلام نے ہر خطبہ کو آیت قرآنیہ، تفسیر و احادیث کے دلائل و براہین سے سجایا اور سنوارا ہے۔ تقریر کے ہر جملے میں ہدایت کی ایسی شعاع نکلتی ہے جو دل و دماغ کے تاریک گوشوں کو منور و جلی ہا دے۔ ایک محقق کا طرہ و اقیار بھی یہی ہوتا ہے کہ اس کی ہر گفتگو تحقیق و تدقیق سے بھری پڑی ہو، ان خطبات کا یہ پہلو انتہائی تابناک ہے۔ حضور شیخ الاسلام کو رب قدیر نے قرآنی مزاج شناس مفسر، فقہیات پر حاوی فقیہ، فہم احادیث کا ماہر، نکتہ درس معقولی، علم کلام کا مدبر، سلاست رد و خطیب، عرفان و آگہی کا بادی بنایا ہے۔

حضور شیخ الاسلام تقریر میں قرآنی اسرار و معارف کا دریا بہاتے ہیں، لوگ سن سن کر حیران و مسحدر رہ جاتے ہیں تقریر سے علم و دانش کے فوارے پھوٹنے لگتے ہیں۔

شہزادہ غوث الثقلین حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی کے مواعظ بیشر ممالک میں ہوتے ہیں جو کڑوڑا افراد کے عقائد میں پختگی، ایمان میں تازگی، اذہان کی تطہیر، معاشرے کی اصلاح، مسلک حق و صداقت کی تبلیغ، پاکیزہ ادب کی ترویج و اشاعت اور رُوح میں بالیدگی پیدا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔ حضور شیخ الاسلام کے خطبات نہایت جامع، مفید اور بصیرت افروز ہوتے ہیں۔ آپ اعتقادات پر ایسے نٹھوس دلائل کے ساتھ خطاب فرماتے ہیں کہ بد مذہب انسان کا ایمان درست ہو جائے اور صحیح الاعتقاد شخص رائج الاعتقاد اور اپنے دین کا مبلغ ہو جائے۔ علمی تقریبات اور مجمع علماء میں بھی ایسا مختصر اور تمکات و معارف سے بھرپور خطاب فرماتے ہیں جو ان کے لئے فکر و بصیرت کے نئے در سے کھول دے، اور علم و آگہی کے نئے گوشے روشن کر دے۔ اگر آج کسی کو عالم تصور میں حضور غوث اعظم کی مجلس و عطا کی کیفیت دیکھنی ہو تو حضور شیخ الاسلام کی مجلس و عطا میں وہ کیفیت دیکھیں، بلاشبہ آپ کی خطابت حضور سیدنا غوث اعظم کی کرامت ہے اور یہ حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے مقدس گھرانے کا معمول و طرہ امتیاز ہے۔

## ایمان، تقویٰ اور صحبتِ صالحین

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على من كان نبياً وأدم بين الماء والطين وعلى آله واصحابه اجمعين . أما بعد فقد قال الله تعالى ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (البقرہ/ ۱۷۸) اے ایمان والوں ! تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اور سچوں کے ساتھ رہو۔

دل پہ دلداری ہر وقت نظر رہتی ہے اُن کی سرکار میں کچھ بھی نہیں بیت کے سوا  
نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں جو ہودوقِ یقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں  
ہمارے دین کی حقانیت کے دونوں شاہد ہیں معین الدین اجیری محی الدین جیلانی  
کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زورِ بازو کا نگاہِ مرد مومن سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں  
یہ پیام دے گئی ہے مجھے بادِ صبح گاہی کہ عارفوں کا مقام ہے بادشاہی  
نہ پوچھو ان خرقہ پوشوں سے بصیرت ہو تو دیکھو اُن کو یہ

یدِ بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنے آستینوں میں  
اگر خاموش رہوں تو تو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو تیرا حُسن ہو گیا محدود  
بارگاہِ رسالت میں دُرود شریف پیش فرمائیں اللہم صل علی سیدنا محمد  
وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ

وہ میری جان بھی جان کی جان بھی، میرا ایمان بھی روح ایمان بھی  
مہبطِ وحی آیات بھی اور قرآن بھی، روح قرآن بھی  
قرآن کریم کی جس آیت کریمہ کی تلاوت کا شرف حاصل کیا اس میں ارشاد ہوا  
اے ایمان والو ! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

ایمان کہتے ہیں 'التصديق بما جاء النبي ﷺ' دل کی سچائی کے ساتھ نبی کریم ﷺ  
کی جملہ ہدایات کو مان لینا ایمان ہے۔

رسول کریم ﷺ کو چاہنا ایمان ہے اور سب سے زیادہ چاہنا کمال ایمان ہے۔  
یہ ایک ایسی منصوص حقیقت ہے جو ہر طرح کے شکوک و شبہات سے بالاتر ہے۔ نبی  
کی محبت ہی ایمان ہے اور ایمان ہی نبی کی محبت ہے۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ سے  
بے تعلق ہو جانے کا نام کفر ہے۔ لہذا یہ ممکن نہیں کہ کوئی نبی کریم علیہ التحیہ والتسلیم  
سے بے تعلق ہو، وہ کافر نہ ہو اور جو کافر ہو وہ نبی کریم ﷺ سے بے تعلق نہ ہو۔

☆ ☆ ☆ ایمان کے معنی : ایمان کے لغوی معنی ہیں 'امن دینا' شریعت  
میں ایمان اُن اسلامی عقائد کا نام ہے جنہیں مان کر انسان عذاب الہی سے امن میں  
آجاتا ہے یعنی تمام اُن چیزوں کو ماننا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور ﷺ لائے۔  
گویا ایمان کا اولین مرحلہ نبی کی تصدیق ہے کہ ایمان کا داعی اَوّل سوانہی کے کوئی نہیں  
'امنوا باللہ' کی صدا بلند کرنے والا نبی کے علاوہ کون ہے؟ پس ایمان نبی ہی سے  
ملتا ہے۔ ایمان کا تعلق دل سے ہے کہ جس نے حضور نبی کریم ﷺ کے لئے ہوئے  
تمام امور کی تصدیق کر دی وہ مومن ہو گیا اور جس نے دل سے نہ مانا وہ مومن نہیں۔  
حضرت امام اعظم سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: الايمان اقرار باللسان  
ومعرفة بالقلب ایمان زبان سے اقرار اور دل سے پختہ یقین کرنے کو کہتے ہیں۔  
اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور حضور ﷺ کی رسالت کا قلبی طور پر یقین کرنے کا نام  
ایمان ہے۔ ان دونوں چیزوں کا زبان سے اقرار کرنا بھی ضروری ہے۔ دل سے یقین  
کرنا ایمان کی حقیقت ہے اور زبان سے تصدیق کرنا ایمان کی علامت ہے کیونکہ زبان  
دل کی ترجمان ہوتی ہے۔ زبان کے اقرار کے بغیر دل کا حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ ظاہری  
احکام کا جاری کرنا زبان ہی کا کام ہے اگر کوئی انسان گوگنا ہو یا کوئی شخص زبردستی سے کلمہ  
کفر کہلائے مگر اُس کے دل میں ایمان ہو مگر قلبی یقین کے باوجود اُسے زبانی اقرار کی فرصت  
نہیں ملی اور اس سے پہلے ہی موت نے آلیا تو ایسی صورت میں زبانی اقرار شرط ایمان نہیں۔



ایمان ایک نہایت ضروری چیز ہے مومن کی زندگی کا آغاز ہی ایمان سے ہے۔ ایمان اگر نہیں تو اُسے آپ انسان تو کہہ سکتے ہیں مومن نہیں کہہ سکتے۔ ایمان یعنی حضور ﷺ کی لائی ہوئی چیز کی تصدیق اُس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک لائے والے کی تصدیق نہ ہو جائے۔ رسول کی محبت کے بغیر ایمان نہیں ہو سکتا، ایمان کے اندر کمال نہیں ہو سکتا اگر رسول کی محبت سب کی محبت پر غالب نہ ہو۔ ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ رسول سے محبت نہ ہو اور ایمان ہو۔ ایمان نام ہے رسول کی محبت کا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ (متفق علیہ) کہ تم میں سے کوئی مومن ہو نہیں سکتا یہاں تک کہ میں اُسے اُس کے ماں باپ اُس کی اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں (بخاری و مسلم)

اس کا مطلب قطعاً یہی ہے کہ حضور اکرم ﷺ سے محبت کے بغیر ایمان کا پایا جانا ناممکن ہے۔ ہر شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے فہم و فراست کی دولت دی ہے وہ یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ جس کے ساتھ عقیدت و نیا زمندی ایمان میں داخل ہوا اور بغیر اُس کے مانے آدمی مومن نہ ہو سکے اُس کی محبت ساری کائنات سے زیادہ ضروری ہوگی۔ ماں باپ، اولاد، عزیز و اقارب کے انسان پر حقوق ہیں اور اُن کا ادا کرنا لازم ہے لیکن اگر کوئی شخص اُن سب کو بھول جائے اور اُس کے دل میں اُن کے لئے بالکل محبت و اُلفت باقی نہ رہے اور اُن سب سے بے تعلق ہو جائے تو اُس کے ایمان میں خلل نہ آئے گا۔ کیوں کہ ایمان لانے میں ماں باپ، عزیز و اقارب کا ماننا ضروری نہیں ہے لیکن رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ماننا مومن ہونے کے لئے ضروری ہے۔ جب تک لا الہ الا اللہ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا معتقد نہ ہو ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ تو اگر اس کا رشتہ محبت حضور اکرم ﷺ سے ٹوٹا تو یقیناً ایمان سے خارج ہو گیا۔

کیونکہ تصدیق رسالت محبت کے بغیر ہو ہی نہیں سکتی۔ اس لئے اسلام میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو سارے عالم سے زیادہ ضروری اور اسلام و ایمان کی شرط اول قرار دیا گیا۔

مجھ تعالیٰ ہر مومن کو حضور ﷺ جان و مال اور اولاد سے زیادہ پیارے ہیں۔ عام مسلمان بھی مُرتد اولاد بے دین ماں باپ کو چھوڑ دیتے ہیں اور حضور ﷺ کی عزت پر جان نچھاور کر دیتے ہیں۔

امام اہلسنت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ  
ان سائیں انسان وہ انسان ہے یہ  
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں  
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

مومن کامل کے ایمان کی نشانی اور پہچان یہ ہے کہ اُس مومن کے نزدیک رسول خدا ﷺ تمام چیزوں اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب و معظّم ہوں گے خواہ وہ باپ یا بیٹے ہوں جن سے طبعاً محبت ہوتی ہے یا وہ دوسرے لوگ ہوں جن سے طبعاً محبت ہو یا اختیاراً محبت کی گئی ہو۔

حضور ﷺ کی تعظیم و توقیر ہر مسلمان پر فرض ایمان بلکہ جان ایمان ہے اور آپ کے تمام دشمنوں سے عداوت و دشمنی رکھے اگرچہ وہ اپنا باپ یا بیٹا یا رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو۔ اس لئے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ رسول سے بھی محبت ہو اور اُن کے دشمنوں سے بھی الفت ہو (شفا شریف)

## ایمان اور تقویٰ :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ﴾ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو۔

ایک مسلمان کے لئے دو چیزیں کافی ہیں۔ پہلا ایمان، دوسرا تقویٰ۔

اللہ سے ڈرو کا مطلب کیا ہے؟ اللہ سے ڈرو کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے جو حکم دیا ہے وہ کرو اور جس سے روکا ہے اس سے رکو۔ ایسا تو نہیں کہ اللہ سے ڈرو مگر فخر نہ پڑھو، اللہ سے ڈرو مگر ظہر نہ پڑھو، اللہ سے ڈرو مگر پورے روزے ہی اڑا دو، اللہ سے ڈرو مگر زکوٰۃ نہ دو۔ یہ ڈرنا نہیں ہے یہ تو مذاق اڑانا ہوا۔ ڈرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیزیں جو تمہیں خدا کے عذاب و عتاب کا مستحق بنائیں اُس سے بچو۔ اعمالِ صالحہ (نیک اعمال) کو انجام دو اور بُرے اعمال سے بچو۔ یہ ہی تو ڈرنا ہوا۔

﴿☆☆☆ تقویٰ کا لغت میں تو یہ معنی ہے جعل النفس فی وقایة مما یخاف یعنی نفس کو ہر ایسی چیز سے محفوظ کرنا جس سے ضرر کا اندیشہ ہو۔ عرف شرع میں تقویٰ کہتے ہیں ہر گناہ سے اپنے آپ کو بچانا۔ اس کے درجے مختلف ہیں۔ ہر شخص نے اپنے درجہ کے مطابق اس کی تعبیر فرمائی ہے۔ تقویٰ کی سب سے موثر اور آسان تعبیر یہ ہے التقویٰ ان لا یراک اللہ حیث نہاک ولا یفقدک حیث امرک یعنی تیری راب تجھے وہاں نہ رکھے جہاں جانے سے اُس نے تجھے روکا ہے اور اُس مقام سے تجھے غیر حاضر نہ پائے جہاں حاضر ہونے کا اُس نے تجھے حکم دیا ہے۔

اللہ سے ڈرتے رہو اس طرح کہ زندگی کا ہر لمحہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق بسر کرو کہ یہی تقویٰ ہے اور تقویٰ ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کا ذریعہ ہے، یہی ایمان کا مقصد اور مومن کی پہچان ہے اسی کا نام ایمانی قوت ہے۔ یہ مومن کا خُسن ہے کہ اس سے مومن کا چہرہ پُر نور پُر کشش با زرب ہو جاتا ہے کہ اپنے

اُس کی عزت کرتے ہیں اور غیر اُس سے خوفزدہ ہوتے ہیں۔ تقویٰ ہی (نیکی) ہے متقی قیامت کے دن اللہ کی رحمت کا سایہ پائیں گے۔ انہی کے لئے اللہ کے پاس بہترین ٹھکانہ ہے۔ متقی کو اُس کے اعمال پر اجر عظیم دیا جاتا ہے۔ جو تقویٰ اختیار کر لیتا ہے وہ ہر قسم کے خوف و غم سے آزاد ہو جاتا، پریشانیوں سے نجات پاتا ہے، اس کے لئے رزق کے فیسی ذرائع مہیا کر دیئے جاتے ہیں۔ اُس کے کاموں کو سہل و آسان کر دیا جاتا ہے۔ اُس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں، اللہ اُس کا کوئی عمل ضائع نہیں فرماتا، تقویٰ ہی آخرت کا بہترین توشہ ہے ہر میدان میں کامیابی و کامرانی متقین ہی کا مقدر ہے ﴿هُمُ الْفَائِزُونَ﴾ تقویٰ مومن میں فرقان کی صلاحیت پیدا کرتا ہے یعنی اس کے لئے حق و باطل، اچھائی اور بُرائی میں امتیاز کرنا آسان ہو جاتا ہے اور یہ صلاحیت اللہ کی ایک بڑی نعمت ہے۔ متقین ہی کے لئے قرآن بھی ذریعہ ہدایت ہے، متقین ہی سید الاتقیاء علیہ السلام کے دریائے رحمت سے سیراب ہوتے ہیں، تقویٰ انبیاء علیہم السلام کا شعار ہے اور اسی کی تعلیم و تربیت کے لئے انہیں مبعوث فرمایا گیا۔

اللہ تعالیٰ نے بڑائی کا قاعدہ کلیہ سورۃ حجرات میں بیان فرمایا ہے :

﴿إِنِّي أَكْرَمُكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتَقُكُمْ﴾ تم میں سے زیادہ معزز اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں وہ ہے جو تم میں سے زیادہ متقی ہے۔۔۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو بڑائی کا معیار خوفِ خدا یعنی تقویٰ ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑا ہے وہی حقیقت میں بڑا ہے۔ اگر دُنیا والوں نے بڑا سمجھا، اور اخباروں و رسالوں میں نام چھپے اور لوگوں نے تعریفیں کیں، مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کمینہ اور ذلیل رہا تو یہ دُنیا کی بڑائی کس کام کی ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک پرہیزگار اور دیندار ہی بڑے ہیں اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے ہیں وہ دُنیا میں بھی اچھائی سے یاد کئے جاتے ہیں اور سیکڑوں برس تک دُنیا میں اُن کا چرچا رہتا ہے اور آخرت میں جو اُن کو بڑائی ملے گی وہ الگ رہی۔

بڑے بڑے فقہاء و محدثین عجمی تھے اور نسب کے اعتبار سے بڑے بڑے خاندانوں سے نہ تھے بلکہ اُن میں بہت سے وہ تھے جو آزاد کردہ غلام تھے۔ آج تک اُن کا نام روشن ہے اور رہتی دنیا تک اُمت کی طرف سے اُن کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دعائیں پہنچتی رہیں گی۔

صاحب تفسیر ضیاء القرآن رقمطراز ہیں:

کسی خاندان میں پیدا ہونا، کسی زمین کا باشندہ ہونا اور چہرے کی کوئی خاص رنگت، اس میں انسان کی اپنی کوشش اور سعی کو کوئی دخل نہ تھا۔ اس لئے قرآن کریم نے اس کو وجہ افتخار قرار نہ دیا البتہ ایک چیز ہے جس سے انسان کا مرتبہ دوسرے لوگوں سے برتر اور اعلیٰ ہو جاتا ہے اور اس میں انسان کی ذاتی کوشش کا بھی دخل ہے اور وہ ہے تقویٰ۔ تقویٰ کی بنا پر جو معزز و محترم ہوگا وہ فخر و غرور سے یکسر پاک ہوگا اور ایسے شخص کا وجود نہ صرف اپنے ملک اور قوم کے لئے باعث خیر و برکت ہوگا بلکہ تمام نوع انسانی اس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتی رہے گی۔ حضور رحمت عالم ﷺ نے مختلف مواقع پر بڑے اثر انگیز انداز میں اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔ چند ارشادات نبوی ملاحظہ فرمائیں:

فتح مکہ کے دن حضور ﷺ نے اپنی اونٹنی قصویٰ پر سوار ہو کر طواف کیا۔ مسجد لوگوں سے کچھ بھری ہوئی تھی۔ اونٹنی کے بیٹھنے کے لئے بھی جگہ نہ تھی۔ حضور ﷺ لوگوں کے بازوؤں کا سہارا لے کر اونٹنی سے اترے۔ حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا: **يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عِبَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعْظَمُهَا بِأَبَائِهَا فَالنَّاسُ رَجُلَانِ - رَجُلٌ بَرْتَقَى كَرِيمٌ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى وَرَجُلٌ فَاجِرٌ - شَقِيَ هَيْنَ عَلَى اللَّهِ تَعَالَى - النَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُو آدَمَ وَخَلَقَ اللَّهُ آدَمَ مِنْ تَرَابٍ (نبی شعیب الایمان ترمذی)**

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے تم سے عہد جاہلیت کی خامیاں دُور کر دیں اور تمہیں تکبر سے پاک کر دیا۔ اے لوگو! انسانوں کے بس دو ہی گروہ ہیں۔ ایک نیک، متقی جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک محترم ہے۔ دوسرا بدکار، بد بخت جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک حقیر ہے۔۔۔ ورنہ سارے انسان آدم کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا۔

چیز الوداع کے موقع پر حضور ﷺ نے خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

ياايها الناس! الان ربكم واحد لا فضل لعربي على عجمي ولا لعجمي على عربي ولا لاسود على احمر ولا لاحمر على اسود الا بالتقوى ان اكرمكم عند الله اتقكم الاهل بلغت؟ قالوا على يا رسول الله قال فليبلغ الشاهد الغائب۔ (متفق)

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے۔ کسی عربی کو عجمی پر، کسی عجمی کو عربی پر کوئی فضیلت نہیں۔ نہ کسی کا لے کو سُرخ پر اور نہ کسی سرخ کو کالے پر برتری حاصل ہے بجز تقویٰ کے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ متقی ہوگا۔ لوگو! کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا حکم پہنچا دیا؟ سب نے ایک زبان ہو کر کہا یا رسول اللہ ﷺ! بے شک آپ نے پہنچا دیا۔ فرمایا، جو یہاں موجود ہیں وہ یہ حکم ان لوگوں تک پہنچا دیں جو یہاں موجود نہیں ہیں۔

كلکم بنو ادم والدم خلق من تراب ولینتھین قوم یفخرون بابائهم اولیکونن اھون علی اللہ من الجعلان (بزار)

تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ لوگ اپنے باپ دادا پر فخر کرنے سے باز آ جائیں، ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گویا گور کے کالے کیڑے سے بھی حقیر و ذلیل ہوں گے۔

ان الله لا يستلکم عن احسابکم ولا عن انسابکم يوم القيامة ان اکرمکم عند الله اتقکم (تفسیر ابن جریر)

اللہ تعالیٰ روز محشر تم سے تمہارے حسب و نسب کے بارے میں باز پرس نہیں کرے گا۔  
اللہ تعالیٰ کے نزدیک تم میں سے زیادہ محترم وہ ہوگا جو زیادہ متقی ہوگا۔

ان الله لا ينظر الى صورکم و اموالکم ولكن ينظر الى قلوبکم و اعمالکم (مسلم)  
اللہ تعالیٰ تمہاری شکلوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتا بلکہ وہ تمہارے عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

قرآن کریم کی اس تعلیم اور نبی کریم ﷺ کے ان ارشادات کا اعجاز تھا کہ  
ایک ایسی امت معرض وجود میں آگئی جن کے نزدیک عظمت و بزرگی کا معیار فقط  
تقویٰ اور پارسائی تھی۔ باقی تمام جھوٹے امتیازات مٹ گئے۔ فخر و مباہات کے  
جلد اسباب کا قلع قمع ہو گیا۔ (تفسیر نباء القرآن)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:  
جو شخص سب سے زیادہ مکرم و معظم (باعزت و باوقار) بننا چاہتا ہے فَلْيَتَّقِ اللَّهَ  
اُسے چاہئے کہ اللہ سے ڈرا کرے (متقی بن جائے) (ابن کثیر)

حضور نبی کریم ﷺ کی ایک دُعا ملاحظہ ہو، ہو سکے تو یاد کر لیجئے، راوی ہیں  
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دُعا کیا کرتے تھے:  
اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ الْهُدٰی وَالتَّقٰی وَ الْعَفَافَ وَ الْغِنٰی اے اللہ! میں تجھ سے  
سوال کرتا ہوں ہدایت، تقویٰ، پاکدامنی اور غناء کا۔ (مسلم شریف)

ولایت اور شریعت : (بانی سلسلہ اشرفیہ چشتیہ قادریہ) حضرت غوث العالم سید  
مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ (کچھو چھو شریف) فرماتے ہیں: توحید کا واقف  
اور اللہ کا واصل ولی کہلاتا ہے۔ ولی کے لئے ضروری ہے کہ وہ عالم ہو، جاہل نہ ہو۔

اس کے افعال و حرکات پسندیدہ ہوں۔ شریعت و طریقت کے مطابق وہ سیرت نبوی اور اوصاف مصطفوی کا قبیح ہو، اس میں لطافتِ زبان، حسن اخلاق، گفتگو، فیاضی اور بے غرضی ہو۔ وہ اوصافِ ذمہ کی پستی سے نکل کر اوصافِ حمیدہ کی بلندی پر پہنچ گیا ہو اور اللہ کے علاوہ ہر چیز سے بے نیاز ہو، یہی اس کی معراج ہے۔

حضرت غوث العالم سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ علم شریعت کو خاص اہمیت دیتے ہیں اور طریقت کے ساتھ شریعت کی متابعت بھی ضروری سمجھتے ہیں اولیاءِ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے مرتبہ پر نہیں پہنچتے جب تک کہ وہ حضور سید المرسلین محمد رسول اللہ ﷺ کی شریعت کا ظاہر باطناً قولاً وفعلاً و اعتقاداً کامل اتباع و پیروی نہ کریں۔

علم کی اہمیت کے بارے میں ارشاد فرمایا: اگر کسی کو معلوم ہو کہ اُس کی زندگی کے سات دن باقی رہ گئے ہیں تو اُس کو صرف علم فقہ حاصل کرنا چاہئے۔ علم دین کا ایک مسئلہ جاننا ہزار رکعت نفل سے بہتر ہے۔ لطائف اشرفی اور مکتوبات اشرفی حضرت مخدوم کے علمی رموز و نکات کا شاہکار ہیں عارفانہ مسائل و مباحث کو جس عالمانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے وہ آپ کے علمی کمال اور فاضلانہ بزرگی اور صوفیانہ برتری کے شاہدِ عدل ہیں۔

ولایت اور تقویٰ :

☆ ولی یہ قرآنی اصطلاح ہے۔ مطلقاً ولایت کا انکار کفر ہے۔ ولایتِ قربِ خداوندی کا نام ہے، ولی وہ ہے جو فرائض و نوافل سے قربِ الہی حاصل کرے۔

قرآن کے مطابق ولی وہ ہے جو ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔

حدیث کی روشنی میں ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ ولی وہ ہے

جس کا ظاہر شریعت سے آراستہ ہو اور باطن طریقت سے مزین ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ولایت دو چیزوں سے ملتی ہے 'ایمانِ کامل اور اتباعِ شریعت' سے۔



معلوم ہوا کہ غیر مسلم اور بے ایمان عالموں، بہروپیوں، رنگ برنگ کے لباس پہن کر  
 رُوپ اختیار کرنے والے جاہل صوفیوں اور فقیروں کا ولایت سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ  
 ولی شریعت و سنت کے پابند اور خوفِ خدا اور عشقِ مصطفیٰ کے سگم ہوتے ہیں۔

☆ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے انہیں اولیاء اللہ کہتے ہیں جو  
 صاحبِ ایمان اور متقی ہو، اللہ اور رسول کی محبت کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ رکھتا  
 ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور  
 پیارا ہوتا ہے اسی کو ولی کہتے ہیں۔ ایمان و پرہیزگاری سخت ضروری ہیں لہذا کوئی  
 بد مذہب ہندو، عیسائی، قادیانی، رافضی، خارجی، غیر مقلد اہلحدیث اور وہابی کتنی ہی  
 عبادت کریں، ولی نہیں بن سکتے، کیونکہ اُن کے پاس ایمان ہی نہیں۔ غور کر لو کہ  
 سوائے اہلسنت و جماعت کے کسی فرقہ میں اولیاء اللہ نہیں ہوئے۔ بغداد، جمیر، دہلی  
 لاہور، کچھو، چھہ، بریلی، گلبرگہ، اورنگ آباد..... سب جگہ اہلسنت کا ہی ظہور ہے۔

بعض اولیاء فرماتے ہیں کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ دنیا سے بے پرواہ ہو اور فکرِ مولیٰ  
 میں مشغول ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جو فرائض ادا کرے، رب تعالیٰ کی  
 اطاعت میں مشغول رہے، اُس کا دل نورِ جلالِ الہی کی معرفت میں غرق ہو، جب دیکھے  
 دلائلِ قدرت دیکھے، جب سُنے تو اللہ کی باتیں سُنے، جب بولے تو اپنے رب کی ثناء کے  
 ساتھ بولے اور جو حرکت کرے اطاعتِ الہی میں کرے، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے۔  
 (خزائن العرفان)

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ (یونس/۶۳) جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔  
 ﴿إِنْ أَوْلِيَاءَهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ﴾ (الانفال/۳۳) اولیاء تو پرہیزگار (متقی) ہی ہیں۔

### صحبتِ صالحین (سچوں کی صحبت) :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا﴾ اے ایمان والو ! اس کے بعد ﴿اتَّقُوا اللَّهَ﴾ اللہ سے ڈرو۔ اس میں سارے اعمال آگئے۔ اب ایمان، تقویٰ دو چیزیں مل گئیں یعنی مومن ہو گئے، متقی ہو گئے۔ اب کیا کوئی تیسری چیز باقی رہ جاتی ہے؟ قرآن کہتا ہے: اے ایمان والو ! تقویٰ والو ! صرف ایمان و تقویٰ پر مطمئن نہ ہو جانا، ﴿وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ایمان پر اکتفاء نہیں کرنا، عمل بھی کرنا، اور علم پر ٹہر نہ جانا بلکہ سچوں کے ساتھ بھی رہنا۔

یہ کیا بات ہے، سچوں کی کیا ضرورت ہے؟ ایمان والے ہو گئے، تقویٰ والے ہو گئے، عمل والے ہو گئے، نیکی والے ہو گئے، اب سچوں کی کیا ضرورت؟ تو بات یہ ہے دوستو ! ایمان اور تقویٰ والا ہونا آسان ہے اور ایمان و تقویٰ کو پہچانا مشکل ہے۔

☆☆☆ سچے کون ہیں؟ نیک و صالح لوگوں اور اہل اللہ کی صحبت اختیار کرنا، اُن کی باتیں سننا، انتہائی سعادت اور برکت کا باعث ہے۔ اللہ والوں کی مجالس میں بیٹھنا اور صحبت اختیار کرنے سے خیر و نیکی کی ترغیب پیدا ہوتی ہے۔ سچے لوگوں سے مراد وہی صالح اور اللہ والے لوگ ہیں جو قول و عمل اور مجموعی کردار کے لحاظ سے ہر پہلو سے سچے ہیں۔

حضرت جلیل بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، صادقین کی تعریف میں فرماتے ہیں: صدق صادق کی صفت ہے اور صادق وہ ہے کہ تم جب بھی اس کو دیکھو تو اس کو ویسا ہی پاؤ جیسا تم نے سنا ہو اور ہمیشہ اُسے ویسا ہی پاؤ۔ صدیق وہ ہے کہ وہ اپنے اقوال و افعال اور احوال میں ہمیشہ صدق اختیار کرے۔ صدق یہ ہے کہ ایسے کام میں بھی ہمیشہ سچ کہے جس میں جھوٹ کے بغیر خلاصی کی کوئی راہ نہ ہو۔

حضرت سیدنا غوث اعظم جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا ہے : اللہ تعالیٰ کی محبت تو حید کی اساس ہے لیکن اللہ کی محبت بھی اہل اللہ کی محبت اور صحبت کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ ایک موحد اور مخلص ولی اللہ کی زمین میں اس کا خلیفہ اور نائب ہے اللہ تعالیٰ نے اُسے برگزیدہ کہا اور اپنا قرب عطا فرمایا ہے ساتھ ہی اسے اپنے کلام کے معنی اور مطالب سمجھنے کے لئے شرح صدر عطا فرمایا ہے اور اسے نوع انسانی کی راہنمائی اور روحانی اور باطنی تزکیہ و اصلاح کے لئے معین فرمایا ہے۔ وہ اللہ کی طرف سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ وہ دلوں کی کدورت اور عقل و خرد کی گمراہی و گنج بینی کو رفع کر کے بندگانِ خدا کو راہِ مستقیم پر لے آتا ہے۔

پس یہی شخص نائبِ حق اور خلیفہ اللہ فی الارض ہے، یہی شخص بنی آدم میں تخلیقِ کائنات کی نہایت و انتہا ہے۔ وہ سیرتِ نبوی ﷺ کا قبیح، تو حیدِ الہی کا محافظ اور نوع انسانی کا نجات دہندہ ہے لہذا میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ ایسے شخص کی صحبت اور محبت کو لازم پکڑ اور اس کے روحانی و باطنی فیوض سے استفادہ کر، یہی شخص تیرے قلب و دماغ کی کدورتوں کو دھو کر انہیں عشقِ الہی اور نورِ تو حید سے روشن اور تابناک کر سکتا ہے۔

تقویٰ کی حفاظت : تقویٰ بڑی محنت و مشقت سے حاصل ہوتا ہے اور جسے یہ نصیب ہو گیا اُسے بڑی ہی عظیم دولت مل گئی، جس کی حفاظت دُنیا کی ہر دولت سے زیادہ ضروری ہے کیونکہ اس پر ڈاکہ بہت جلدی پڑتا ہے اور ڈاکو کوئی کمزور انسان نہیں بلکہ وہ منکار و فریبی شیطان ہے جسے اللہ نے انسان کا عدو مبین بنا کر انسان کو باخبر فرما دیا ہے کہ بس یہی تمہارا بڑا دشمن ہے اس سے بچتے رہنا، اس ظالم نے تو آدم و حوا علیہما السلام کو بھی نہ چھوڑا، وہ بھی اس دُنیا میں نہیں بلکہ جنت کے محفوظ حصار میں۔ یہ کبھی انسان کی صورت میں ہمدرد بن کر آتا ہے اور کبھی چٹات کے زوہپ میں۔ جو کام یہ کرانا چاہتا ہے ان کاموں کو بڑا ہی پُرکشش، نفع بخش بنا کر پیش کرتا ہے اور جو اس کا شکار بن جاتا ہے

اسے بے یار و مددگار کر کے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ذلت و خواری کے گڑھے میں ڈھکیں دیتا ہے اور خود اپنی کامیابی سے اُچھلتا کودتا ہے، پس جس کا یہ ساتھی بنا ﴿فَسَاءَ قَرِينًا﴾ اُسے بہت ہی بُرا ساتھی ملا۔ اب خسران، ذلت و خواری اس کا مقدر بن جائے گی۔

اللہ تعالیٰ نے شیطان اور اس کی ذریت سے بچنے کا اہتمام کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا: ﴿إِنَّهُ يَرْتَكِبُ هُوَ وَ قَبِيلُهُ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ (الاعراف) کہ شیطان اور اس کی قوم تمہیں ایسی جگہ سے دیکھتے ہیں کہ تم انہیں نہیں دیکھتے۔ جو دشمن سامنے ہو اُس سے نمٹنا آسان ہوتا ہے اور جو دشمن نظر نہ آتا ہو اس سے بچنے کے لیے بڑی بڑی تدبیریں کرنی پڑتی ہیں اس لئے تنبیہ فرمادی کہ وہ تمہیں نظر نہیں آتے، تم اُن سے خوب ہوشیار رہو۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمادیا کہ ہم نے شیطان کو اُن لوگوں کا دوست بنایا ہوا ہے جو ایمان نہیں لاتے (اصل دوستی شیطان کی تو کافروں ہی سے ہے لیکن مسلمان بھی اپنی غفلت سے شیطان کے کام کر گزرتے ہیں) بس فاسد خیالات اور وسوس کو نکال دیں۔ تقویٰ کا پہرہ بٹھا دیں اور حق تعالیٰ کے ذکر کو دل میں بسالیں۔ شیطان کے شر سے بچاؤ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنی نصرت و مدد فرمائیں گے۔

وہ دشمن جو دین و ایمان کا دشمن ہو اور کل کر سامنے نہ آئے بلکہ نظر نہ آتے ہوئے رگ وریشہ میں نفوذ کر جائے اور دوست اور خیر خواہ کا رُپ بھر کر دل میں وسوسہ اندازی کرے اس کی طرف سے تغافل برتنا بہت بڑی غلطی ہے۔ اس لئے اس سے چوکتا رہنے کی ہدایت فرمائی جا رہی ہے۔ حضرت ذوالقون مصری علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ اگر تیرا دشمن ایسا ہے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے اور تو اس کو نہیں دیکھ سکتا تو ایک ایسی ہستی (اللہ تعالیٰ) کی پناہ میں آ جا جو تیرے دشمن کو دیکھتا ہے لیکن وہ اُسے نہیں دیکھ سکتا (مظہری) ﴿وَأَمَّا يَنْزِعُ عَنْكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْعٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ إِنَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ إِنَّ اللَّهَ يَنْزِعُ عَنْكَ طَائِفٌ مِّنَ الشَّيْطَانِ تَذَكُّرًا فَإِذَا هُم مُّبْصِرُونَ﴾ (الاعراف/ ۲۰۱)

اور اگر پہونچے آپ کو شیطان کی طرف سے ذرا سا وسوسہ تو فوراً اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگئے، بے شک وہ سب کچھ سُنے والا ہے۔ بے شک وہ لوگ جو تقویٰ اختیار کئے ہیں جب اُن کو کوئی خیال شیطان کی طرف سے اُٹھتا ہے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے لگتے ہیں تو فوراً اُن کی آنکھیں کھل جاتی ہے۔ ☆☆☆

علم و عمل والے بھی بہکتے ہیں :

تم نے ایک تقویٰ والے کو کیا نہیں دیکھا؟ ایمان والا تھا، تقویٰ والا تھا۔ اس ایمان والے اور تقویٰ والے کی کہانی کیا تم نے نہیں سنی؟ جس نے چھ کروڑ برس تک عبادت کی، چھ کروڑ برس تک ! اور کتنا اُس کے پاس علم تھا معلوم ہے؟ فرشتوں کو سبق سکھاتا تھا اور اُس کا دارالعلوم دھرتی پر نہیں تھا بلکہ جنت میں تھا۔ فرشتوں کو سکھاتا تھا، اس لئے معلم الملکوت اُس کا نام ہی پڑ گیا۔ ذرا آپ خیال کریں۔ ایمان بھی ہے تقویٰ بھی ہے، ریاضت بھی ہے، مجاہدہ بھی ہے، اعمال صالحہ بھی ہیں، علم بھی ہے، جنت کی ہوا میں بھی ہیں، ذات الہی کی معرفت بھی ہے، صفات کا علم بھی ہے، الہیت، الوہیت سے باخبر بھی ہے، سجدوں کی کثرت بھی ہے، سب کچھ ہے مگر کیا بچا سکا؟ کچھ نہ بچا سکا۔ نہ ایمان، بچا سکا، نہ علم، بچا سکا، نہ ریاضت، بچا سکی بلکہ اُس کی ساری ریاضتیں تباہ ہوئیں۔ تقویٰ اُس کا برباد ہوا۔ سب اعمال برباد ہوئے۔ کیوں برباد ہوئے؟ قصور یہ ہی تو تھا کہ جب خدا نے کہا تھا آدم کو سجدہ کرو تو اوکڑ گیا۔ رب تبارک و تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ 'میں' کہتا ہوں کہ آدم کو سجدہ کرو..... تو ابلیس کہتا ہے کہ 'میں' سجدہ نہیں کرتا۔ ﴿وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْۤا اِلَّاۤ اِبْلِیْسَ﴾ (البقرہ/۳۳)

اور جب ہم نے فرشتوں سے فرمایا، سجدہ کرو آدم کو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے۔

دُنیا نے کیا دیکھا؟ ابلیس اُکھڑ گیا۔ اکثر نے والوں کا یہ ہی حال ہوتا ہے۔ خدا نے جھکا نا چاہا تھا نہیں جھکا، اُکڑ گیا۔ تقویٰ پر غرور آ گیا، علم پر گھمنڈ آ گیا، گھمنڈ کرنے والے ہمیشہ رُسوا ہوتے ہیں۔

علم و فہم والے بھی ٹکراتے ہیں :

یہ کوئی ضروری نہیں کہ کمرانے والا نا سمجھ، بے علم، بے عمل ہو۔ ہم تو دیکھتے ہیں کہ اگر کمرانے کی صورت آئی تو عمل کر کے ٹکرا گیا، اور وہ ایسا ویسا علم نہیں۔ ہمارا تمہارا ایمان بالغیب ہے اور اُس کا ایمان بالشہادۃ ہے جنت کو دیکھ کر مان رہا ہے ملائکہ کو دیکھ کر مان رہا ہے، خدا کی گرفت اور اُس کے عذاب کی شدت کو ابلیس جتنا سمجھے گا آپ ہم ایمان بالغیب والے کیا سمجھیں گے۔ اس کے باوجود وہ بہک گیا۔ فلسفہ توحید پر اُس کی شدت کی انتہا یہ ہے کہ غیر خدا کے آگے ہرگز نہ جھکیں گے، چاہے خدا ہی جھکائے۔ یہ اُس کا فلسفہ تھا کہ خدا بھی جھکائے تو نہ جھکیں گے۔ ایسی توحید کی اُس نے مثال قائم کی۔ ابلیس عابد تو ضرور تھا مگر عارف نہیں تھا۔ اُس کی عبادت کا ہم شار نہیں کر سکتے، اُس کی گنتی نہیں کر سکتے۔ اس کے عمل کی تعداد بیان نہیں کر سکتے۔ فرشتوں کو ذات الہیہ اور صفات ربانیہ کی تعلیم دے رہا ہے اس کے باوجود بہک گیا۔ اتنا سیکھنے، سکھانے کے بعد بہک گیا۔ اتنی عبادت کے بعد بہک گیا۔ خیر وہ بہکا اُس کے لئے تو بُرا ہوا مگر ہمارے لئے یہ اچھا ہوا کہ ہم سمجھ گئے کہ علم والے بھی بھٹکتے ہیں، عبادت کرنے والے بھی بھٹکتے ہیں، سجدہ کرنے والے بھی بھٹکتے ہیں۔

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ  
اب اگر تم نے کبھی یہ سوال کیا کہ وہ اتنی بڑی بڑی کتابیں پڑھ کر کیسے بہک گئے؟  
وہ خالق کو یاد کر کے کیسا بہک گئے؟ وہ قرآن کو یاد کر کے کیسا بہک گئے؟

وہ سجدہ کر کے کیسا بہک گئے؟ تو شیطان آ کر کہے گا جیسا کہ میں بہک گیا۔

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ  
تم نے وہ لطف تو سنا ہی ہوگا جب بہت زوردار آندھی آئی۔ لوگ خبریں لے کر آئے  
کہ بڑے موٹے موٹے درخت جن کی جڑیں زمین میں پھیلی ہوئی تھیں اکھڑ گئے۔  
میں نے کہا کہ جب موٹے موٹے اکھڑ گئے تو بے چارے چھوٹے چھوٹے کہاں بچے  
ہوں گے جن کی جڑیں نرم و نازک اور چھوٹی ہوتی ہیں۔ کہا گیا کہ نہیں، چھوٹے  
چھوٹے سب بچ گئے موٹے موٹے سب اکھڑ گئے۔ میں نے کہا، یہ کیا تماشہ ہے؟  
بات یہ ہے کہ جو موٹے موٹے تھے اُن کو اپنے تنوں پر غرور تھا، اپنی جڑوں پر بھروسہ تھا،  
اپنی مضبوطی کا گھنڈ تھا، اکڑ گئے، اکھڑ گئے۔ چھوٹے بیچارے کمزور تھے، جھک گئے۔  
آندھی اُن پر سے چلی گئی وہ سب بچ گئے۔ تو جھکنے والے بچ گئے، اکڑنے والا اکھڑ گیا۔  
فرشتے بچ گئے، ابلیس اکھڑ گیا۔ دیکھو عمل اُسے نہ بچا سکا۔ علم اُسے نہ بچا سکا۔

دوستو! ایمان لانا آسان ہے، ایمان بچانا مشکل ہے۔ ایمان کا تحفظ ضروری ہے۔  
یاد رکھو! ایمان تمہارے علم سے یا تمہاری عبادت سے بچ جائے گا ضروری نہیں۔  
ایمان بچتا ہے تو خدا کے فضل سے بچتا ہے، اُس کی توفیق، اُس کی عنایت سے بچتا ہے۔

☆☆☆ کیا تنہا بچاؤ ممکن ہے؟ دولتِ تقویٰ کو بچانا نہایت اہم ہے جو تنہا  
کسی کے بس کی بات نہیں کہ تنہائی تو خود ایک کمزوری ہے۔ اس حالت میں تو عام  
دولت کی حفاظت عام چور اور ڈاکو سے ممکن نہیں تو دولتِ تقویٰ کو شیطان جیسے طاقتور  
سے کیسے بچایا جاسکتا ہے؟ اس کے لئے تو محافظین کی ایک بڑی جماعت، ایک بڑا  
جری اور بہادر لشکر چاہئے۔ اسی جماعت اور لشکر کا نام ﴿الصِّدِّیقِیْنَ﴾ ہے۔ یہ  
جماعت ہے اُن مقربین بارگاہِ الہی کی جو تقویٰ کے ایسے اعلیٰ مرتبہ پر ہیں کہ اب اللہ اپنے  
خصوصی فضل و کرم سے خود ان کی دولتِ تقویٰ کا محافظ بن گیا ہے۔ ان پر ڈاکو ڈالنا تو

درکنارِ آب تو ڈاکو اُن کے سایہ سے بھاگنے لگا ہے۔ پس جو ان کے حصار میں آگیا، اُن سے وابستہ ہو گیا، ان کے دامن میں پناہ گزین ہو گیا اس نے اپنی دولت کو محفوظ کر لیا۔

صحبتِ صالحین اور تحفظِ ایمان و تقویٰ :

﴿كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ بچوں کے ساتھ رہو۔ بچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ ہم نے دیکھا ہے سچے کتنا سہارا بنتے ہیں۔ ایمان پر گھمنڈ نہ کرنا، تقویٰ پر گھمنڈ نہ کرنا، ایمان اور تقویٰ کے بعد بچوں کا ساتھ ہونا ضروری ہے۔

تقویٰ مومن کا زیور ہے۔ صادقین اُس کے محافظ ہیں۔ ہم محافظین سے دُور ہوئے تو ہمارا زیور لٹ گیا، اور بے زیور نہ کُسن رہتا ہے نہ جمال۔ نہ کشش اور نہ ہی وقعت۔

اُمّتِ مسلمہ پر اللہ کا یہ بڑا ہی کرم ہے کہ اس میں صادقین کا سلسلہ جاری ہے جو متقین امتیوں کے تقویٰ کے محافظ ہیں اور یہ سلسلہ اسی طرح جاری ہوا کہ ہر صادق اپنے غلام کو صادق بناتا رہا۔ یہ سلسلہ قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ..... وغیرہ کیا ہیں۔ ان صادقین کے غلاموں کی ایک زنجیر ہے جو اپنے آقاؤں سے وابستہ ہو کر صادق بنے اور جو ان سے وابستہ ہوا اُسے صادق بناتے رہے انہی حضرات کی راہ اختیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا : ﴿وَاتَّبِعْ سَبِيلَ مَنْ أَنَابَ إِلَيَّ﴾ (لقمان/ ۱۵) اس کے راستہ کی پیروی کرو جو میری طرف مائل ہوا۔ اللہ کی طرف تو وہی مائل ہوا ہے جو اپنے میلانِ طبع اور خواہشاتِ نفس کے مطابق زندگی بسر نہیں کرتا بلکہ اس کے شب و روز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی تعمیل میں بسر ہوتے ہیں۔ اس کا ہر عمل رسول ﷺ کی سنت کے مطابق اور حکم رب کا مظہر ہوتا ہے۔ وہ اطاعت و پیروی کا اس قدر عادی ہو جاتا ہے کہ اس کی طبیعت کا میلان شرعی احکام کے علاوہ کسی چیز کی طرف نہیں ہو پاتا حتیٰ کہ اس کی سوچ اور فکر کا انداز بھی بدل جاتا ہے۔



یہی مؤمنین کا ملین ہیں، جن کے دامن سے وابستہ ہونے اور ان کی راہ اختیار کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔ یہی اللہ کے وہ انعام یافتہ بندے ہیں جن کی راہ کو صراطِ مستقیم قرار دیا گیا اور ﴿إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ﴾ جیسی عظیم دعا کرنے کی تعلیم دی گئی۔

صادقین کی خوبیاں : اللہ نے صادقین سے اپنی محبت کا اعلان کرتے ہوئے انہیں اُن کے مراتب کے مطابق متعدد ناموں سے یاد فرمایا۔ وہ متقین ہیں اس اعتبار سے کہ تقویٰ و پرہیزگاری اُن کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ وہ محسنین ہیں کیونکہ نیکی اور حسن سلوک اُن کا وطیرہ ہے۔ وہ تواہین ہیں کہ اپنے تقویٰ پر انہیں ناز اور گھمنڈ نہیں بلکہ اظہارِ عجز و نیاز کرتے ہوئے وہ اللہ کے حضور روتے اور گڑگڑاتے ہی رہتے ہیں جس سے اُن کے مراتب مزید بلند ہوتے ہیں۔ وہ متطہرین ہیں کہ روحانی و جسمانی ظاہری و باطنی نجاستوں سے وہ بچتے رہتے ہیں اور کمالِ تزکیہ و تطہیر کے لئے کوشاں رہتے ہیں، پس انہیں ایسی روئے تطہیر نصیب ہوتی ہے کہ ان کے ساتھ جو بھی اس میں پناہ لیتا ہے، نجاستوں اور غلاظتوں سے پاک ہو جاتا ہے۔ یہ حضرات متوکلین ہیں کہ اللہ کی ذات و صفات پر انہیں ایسا غیر منزلزل اعتماد و بھروسہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے عمل، اپنی محنت و مشقت کے ہر انجام کو خیر اور بھلائی سمجھتے اور اس پر راضی برضائے مولا رہتے ہیں، اللہ پر اُن کا توکل و اعتماد وہ ان میں ارادہ و عزم کی تکمیل اور حصولِ منزل کے لئے اقدام کا ایسا حوصلہ پیدا کرتا ہے کہ انہیں اپنی کامیابی و کامرانی میں کوئی تذبذب یا شک و شبہ نہیں ہوتا، چاہے حالات سازگار ہوں یا نہ ہوں، ظاہری و مادی وسائل اجازت دیتے ہوں یا نہ دیتے ہوں، وہ توکل کرتے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ اور اس یقینِ کامل کے ساتھ جب وہ اپنی منزل کی طرف قدم اٹھاتے ہیں تو کامیابی و کامرانی اُن کے قدم بوس ہوتی ہے۔

یہی حضراتِ مقسطین کہلاتے ہیں کہ عدل و انصاف اُن کا شیوہ ہوتا ہے۔ یہ اپنی ذات کے ساتھ بھی عدل کرتے ہیں کہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو اللہ کی رضا کے مطابق استعمال کرتے ہیں، وہ اپنے نفس کے ساتھ بھی عدل کرتے ہیں کہ وہ اسے صرف اور صرف شرعی خواہشات کا عادی بنا لیتے اور ان ہی کو پورا کرتے ہیں۔ وہ اپنے معاشرے کے ساتھ بھی انصاف کرتے ہیں کہ ہر کسی کا حق پورا پورا ادا کرتے ہیں۔ یہی شا کرین ہیں کہ ہر حال میں شکر الہی اُن کی عادت ہے، نہ تو مسرت و خوشی کے لحاظ انہیں اعراض و روگردانی میں مبتلا کرتے ہیں اور نہ رنج و غم، مصائب و آلام کی آندھیاں انہیں مایوسی و ناامیدی یا شکوہ شہی کے خرمن میں ڈھکیل پاتی ہیں بلکہ جب وہ خوش ہوتے ہیں تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں اور ﴿وَلَعَنَ شُكْرُكُمْ لَا زِيدَنكُمْ﴾ کے وعدہ الہی پر یقین کرتے ہوئے مزید انعاماتِ الہیہ کے طلب گار ہوتے ہیں اور جب رنجیدہ و غمزدہ ہوتے ہیں تو عرض گزار ہوتے ہیں کہ اے رب کریم! تیرا شکر ہے کہ تو نے ہمیں اس سے زیادہ رنج و غم سے محفوظ رکھا کہ ہم ہی میں بہت سے ہم سے بھی زیادہ مصائب و تکالیف میں مبتلا ہیں، نیز ﴿وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ﴾ پر یقین کرتے ہیں، رب ہی سے التجا کرتے ہیں کہ مولیٰ ہمیں اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے اس مصیبت سے نجات عطا فرما۔ یہی لوگ صابریں ہیں کہ ہر حال میں صبر کر کے یہ نصرت و رحمتِ الہی کے مستحق قرار پاتے ہیں، زندگی کے کسی موڑ پر یہ تنہا نہیں رہتے، اللہ کی مدد اُن کے ساتھ ہوتی ہے، زندگی کا ہر سفر اُن کے لئے سہل و آسان ہو جاتا ہے، جسم کو چھلنی کر دینے والے کانٹے بھی اُن کے لئے مسکتے پھول بن جاتے ہیں، ہر حال میں ﴿اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ﴾ کا ورد منزل کی طرف اُن کی رہبری و رہنمائی کرتا ہے۔ یہی صادقین ہیں جنہیں ولایت کا اعلیٰ منصب نصیب ہوتا ہے جس کو پانے کے بعد یہ مستقبل کے خوف اور ماضی کے حزن سے آزاد ہو جاتے ہیں،

استقلال واستقامت کا پہاڑ بن کر اللہ کے ایسے مقرب و محبوب بن جاتے ہیں کہ دُنیا ہی میں فرشتے خوف و حزن سے آزادی کی خبر دیتے اور جنتی ہونے کا مژدہ سُنا دیتے ہیں جہاں یہ اللہ کے مہمان ہوں گے اور ان کی ہر خواہش پوری کر کے اُن کی میزبانی کی جائے گی۔

**صحبت کی برکات :** اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی صحبت اختیار کرنے کے سلسلے میں امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مکتوبات میں ارشاد فرماتے ہیں : فرصت بہت تھوڑی ہے اور اسے اعلیٰ ترین مقصد میں صرف کرنا ضروری ہے اور وہ ہے ارباب جمعیت کی صحبت۔ کیونکہ صحبت کے برابر کوئی چیز نہیں ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحاب صحبت ہی کے باعث انبیاء علیہم السلام کے سوا سب غیر صحابہ پر فضیلت رکھتے ہیں اگرچہ سیدنا اولیس قرنی رحمۃ اللہ علیہ اور عمر مروانی رحمۃ اللہ علیہ (حضرت عمر بن عبدالعزیز) ہی کیوں نہ ہوں حالانکہ دونوں حضرات صحبت کے سوا تمام درجات کی انتہائی بلند یوں اور تمام کمالات کی آخری حد تک پہنچے ہوئے تھے۔ (صحبت کے فیوض و برکات کا اندازہ آپ اس امر سے لگائیں کہ کسی نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کون افضل ہے؟ آپ نے فرمایا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصاحبت میں امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے تھنوں میں جو غبار داخل ہوا وہ بھی عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ سے کئی درجے بہتر ہے۔ (مکتوبات مجدد الف ثانی)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ صحابہ نے راہِ خدا میں جو نصف صاع (ایک صاع = تقریباً ساڑھے تین سیر) خرچ فرمایا ہے اگر دوسرا احد پہاڑ کے برابر سونا خرچ کرے تو اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ یہ فرق ان باطنی کمالات کی وجہ سے ہے جو ان کو رسول اللہ ﷺ کے فیضِ محبت سے حاصل ہوئے تھے۔

شیخ کبیر حضرت ابو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول کس قدر جامع ہے :  
 اصبحوا مع اللہ فان لم تطيقوا فاصبحوا من الصبح مع اللہ یعنی اللہ تعالیٰ  
 کی صحبت اختیار کرو۔ اگر اللہ کی صحبت میسر نہ آئے تو ایسے شخص کی صحبت اختیار کرو جسے  
 اللہ تعالیٰ کی صحبت میسر ہو۔

راہِ حق پر چلنے کے لئے کسی مردِ کامل کی صحبت بہت ضروری ہے ورنہ راہِ مستقیم سے  
 بھٹک جانے کا اندیشہ ہے۔

حضرت عبدالخالق عجدوانی کا ارشاد ہے :

صحبتِ نا آشنا سے اس طرح بھاگو جس طرح تم شیر سے بھاگتے ہو۔ اگر صحبت میں  
 اہلِ باطن سے مشغول ہو تو ظاہر میں غیر اللہ سے بھی پرہیز کرو۔ باطنی صحبت کی صحت کی  
 علامت یہ ہے کہ رُوحانی فیضِ دل پر اثر کرتا ہے اور ماسوائی اللہ سے خلاصی پاتا ہے۔  
 آپ نے دیکھا کہ اہل اللہ تو صحبتِ نا آشنا سے پرہیز کی تاکید کرتے ہیں تو اندازہ  
 لگائیں کہ صحبتِ بد انسان کو گمراہی اور بُرائی کے کتنے عمیق گڑھوں میں گراسکتی ہے۔  
 نیک کی صحبت نیک کرتی ہے اور بُرے کی صحبت بُرا بناتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے  
 ارشاد فرمایا: نیک دوست اور بُرے دوست کی مثال ایسی ہے جیسے مٹک (کستوری)  
 بیچنے والا اور لوہار کی بھٹی دھونکنے والا۔ مٹک بیچنے والا تو تم کو وہی دے گا جو اس کے  
 پاس ہے اور کچھ نہ سہی تو خوشبو تو ضرور ملے گی اور بھٹی دھونکنے والا تمہارے کپڑے  
 جلادے گا اور کچھ نہ سہی تو اس کی بدبو تو ضرور پھنپے گی۔ (بخاری و مسلم)

مقصد یہ ہے کہ اس حقیقت سے تو سبھی آگاہ ہیں کہ نیکوں کی صحبت سے تو نیک  
 ہی میسر آتی ہے اور اجرو ثواب بھی اور بُروں کی صحبت تو انسان کو لے ڈالتی ہے۔

اصحابِ کہف کے کتنے نے چند روز نیک اور صالح لوگوں کی صحبت اختیار کی تو اُس کے نام کا بھی نیک مردوں کے ساتھ ذکر ہوا، لیکن نوح علیہ السلام کا بیٹا بُرے لوگوں کے ساتھ بیٹھا تو وہ خاندانِ نبوت سے نکال دیا گیا۔

- حدیثِ پاک ہے المرء مع من احب آدمی (روزِ حشر) اسی کے ساتھ ہوگا جس سے محبت رکھتا ہے۔

- طالبِ حق کو مُرشد کی صحبت میں رہنا ضروری ہے۔ لکل شیعی مفتاح ومفتاح الجنة حب الفقراء ہر چیز کی ایک کئی ہے اور جنت کی کئی فقیروں یعنی مُرشدوں اور مشائخین و صوفیاء کی محبت ہے۔

- حبُّ الفقراء من اخلاق الانبياء وبغض الفقراء من اخلاق فرعون فقیروں (اللہ والوں) کو دوست رکھنا انبیاء کے اخلاق ہیں اور فقیروں (اللہ والوں) کو دشمن رکھنا فرعون کا طریقہ ہے۔

- حبُّ الفقراء حبُّ الرحمن فقیروں (اللہ والوں) کو دوست رکھنا اللہ کو دوست رکھنا ہے۔

- فقیروں یعنی مشائخین و صوفیاء کا دشمن منافق ہوگا یا حاسد یا کافر۔

- الشیخ فی قومہ کالنبی فی امتہ مُرشد اپنے مُریدوں میں ایسا ہے جیسا کہ نبی اپنی اُمت میں۔

وَلی سے دشمنی رکھنا خدا سے جنگ کرنا ہے :

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے ولی کو ایذا پہنچائی، اُس سے میری جنگ حلال ہوگئی۔ (حلیۃ الاولیاء)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ان اللہ قال: من عادى لی ولیا فقد اذنتہ بالحرب (بخاری شریف) بیشک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی

سے دشمنی رکھی، میں اُسے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ یعنی ولیوں سے دشمنی رکھنے والے اُن سے دشمنی نہیں رکھتے، درحقیقت وہ خدا کے دشمن ہیں، کیونکہ اولیاء کرام محبوبانِ خدا ہیں اور محبوبوں کا دشمن کبھی دوست نہیں ہو سکتا، بظاہر وہ کتنا ہی خیر خواہ کیوں نہ ہو۔

دشمنانِ اولیاء خدا سے جنگ کرتے ہیں اور اصول یہ ہے کہ دورانِ جنگ ایک فریق دوسرے فریق کی سب سے اعلیٰ اور بہتر چیز کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے۔ خدا سے جنگ کے دوران اولیاء کے دشمنوں کا ایمان چھین لیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دشمنانِ اولیاء کو بے ایمانی کی حالت میں موت آتی ہے۔ (العیاذ باللہ منہ)

خدا محفوظ رکھے ہر نیک سے خصوصاً گستاخی اولیاء سے

ولی پر اعتراض: حضرت غوث العالم خدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی شان میں چند روایتیں نالوگوں نے خطاب جہانگیر پر چمکیاں شروع کیں اور کمالِ جرأت سے خود آکر اعتراض کیا کہ آپ کا لقب جہانگیر کیوں ہے؟ کیا آپ دُنیا بھر کے اولیاء اللہ سے بڑھ کر ہیں؟ جو لقب کسی کو نہ ملا وہ آپ کو کیسے ملا؟ اس میں غرور و نخوت کی بو آتی ہے۔ آپ نے پہلے موعظہ حسنہ فرمایا اور فرمایا کہ یہ عطیہ شیخ (حضرت شیخ علاء الحق پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ یہ بھی سمجھا دیا کہ تم لوگ مراتبِ ولایت سے نا آشنا ہو۔ کیوں اس بحث میں پڑتے ہو۔ مگر نہ سمجھنے والے کو کوئی کیا سمجھا سکتا ہے، معترض کا جوش غنڈا نہ ہوا اور زباںِ درازی بڑھتی گئی۔ حضرت خدوم پر جلال کا غلبہ ہوا، نظر قہر ڈال کر فرمایا کہ تم اتنا سمجھنے سے عاجز ہو کہ میں جہانگیر ہوں۔ اب میں تم کو دکھا دیتا ہوں کہ میں جہانگیر بھی ہوں اور جہانگیر بھی۔ اس ارشاد کے ساتھ ساتھ معترض و کتہ چپین کی جان نکل گئی (حیات غوث العالم)

خزینۃ الاصفیاء میں مقام واقعہ روح آباد (کچھوچھہ شریف) ظاہر کیا گیا ہے اور معترض کا نام علی قلندر بتلایا ہے جو اپنے ہمراہ پانچ سو قلندروں کو لے کر

حضرت مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی علیہ الرحمۃ کی مجلس میں بے ادبی کے ساتھ پہونچا اور جس نے اپنی لاطائل باتوں سے حضرت مخدوم کے مزاج لطیف میں تکدر پیدا کر دیا تھا۔ حضرت مخدوم کے پُر جلال اور غضبناک ہونے پر قلندر دھڑام سے رُگڑا اور وہیں دم توڑ دیا..... پانچ سو ہزار ہی توبہ کر کے مرید ہو گئے۔ (سیرالانیار، محفل اولیاء)

حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی مقبولیت حاجی چراغ ہند رحمۃ اللہ علیہ کو ناگوار گذری۔ انہیں دنوں شیخ کبیر سرور پوری تحصیل علم سے فارغ ہو کر کسی مرشدِ برحق کے ہاتھ پر بیعت ہونا چاہتے تھے۔ انہوں نے ایک شب خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی چہرہ سرخ فام بزرگ نے اُن کو بیعت کیا ہے وہ اس دیار کے صاحبِ ولایت بزرگ حاجی چراغ ہند رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے مگر خواب میں جو نورانی صورت دیکھی تھی نہ پائی۔ چنانچہ اسی فکر اور سوچ میں کچھ دن اسی خانقاہ میں مقیم ہو گئے۔ جب حضرت غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی ولایت کا چرچا ہوا تو گلی گلی کوچہ کوچہ آپ کے ذکرِ مقدس سے گونج رہا تھا، لوگوں کے غیر معمولی رُحان کو دیکھ کر شیخ کبیر کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ خدمتِ عالی میں حاضر ہو کر زیارت کا شرف حاصل کریں۔ حضرت مخدوم نمازِ اشراق پڑھ کر ساتھیوں میں تشریف فرما تھے، ابھی شیخ کبیر دُور ہی سے دکھائی پڑے تھے کہ آپ نے فرمایا کہ جس دوست کے بارے میں تم لوگوں سے میں کہا کرتا تھا وہ آگیا، حضرت مخدوم نے فرمایا یہ وہی بچہ ہے جس کے بارے میں میرے مُرشد نے فرمایا تھا۔ خادم نے اُن کے پہونچنے سے پہلے ہی روٹی اور شربت تیار کر کے رکھ لیا۔ شیخ کبیر حاضر ہوئے اور دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی بزرگ ہیں جن سے خواب میں بیعت کی تھی، سر قدموں میں رکھ دیا اور مُرید ہو کر

سلسلہ اشرفیہ میں داخل ہو گئے۔ جب شیخ حاجی چراغ کو معلوم ہوا کہ شیخ کبیر، حضرت مخدوم کی بیعت کر لی ہے تو انہیں رنج ہوا اور حالتِ حلال میں فرمایا کبیر جوانی ہی میں مَر جائے گا۔ حضرت شیخ کبیر کو اسی وقت معلوم ہو گیا کہ شیخ چراغ ہند حلال فرما رہے ہیں، خود حضرت مخدوم کو اس حالت کی اطلاع ہو گئی، فرمایا کہ فرزند کبیر! فکر نہ کرو تم ایک دن پیر کبیر ہو گے لیکن تم بھی اُن کے حق میں کچھ کہو۔ شیخ کبیر نے کہا پہلے حاجی چراغ مرے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا پہلے حاجی چراغ کا انتقال ہوا اور پانچ سال بعد شیخ کبیر نے رحلت فرمائی۔

(مرآۃ الاسرار خزینۃ الصغیاء تذکرۃ مشائخ عظام حیاتِ غوثِ العالم)

ولی کو آزمانے کی سزا : ظفر آباد میں یہ ایک عجیب و غریب واقعہ پیش آیا کہ مسخروں نے ایک جنازہ بنایا اور ایک مسخرہ کو اس میں لٹا کر سمجھا دیا کہ جنازہ حضرت مخدوم کے پاس لے چلتا ہوں، جب وہ نماز پڑھنے کھڑے ہوں اور اللہ اکبر کہیں تو نکل کر ہسوتا کہ ہم سب لوگ مطمئنہ اُڑائیں۔ بہر حال مصنوعی جنازہ لیے وہ لوگ حضرت مخدوم کے پاس روتے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ حضور جنازہ حاضر ہے نماز پڑھا دیجئے۔ مسخروں کا مقصد یہ تھا کہ جب حضرت مخدوم تکبیر کہیں مُردہ اپنی چارپائی سے اُٹھ کر حضرت کے پاس آئے اور سلام کر کے کہے اے حضرت آپ کی کرامت میں کوئی شک نہیں ہے کیونکہ آپ نے مجھ بے جان کو زندہ فرما دیا، اس بنا پر آپ کو شرمندگی ہوگی اور ذلت و رسوائی کا سبب ہوگا۔ بدبختوں کو یہ خیال نہ آیا کہ اگر یہ واقعی بزرگ نکلے تو انجام کیا ہوگا۔ حضرت مخدوم نے نورِ باطن سے سارا حال معلوم کر لیا تھا اسی لئے ابتداء میں احتراز فرمایا مگر جب مسخروں کا اصرار بڑھا تو آپ نے نماز جنازہ پڑھائی، تکبیر اولیٰ ہی میں وہ شخص جان بحق ہو گیا، اللہ اکبر کہتے ہی مصنوعی مردہ واقعی مردہ ہو گیا۔ مسخرے پیچھے کھڑے ہنس رہے تھے اور متوقع تھے کہ اب مردہ



اُٹھ کر سلام کرتا ہے مٹروں کو انتظار رہا کہ اب مصنوعی مردہ نکل کر ٹھٹھا مارتا ہے لیکن اُس نے جنبش تک نہیں کی، مُردہ نہ اٹھا تو ہوش اُڑ گئے۔ نماز ختم ہو گئی تو حضرت مخدوم نے فرمایا کہ جنازہ لے جاؤ اور مردہ کو دفن کرو۔ لوگوں نے دیکھا تو واقعی اُس کو مُردہ پایا۔ بہت مضطرب ہوئے، روئے پیٹے اور پاؤں پر گر کر معافی مانگی، جب کہیں جا کر مُردہ میں زندگی پیدا ہوئی (معارض الاولایت) جب یہ کرامت مشہور ہوئی، طالب حق جو حق و رُجوق خدمتِ عالی میں حاضر ہونے لگے اور چھوٹا بڑا قدمبوسی پر ٹوٹا پڑتا تھا۔

(خزینۃ الاشیاء، حیاتِ غوثِ العالم، سیر الاولیاء، محفلِ اولیاء)

کرامت اور جادو کا مقابلہ :

حضرت غوثِ العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کا قافلہ جب کچھ چھ شریف اُترا تو قرب و جوار کے سارے آدمی زیارت کے لئے ٹوٹ پڑے سب سے پہلے موضع زمیندار حضرت ملک محمود نے قدمبوسی کی۔ حضرت مخدوم نے اُن پر بہت زیادہ شفقت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میرے پیرومرشد نے مجھے یہیں کے لئے قیام کرنے کا حکم دیا ہے۔ تمہارے نزدیک یہاں کون سی جگہ ہمارے رہنے کے لئے مناسب ہے۔ ملک محمود نے عرض کیا کہ حضور یہاں ایک جوگی بڑی اچھی جگہ رہتا ہے لیکن بڑا جادوگر ہے اُسے اپنی سطلی قوتوں پر بڑا ناز ہے وہ کسی روحانی طاقت ہی سے زیر ہو سکتا ہے۔ اگر خادم بارگاہ اُس کو نکال دیں تو بہت نفیس جگہ ہاتھ لگے گی آپ نے آیت کریمہ ﴿قُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَّقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (بنی اسرائیل/ ۸۱) بیشک حق آیا باطل چلا گیا، بیشک باطل کو شتاب ہی تھا..... کی تلاوت فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ بہر حال اُس جگہ کو دیکھ لینا بھی چاہئے۔ کچھ ہمراہیوں اور ملک محمود کو لے کر اُس مقام پر تشریف لے گئے، دیکھتے ہی فرمایا کہ بس یہی جگہ تھی جس کو حضرت شیخ نے دکھایا تھا۔ یہاں سے

ان چند بید یوں کو نکال دینا بالکل آسان ہے۔ حضرت مخدوم نے ایک خادم سے فرمایا کہ جوگی سے کہہ دو کہ بس بور یا بستر سنبھالے اور کہیں نکل بھاگے۔ خادم نے جا کر یہی کہہ دیا تو جوگی نے مغرورانہ لہجے میں کہا کہ ہمارا نکلتا کوئی مذاق نہیں ہے۔ ہم اُن کی روحانی طاقت آزمانے کے بعد ہی یہ جگہ چھوڑیں گے، کوئی قوت ولایت سے نکالے تو نکالے ورنہ ہمارا نکالنا ہنسی ٹھٹھا نہیں ہے۔

جمال الدین راؤت اُسی دن حضرت مخدوم کے ہاتھ پر مرید ہوئے تھے۔ آپ نے اُن سے فرمایا کہ جاؤ جو بات جوگی دیکھنا چاہے دکھا دو۔ جمال الدین جوگی سے بچپن ہی سے ڈرے ہوئے تھے، ہمت نہ پڑی، آپ نے قریب بلایا، پان کی گھوری چبا کر جمال الدین کے مُنہ میں رکھ دیا، پھر کیا تھا جمال الدین اشرفی کچھو چھ کے شیر بن گئے اور بہادروں کی طرح جوگی کے پاس چلے گئے اور نکلنے کو کہا۔ باہم خوب باتیں ہوئیں، آخر سب جوگی کہنے لگے کہ پہلے کچھ کرامت دکھاؤ تو ایسی باتیں منہ سے نکالو۔ جمال الدین نے کہا کہ ہمارا کام کرامت دکھانا نہیں ہے لیکن اب تم کہتے ہو تو مجبوری ہے، اچھا بولو کیا دیکھنا چاہتے ہو۔ کہتے ہیں کہ جوگیوں کو طیش آگیا، جادو کے کچھ منتر پڑھے اور جمال الدین کی طرف پھوٹکا، ہر سمت سے کالی چیونٹیاں نکل پڑیں، زمین کالی ہوگئی اور ساری چیونٹیاں جمال الدین کی طرف بڑھیں۔ جمال الدین نے حضرت مخدوم کی طرف توجہ کی اور چیونٹی کی فوج پر غضب کی نگاہ ڈالی تو کسی کا نام و نشان بھی میدان میں نہ رہ گیا۔ اس کے بعد جادو گروں نے غضبناک شیروں کی فوج بنا کر بھیجی۔ جمال الدین نے فرمایا کہ بھلا مصنوعی شیر بھی شیران حق کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ آپ نے شیروں پر ایک پُر جلال نظر ڈالی، سارے شیروں نے میدان چھوڑ دیا۔ آخر جوگی خود مقابلہ میں آیا اور اپنا سونٹا ہوا میں اُڑایا۔ حضرت جمال الدین نے حضرت مخدوم کے عصا شریف کو اُپر ہوا میں چھوڑ دیا۔ عصائے

مخدوم نے جوگی کے سونے کو نکلے نکلے کر کے زمین پر گرادیا۔ جب جوگی کے طلسماتی حربے ناکام ثابت ہوئے تو اُس نے حضرت مخدوم کی روحانیت کا اعتراف کر لیا اور کہا مجھے حضرت مخدوم کی بارگاہ میں لے چلو، میں اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا۔ جوگی نے آکر حضرت مخدوم کے قدموں پر سر رکھ دیا اور مشرف باسلام ہوا۔ حضرت مخدوم نے اُس کا نام عبداللہ رکھا۔ اسی وقت اُس کے تمام چیلے مسلمان ہو گئے۔ سب لوگ اپنی مذہبی کتاب حضرت مخدوم کے سامنے لائے اور آگ میں جلا کر پھونک دیا۔ حضرت مخدوم نے اُن سے بڑی ریاضت کرائی اور تالاب کے کنارے اُن کی نشست کے لئے ایک جگہ مقرر فرمادی۔ کہتے ہیں کہ جوگی کے اسلام لانے پر اُس دن کوئی پانچ ہزار اشخاص مسلمان ہوئے تھے۔ جوگی کے مسلمان ہونے کے بعد حضرت مخدوم نے اپنا سارا سامان اُسی مقام پر منگوا لیا جو پہلے جوگیوں کی جگہ تھی اور ہمراہیوں کے لئے صلحہ صلحہ قیام گاہ تجویز فرمادیا، سب نے اپنا اپنا حجرہ بنا لیا اور خانقاہ اشرفی کی تعمیر تھوڑے دنوں میں ملک محمود نے کرا دی۔

(حیات غوث العالم، خزینۃ الاصفیاء، تذکرہ مشائخ عظام)

☆ ہندو فقراء کا ایک گروہ غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی خدمت میں آیا اور بت خانہ اور بتوں کے جواز و اہمیت پر بحث شروع کر دی۔ فرمایا تم انھیں پوجتے ہو، ذرا اُن سے اپنی تعریف تو کراؤ۔ پھر آپ نے قریب ہی بت خانہ میں جا کر ایک بت کو اشارہ کیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر فوراً آپ کے سامنے آ گیا اور آپ کی تعریف کی۔ یہ زندہ کرامت دیکھ کر تمام ہندو فقراء اور بہت سے ہندو اسی وقت مسلمان ہو گئے۔ (معارج الولاہ، سیرالانبار، محفل اولیاء)

☆ غوث العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی ذات مقدسہ سے بیشمار کرامات کا ظہور ہوا ہے جو اولیاء کے تذکروں اور کتب تصوف میں موجود ہے۔

حضرت مخدوم کی سب سے بڑی کرامت جس کا تسلسل سات سو سال سے ہنوز جاری ہے وہ آپ سے منسوب خاندان اشرفیہ کے 'سادات اشرفیہ' ہیں اور اسی اشرفی بوستان کے مہکتے پھول ہیں حضور شیخ الاسلام تاجدار اہلسنت علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی اور حضرت غازی ملت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی۔ خاندان اشرفیہ کے پہلے فرزند مخدوم الافاق سید عبدالرزاق نور العین اشرفی جیلانی (۱۷۶۵ھ) سے شیعہ غوث اعظم اعلیٰ حضرت سیدنا شاہ علی حسین اشرفی جیلانی، عالم ربانی حضرت علامہ سید شاہ احمد اشرف، حضرت سید محمد اشرفی محدث اعظم ہند، حضرت سرکار کلاں مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی، اشرف العلماء علامہ سید حامد اشرف، شیخ اعظم حضرت سید محمد اطہار اشرف، مجاہد درواں حضرت سید مظفر حسین اشرفی، حضرت سید محمود اشرف اشرفی جیلانی، حضرت علامہ سید کلیم اشرف، حضرت سید راشد کی اشرفی جیلانی، حضرت سید نورانی اشرفی جیلانی، حضرت سید حسن عسکری اشرفی، حضرت سید قاسم اشرف اشرفی جیلانی، حضرت سید عالمگیر اشرف اشرفی جیلانی، حضرت سید علیم اشرف،..... تک سات سو سالوں میں خانوادہ اشرفیہ نے ملت اسلامیہ کو ایک سے ایک روحانی فرزند عطا کئے جن کے علم و کمال اور فضل و جلال کے آگے صاحبان بصیرت گھٹنے ٹیک دیا کرتے ہیں، علم ظاہری کے ہمالہ اور علوم باطنی کے بحر بیکراں، جنہوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں انسانیت کی بے لوث خدمات انجام دیں، فضل و عطا کے موتی بکھرے، روحانی عظمت کے پرچم لہرائے، علوم باطنی کے دریا بہائے، کروڑوں گمشدگان معرفت کو عرفان و ایقان کی شاہراہ عطا کی۔ عرب و عجم میں آج بھی لاکھوں فرزندان اسلامیہ انہیں سادات اشرفیہ کے چشمہ فضل و کرم سے پیاسی انسانیت کو سکون بخش رہے ہیں۔

مار چہ کچھ بریلی جب کبھی جائے اجیر و دہلی      دل کے حالات میرے سنا کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا  
شیخ مدنی کا ہوں میں دیوانہ شیخ اعظم ہے میرا گھیر      اپنی پکوں کو نیچے جھکا کر تو سلام میرا رو رو کے کہنا

## صحبتِ ذاکرین :

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے راستوں میں ذکر اللہ کرنے والوں کی تلاش میں گھومتے رہتے ہیں پھر جب کسی قوم کو اللہ کا ذکر کرتے پاتے ہیں تو ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ اپنے مقصد کی طرف آؤ چنانچہ وہ فرشتے اُن ذاکرین کو اپنے بُروں میں ڈھانپ لیتے ہیں آسمان دُنیا تک ہو جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ رب تعالیٰ تو علیم وخبیر ہے مگر اُن سے پوچھتا ہے کہ میرے وہ بندے کیا کہتے تھے؟ عرض کرتے ہیں کہ تیری تسبیح و تکبیر حمد اور تیری بزرگی بیان کر رہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں: تیری قسم انھوں نے تجھے کبھی نہیں دیکھا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو تیری بہت عبادت کریں اور تیری بہت بڑائی بولیں اور تیری بہت ہی تسبیح کریں یسبحونک ویکبرونک ویمجدونک ویمجدونک۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے وہ مانگتے کیا تھے؟ عرض کرتے ہیں: تجھ سے جنت مانگ رہے تھے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں یا رب تیری قسم نہیں دیکھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیں تو کیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اگر وہ جنت دیکھ لیں تو اس کے بہت حریص اور بہت طلبگار اور اس میں بہت راغب ہو جائیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کس چیز سے پناہ مانگ رہے تھے؟ وہ عرض کرتے ہیں آگ سے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے آگ دیکھی ہے۔ عرض کرتے ہیں یا رب تیری قسم نہیں دیکھی۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو کیا ہو؟ عرض کرتے ہیں اگر وہ لوگ دیکھ لیں تو اس سے بہت بھاگیں اس سے بہت ڈریں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اُن سب کو بخش دیا۔ ایک فرشتہ عرض کرتا ہے کہ

اُن میں فلاں بھی تھا جو ذکر کرنے والوں میں سے نہ تھا وہ تو کسی کام کے لئے آیا تھا اور وہاں بیٹھ گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے کہ ذاکرین ایسے ہمنشین ہیں کہ اُن کے ساتھ بیٹھ جانے والا بھی محروم نہیں رہتا۔ (بخاری شریف)

مجلس والوں کو تو ذکر کی وجہ سے بخش دیا اور اُس گزرنے والے کو اُن اچھوں کی صحبت کی برکت سے بخش دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (البقرہ/ ۱۷۷) اے ایمان والو! تقویٰ و پرہیزگاری اختیار کرو (اللہ سے ڈرو) اور سچوں کے ساتھ رہو۔

صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ نیک صحبت ساری عبادات سے افضل ہے۔ صحابہ کرام سارے جہان کے اولیاء سے اس لئے افضل ہیں کہ وہ سید المرسلین سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحبت یافتہ ہیں۔ اولیاء کی صحبت کی برکت سے اصحاب کھف کا کتا بھی بہتر ہو گیا۔ مرقات نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی صحبت اختیار کرو؛ اگر نہ ہو سکے تو اللہ کے پاس رہنے والوں کی صحبت کرو۔ حضرت علامہ ثناء اللہ پانی پتی فرماتے ہیں کہ وہ مسلمان ہی کیا ہے جس کی طبیعت شریعت اسلامی کی پابند نہ ہو۔۔۔ یہ نعمت بجز اولیاء کاملین کی صحبت کے نصیب نہیں ہو سکتی۔

قلب سارے قالب کا بادشاہ ہے اگر یہ ٹھیک ہے تو سارے قالب سے اچھے کام ہوں گے اور اگر یہ بگڑ گیا تو قالب بگڑ گیا۔ یوں سمجھو کہ قلب کی زندگی قالب کی زندگی ہے اور قلب کی موت قالب کی موت ہے۔

قلب کی صفائی اُس کی زندگی ہے اور قلب کی گندگی اُس کی موت۔

گندے دل کی صفائی دو چیزوں سے حاصل ہوتی ہے۔ عبادت و ریاضت اور کسی اہل نظر کی نظر۔ عبادات سے آہستہ آہستہ مگر کامل کی نگاہ سے دفعتاً دل صاف ہو جاتا ہے۔

مقبول بندے کی نگاہ ایک آن میں رنگ آلود دل کو صاف کر کے اس پر صیقل  
کر دیتی ہے۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی نظر سے ستر ہزار جاوگر جو برسوں سے کافر  
فاسق، گنہگار اور بدکار تھے وہ مومن صحابی صابر اور شہید ہو گئے۔ حضور غوث اعظم  
سیدنا عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی ایک نظر سے چور قطب ہو گئے۔ حضرت بابزید  
بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے فسق و فجور میں مبتلا فاحشہ عورت کی دنیا بدل گئی اور وہ  
نیک و صالحہ بن گئی۔ اس لئے صوفیاء فرماتے ہیں :

ایک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا  
 ایک زمانہ صحبت با انبیاء بہتر از ہزار سالہ طاعت بے ریا  
 ایک زمانہ صحبت با مصطفیٰ بہتر از لکھ سالہ طاعت بے ریا

قرآن مجید اور کعبۃ اللہ کا دیکھنے والا صحابی نہیں مگر نبی کریم ﷺ کو اخلاص سے دیکھنے  
 والا صحابی ہے۔ معلوم ہوا کہ اعمال سے زیادہ صحبت اثر کرتی ہے کیونکہ یہی پاکیزگی  
 کا ذریعہ ہے۔ ☆☆☆

آگ کی صحبت میں لوہے کی تاثیر : صحبت اور قربت سے فائدہ اگر سمجھ میں  
 نہ آئے تو تھوڑی دیر کے لئے ایک ایسے ماحول میں پہنچ جائیے جہاں ایک لوہا آپ  
 کے سامنے ہو اور وہ لوہا آگ کے اندر نظر آ رہا ہے، سیاہ فام لوہا، سخت مزاج لوہا  
 تھوڑی دیر کے بعد جب وہ ٹکلا۔ اگر آپ لوہے سے پوچھیں کہ بتائیے آگ کی  
 قربت و صحبت سے کیا ملا؟ لوہا جواب دے گا کہ مجھے صحبت و قربت کا فیض حاصل  
 ہو چکا ہے، پہلے میرا رنگ بالکل سیاہ تھا، اب میری رنگت بالکل سرخ ہے۔ پہلے میرے  
 اندر حرارت نہیں تھی، اب میرے اندر اتنی حرارت آ گئی۔ مجھ میں اثر قبول کرنے کی  
 طاقت تھی اور میں جس کی صحبت و قربت میں رہا، اُس میں اثر دینے کی طاقت تھی۔

میری باتوں کو اُس نے نکال دیا، اور اپنی باتوں کو مجھے عطا کر دیا۔ حرارت اُس میں تھی، اُس نے مجھے دے دیا۔ گرمی اُس میں تھی، اُس نے مجھے دے دیا۔ میں ہوں تو لوہا ہی، گر اب اُس آگ کا جو کام ہے وہ میں کروں گا۔ اگر وہ جلانے تو میں بھی جلاؤں گا۔ اگر اُس سے حرارت ملتی ہے تو مجھ سے بھی حرارت لی جاسکتی ہے۔

تیل اور چنبیلی کا تیل : آپ کہتے ہیں کہ یہ چنبیلی کا تیل ہے یہ فلاں چیز کا تیل ہے۔ چنبیلی کسی ہوتی ہے؟ کبھی چنبیلی کا دانہ آپ نے دیکھا ہے؟ چنبیلی کا پھول تو ضرور سنا ہوگا؟ جسے آپ تیل کہتے ہیں اُسی تیل کو چنبیلی میں بساتے ہیں اور بسانے کا طریقہ یہ بتایا گیا ہے کہ چنبیلی کے پھولوں کو چاندی رات میں، کھلی ہوئی فضا میں پھیلا دیا اور اُس پر تیل کے دانوں کو ڈال دیا۔ اُس پر پھر پھول کو بچھا دیا۔ پھر دانے ڈالے، پھر اس چنبیلی کے پھول بچھائے۔ ان سب کو کھلے آسمان کے نیچے کئی دن تک رہنے دیا۔ اس کے بعد وہی دانے نکال لئے گئے۔ اب یہ تیل چنبیلی میں بسا ہوا ہے۔ تیل کے ان دانوں کو دیکھیں تو معلوم ہوگا کہ نہ قد و قامت میں فرق ہے اور نہ شکل و صورت میں۔ نہ وزن میں فرق ہے اور نہ کسی بات میں فرق ہے۔ بظاہر بالکل ویسے ہی تیل کے دانے معلوم ہوتے ہیں۔ مگر ذرا پیس کر دیکھو، تیل نکال کر دیکھو۔ چنبیلی کی قربت و صحبت میں رہنے والے ان دانوں میں چنبیلی کا تیل نکلتا ہے۔ اب تیل کے اُن دانوں کو جنہیں چنبیلی کی قربت و صحبت نہیں ملی ہے انہیں بھی پیس کر دیکھو، تیل نکال کر دیکھو۔ اُن دانوں میں تیل کا تیل ہی نکلتا ہے۔

دونوں کی حقیقت ہی بدلی ہوئی نظر آ رہی ہے۔ دونوں دانے ایک ہی پودے سے نکلے تھے۔ بس آپ نے اتنا کیا کہ ایک کو چنبیلی سے بسا دیا۔ اور ایک کو دُور رکھا۔ تو جو دُور ہوا اُس سے جو تیل نکلا اُس کو آپ تیل کا تیل کہتے ہیں اور جو تیل کے



وانے چنبیلی کے قریب رہے ان دانوں سے جو تیل نکلا اس کو آپ چنبیلی کا تیل کہتے ہیں۔  
 قیت بدل گئی، حقیقت بدل گئی، وزن بدل گیا، مہک بدل گئی، صورت بدل گئی، اثر بدل گیا۔  
 یہ اتنی تبدیلیاں کہاں سے آئیں؟ پوچھو اس تیل کے تیل سے آخر تم بھی تو اسی درخت  
 سے نکلے تھے۔ تم بھی تو اسی درخت میں پھولے پھلے تھے۔

تیل کے دانوں بتاؤ تمہارے اندر یہ بات کہاں سے آگئی تو وہ جواب دیں گے کہ  
 کچھ دن چنبیلی کی صحبت مل گئی تھی جو میرے اندر تھا نکل گیا جو اُس کے اندر تھا مل گیا۔  
 اس میں تعجب مت کرو، شکل و صورت سے دھوکہ مت کھاؤ۔ ایک جیسا دیکھ کر قریب  
 مت کھا جاؤ۔ یہ بھی تو دیکھو کہ صحبت و قربت کس کی حاصل ہو رہی ہے۔

آج تک کوئی عقلی استحالہ پیش نہ کر سکا کہ سارے دانے تو ایک ہی ہیں، پھر ایک  
 سے تیل کا تیل کیسے اور دوسرے سے چنبیلی کا تیل کیسے؟ بلکہ آگ میں اثر دینے کی  
 قدرت ہونا اور لوہے میں اثر لینے کی صلاحیت ہونا۔ یوں ہی چنبیلی کے پھولوں کا موثر  
 ہونا اور تیل کے دانوں کا متاثر ہونا اور پھر اس قربت و صحبت کے لازمی اثرات کا  
 مرتب ہونا سبھی تسلیم کرتے ہیں۔

علماء کرام اور اولیاء عظام : اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت و رہنمائی کا سلسلہ  
 سیدنا آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر حضور سید المرسلین ﷺ پر اس سلسلہ کو ختم فرما کر  
 نبوت کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بند فرما دیا، تاہم ہدایت کا دروازہ قیامت تک کے  
 لئے کھلا ہے۔ حضور ﷺ اصلاح باطن اور اصلاح ظاہر کے لئے تشریف لائے۔  
 رسول اللہ ﷺ دینی علوم، روحانی علوم، تمام علوم کا مرکز ہیں۔ چونکہ اب دنیا میں کوئی  
 نیا نبی اور رسول تشریف نہیں لائے گا اس لئے حضور سرور کائنات ﷺ کے ہماری  
 نگاہوں سے روپوش ہونے کے بعد ہدایت و اصلاح کا یہ کام اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ

کے دو عظیم گروہوں کے سپرد فرمایا۔ ایک کی توجہ ہے قلب کی طرف، اور ایک کی توجہ ہے قالب کی طرف۔ ایک ہے جو قلب کی صفائی کر رہا ہے اور ایک ہے جو قالب کی نقش و نگار تار رہا ہے۔ ایک ہے علماء کی جماعت اور ایک ہے مشائخ (اولیاء) کی جماعت۔ اولیاء کی نظر قلب پر اور علماء کی نظر قالب پر۔ ظاہر کی اصلاح کی ذمہ داری علمائے دین کے سپرد ہوئی جب کہ باطن کی اصلاح کا کام صوفیاء و اولیاء کو سونپا گیا۔ جن پاکانِ اُمت کو دین کے ظاہر کی حفاظت پر مامور فرمایا گیا، وہ علماء، مفسرین، محدثین، مجددین، مجتہدین، مجاہدین، مصلحین اور مبلغین کہلاتے ہیں جب کہ جن نفوس قدسہ کے دم قدم سے دین کا باطنی نظام رواں دواں ہے وہ صوفیاء، فقراء، اولیاء (غوث و قطب) کہلاتے ہیں۔ یہ دونوں گروہ (علماء و اولیاء) ہر دور میں اپنا فریضہ بڑی جانفشانی اور محنت سے ادا کرتے چلے آ رہے ہیں۔

نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کے مسائل سے آگاہی، دین کی ترویج و اشاعت، عقائد کی درستگی، شریعت کا نفاذ اور مساجد و مدارس کا قیام علماء فرماتے رہے، جب کہ اخلاص، حیثیت، حضور قلب، توکل، صبر و شکر، تسلیم و رضا، یقین و احسان، فتا و ہقا، تزکیہ و تصفیہ اور منازل سلوک اولیاء و صوفیاء طے کرواتے رہے۔ آسمان کی زینت چاند اور تاروں سے ہے تو زمین کی زینت اولیاء اللہ سے ہے۔ ظاہری نور چاند و سورج سے ملتا ہے اور باطنی نور اولیاء اللہ سے ملتا ہے۔ کشتی بغیر ملّاح کے نہیں چل سکتی ہے اسی طرح حیات کی کشتی اولیاء اللہ کے بغیر منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتی ہے۔ جس طرح جسم کے درمیان رگوں سے رشتہ قائم ہے اسی طرح اولیاء اللہ، رسول کے زندہ منجر ہوا کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اولیاء اللہ کے کمال سے رسول کے کمال کا پتہ چلتا ہے۔ عام لوگ دُنیا میں آتے ہیں اور انبیاء اولیاء دُنیا میں بھیجے جاتے ہیں۔ آنے اور بھیجے جانے میں فرق ہے اس لئے کہ آنا اپنی ذمہ داری پر ہوتا ہے اور بھیجنا بھیجنے والے کی

ذمہ داری پر ہوتا ہے۔ ظاہری اعضاء کو پاک کرنا علماء کا کام ہے اور دل کا پاک کرنا اولیاء کا کام ہے۔ نماز میں جسم پاک کرنا دینا، قبلہ رو کھڑا کر دینا، اس کے شرائط و ارکان ادا کرنا دینا علماء کا کام ہے مگر نماز میں خلوص حضور قلب، اس کا ریا سے پاک ہونا اولیاء اللہ کے ذریعہ۔ گویا شرائط ادا علماء پورے کراتے ہیں اور شرائط قبول اولیاء۔ علماء پڑھاتے ہیں، اولیاء پلاتے ہیں۔ ایمان کی لازوال نعمت علماء سے ملتی ہے اور ایمان کی حفاظت اولیاء اللہ سے ہوتی ہے۔ شریعت کے حامل کو علماء کہتے ہیں اور طریقت کے حامل کو اولیاء کہتے ہیں۔ جہاں شریعت ختم ہوتی ہے وہیں سے طریقت شروع ہوتی ہے۔ علماء کے دربار میں زبان سنبھال کر رکھنا چاہئے اور اولیاء کی بارگاہ میں دل سنبھال کر رکھنا چاہئے۔ اس لئے کہ اولیاء دل کے خطرات سے واقف ہوتے ہیں۔ علماء کا درس ایک مدت میں حاصل ہوتا ہے اور اولیاء کی ایک نگاہ کرم سے منٹوں میں دل کی دنیا بدل جایا کرتی ہے۔ علماء سُناتے ہیں اولیاء کر کے دکھاتے ہیں۔ سچا عالم وہ ہے جو فرمانِ الہی اور فیضانِ الہی دونوں کا جامع ہو۔ جاہل کے مقابلہ میں شیطان عالم کو زیادہ ورغلا تا ہے۔ شیطان جانتا ہے کہ ایک عالم کے بگڑنے سے سارا عالم بگڑ سکتا ہے۔ کسی مذہب میں عالم کا ہونا حقانیت کی دلیل نہیں ہے مگر ولی کا ہونا حق ہونے کی دلیل ہے۔ اس لئے کہ عالم، رسول کی سُناتا ہے اور ولی رسول کو دکھاتا ہے۔ میدانِ محشر میں سبھوں کو خوف ہوگا اور اولیاء اللہ بے خوف ہوں گے اس لئے کہ اور لوگ حساب دینے جائیں گے اور اولیاء حساب لینے جائیں گے۔ سراج الاولیاء علامہ جلال الدین رومی اپنی شہرہ آفاق تصنیف مثنوی شریف میں ارشاد فرماتے ہیں :

لوح محفوظ است چیزِ اولیاء از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

لوح محفوظ اولیاء اللہ کی نگاہوں میں ہے اس لئے کہ یہ حضرات گناہوں سے محفوظ ہیں۔

علماء و مشائخ کی صحبت سے دُوری نقصان دہ ہے :

ہر کام کسی مقصد کے لئے کیا جاتا ہے جس کام سے مقصد حاصل نہ ہو تو فائدہ کیا؟ ہم بھی تو اسلام کسی مقصد کے لئے لائے ہیں۔ ہمیں اسلام مفت میں ملا ہے۔ اسلام لانے کے لئے ہمیں محنت نہیں کرنی پڑی۔ اتفاق سے باپ دادا مسلمان تھے تو ہم بھی مسلمان۔ کتنی آسانی سے ہم مسلمان ہو گئے۔ ہمیں مسلمان ہونے کیلئے کب زمین پر گھسینا گیا۔ ہمارے سینے پر کب پتھر رکھے گئے۔ ہمیں وطن سے بے وطن کب کیا گیا۔ ہمیں مصائب و آلام سے کب گذرنا پڑا۔ اتفاق سے مسلمان ہو گئے، آسانی سے یہ دولت ملی ہے اس لئے قدر نہیں ہے۔ اسلام کو جنہوں نے مشقت سے حاصل کیا ہے اُن سے پوچھیں کہ اسلام کتنی بڑی دولت ہے۔ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ سے پوچھو کہ کتنی بڑی دولت ہے، سیدنا صہیب رومی رضی اللہ عنہ سے پوچھو یہ کتنا بڑا سرمایہ ہے۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے پوچھو..... اُن نفوس قدسیہ سے پوچھو جنہوں نے اسلام کو اپنے کلیجہ سے لگا کر رکھا۔ اُن کا ایمان، معیاری ایمان۔ اُن کا اسلام، معیاری اسلام۔ اُن کے اعمال، معیاری اعمال ہیں۔

ہمیں موروثی طور پر اسلام کے نظریات، خیالات اور اعمال مل گئے مگر جو دلائل ہو کر تے ہیں وہ موروثی نہیں ہوتے۔ دلائل کتابوں سے ملا کرتے ہیں مگر کتابوں سے کوئی ربط نہیں رہا۔ باپ دادا فاتحہ پڑھ رہے تھے ہم بھی پڑھ رہے ہیں۔ باپ دادا مزارات کو جاتے تھے ہم بھی جا رہے ہیں۔ بہر حال سب اعمال کر رہے ہیں مگر کیوں کر رہے ہیں کچھ نہیں معلوم، دلیل نہیں۔ اس لئے لوگوں کو دھوکہ دینے کا موقع مل گیا ہے کہ اُن کے پاس نظریہ ہے دلیل نہیں۔ اُن کے پاس خیال ہے اُس کی پشت پناہی نہیں ہو رہی ہے کیونکہ نظریہ جو ہے وہ موروثی ہوتا ہے اور دلائل جو ہوتے ہیں وہ کتابوں سے ملتے ہیں۔ علماء کی صحبت سے ملتے ہیں، وہ مشائخ کی درسگاہوں سے ملتے ہیں

جہاں یہ چیز ملتی ہے یہ وہاں نہیں جاتے۔ ہمیں چاہئے کہ اپنے اعمال و عقائد کی اصلاح اور تحفظ کے لئے علماء و مشائخ کی صحبت اختیار کریں۔

### موجودہ خانقاہی نظام :

جس طرح ہر دور میں کچھ بد بختوں نے خدائی کے جھوٹے دعوے کئے اور بعض ناعاقبت اندیش مدعیان نبوت بن بیٹھے، اسی طرح آج کے اس ہدفتن اور ماضی دور میں بہت سے مادہ پرست اور ملحد ولایت کا جعلی لبادہ اڑھ کر جبہ و دستار کی ناموس کو تار تار کرنے کے ذریعے ہیں۔ یہ نام نہاد پیر دین کے رہزن ایمان کے ڈاکو انسانیت کے لئے باعثِ تنگ و عار اور شریعت و طریقت کے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ ہیں۔ دورِ حاضر میں ان بہروپیوں کے چہروں سے نقاب ہٹانا اور اُن کے کمر و فریب سے آگاہ کرنا انتہائی ضروری ہے تاکہ عوام الناس حق و باطل میں امتیاز قائم کر سکیں اور اُن نفوسِ قدسیہ پاکبازانِ اُمت، صلحائے ملت اور اولیائے کاملین تک رسائی حاصل کر سکیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا :

﴿أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ سنو ! بیشک اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

ولایتِ قربِ خداوندی کا ایک خاص مقام ہے۔ قربِ ایزدی محض سنت و شریعت پر عمل کرنے سے ملتا ہے۔ ولی وہ ہے جو فرائض و نوافل سے قربِ الہی حاصل کرے، قرآن کے مطابق ولی وہ ہے جو ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ حدیث کی روشنی میں ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ شریعت و سنت کی مخالفت کرنے والے ولایت اور قربِ الہی سے اس قدر دور ہیں جس قدر زمین آسمان سے دور بلکہ اس سے بھی کہیں زیادہ۔

سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کسی کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھو لیکن وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو وہ استدراج ہے ولایت نہیں۔ (استدراج وہ عجائبات ہیں جو کافر کے ہاتھ پر ظاہر ہوں۔ بہت سے عجائبات شیطان کر دکھاتا ہے، نسیاسی جوگی صد با کرتب کر لیتے ہیں، دجال تو غضب ہی کرے گا، مردوں کو جلانے گا، بارش برسائے گا۔ اگر عجائبات پر ولایت کا مدار ہو تو شیطان اور دجال بھی ولی ہونے چاہئے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ اگر ہوا میں اڑنا ولایت ہے تو شیطان بڑا ولی ہونا چاہئے) فی زمانہ خانقاہی نظام تقریباً بے اثر ہو کر رہ گیا ہے، مُرید لاکھوں ہیں مگر انہیں اپنے عقائد کا بھی پتہ نہیں، جنہیں وراثت میں پیری مل جائے انہیں اپنے بزرگوں کا نام کیش کرانے سے اور اپنے خاندان میں سجادہ نشین ہونے کے دعویداروں سے لڑنے کی فرصت نہیں ملتی۔ خانقاہی نظام اس لئے غیر مؤثر ہو گیا کہ اس کے چلانے والے چلے گئے۔ جانشینی اور سجادہ نشینی کو موروثی بنا لیا گیا ہے۔ تحصیل علم کے لئے محنت شاقہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ علمی دلائل موروثی نہیں ہوتے، دلائل کتابوں سے ملا کرتے ہیں مگر کتابوں سے کوئی ربط نہیں رہا۔ اگر ماہر آپریشن ڈاکٹر کی موت کے بعد اُس کا بیٹا جو بذات خود ڈاکٹر نہیں ہے وہ اپنے کو باپ کا جانشین تصور کر کے مریضوں کے آپریشن کرنے لگ جائے تو قبرستان آباد ہو جائیں گے۔ ڈاکٹر کا بیٹا، ڈاکٹر ہونا ضروری نہیں ہے۔ انجینئر کا بیٹا، انجینئر ہونا ضروری نہیں ہے۔ حافظ کا بیٹا، حافظ ہونا ضروری نہیں ہے۔ عالم کا بیٹا، عالم ہونا ضروری نہیں ہے۔ شیخ کا بیٹا، شیخ ہونا ضروری نہیں ہے۔

شیخ کامل کا بیٹا اگر علم حاصل نہ کر سکے تو وہ جاہل مطلق بھی ہو سکتا ہے۔ جانشین مطلق بننے کے لئے صرف باپ کی طرح لباس پہن لینا اور پگڑی باندھ لینا کافی نہیں ہے۔ بہر حال جاہل مطلق جانشینوں سے خیر کی توقع کیونکر رکھی جاسکتی۔ جاہل پیروں کے

ماننے والے بھی ایسے جاہل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے حبیب ﷺ کے صریح احکامات کے برخلاف شریعتِ مطہرہ کے باغیوں کو پیر بنالیتے ہیں۔ رُوحانیت نہ ہو تو حرج نہیں۔ کم از کم شریعت کی اتباع تو ہو اور اتباعِ شریعت تو ہر مسلمان کا خاصہ ہونا چاہئے، پھر شیخ کا حق تو یقیناً زیادہ ہے کہ وہ تقویٰ اختیار کرے۔ اکثر خانقاہوں سے رُشد و ہدایت کا سلسلہ اس لئے بند ہو گیا ہے کہ پیر کے انتقال کے بعد اُس کے جاہل بیٹے کو دستار باندھ دی جاتی ہے، نہ علم نہ ڈاڑھی نہ تقویٰ نہ نماز۔ ظاہر ہے کہ پھر ایسا شیخ مُریدوں کی تربیت نہیں کرتا بلکہ مُرید اُس کی پرورش کرتے ہیں۔

جاہل اور بے دین جانشینوں نے خانقاہی نظام کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔ اصل بات وہی ہے کہ جب خانقاہی نظام کھانے اور کمانے کا ذہندہ بن جائے تو پھر اصلاح کیسے ہوگی؟ آج مشائخِ کرام کو جمع ہو کر سوچنا چاہئے کہ لوگ مشائخ سے کیوں برگشتہ ہیں؟ خانقاہیں اور آستانے کیوں ویران ہوتے جا رہے ہیں؟

دورِ حاضر میں ایسے بہروپیوں کی کمی نہیں جو فقر و ولایت کا لبادہ اُڑھ کر سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکا دے رہے ہیں۔ حقیقت میں ایسے افراد ایمان کے ڈاکو شریعت کے باغی اور معاشرے کے لئے رستے ہوئے ناسور کی مانند ہیں جن کی بدعتیگی و بے عملی معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رہی ہے خصوصاً نوجوان نسل ان دھوکہ باز اور مفاد پرست افراد کی وجہ سے اہل حق بندگانِ خدا سے بھی متنفر اور بیزار معلوم ہوتے ہیں۔

قُمْ بِإِذْنِ اللَّهِ جو کہتے تھے سب رخصت ہوئے خانقاہوں میں 'مجاور' رہ گئے یا 'مگورگن' گُل گئے، گُلشن گئے، باقی دھتورے رہ گئے۔ کامل گئے، اکمل گئے، باقی ادھورے رہ گئے

اس دُنیاے رنگا رنگ میں ایسے بے شمار لوگوں سے واسطہ پڑے گا جو بظاہر درویش صورت نظر آئیں گے لیکن حقیقت میں درویشی کے لبادے میں دھوکے باز ہوں گے اور راہبروں کے لباس میں راہزن ملیں گے۔ آپ کا واسطہ گندم نما جو فروش

صوفیوں سے بھی پڑے گا جو مسند ارشاد کی زیب و زینت تو ہوں گے لیکن اُن کا دامن مبلغ علم و دانش سے بالکل خالی ہوگا۔ یہ بات پیش نظر رہے کہ پیروں کا ساحلیہ بنا لینے سے کوئی حیرت نہیں بن سکتا۔

بعض اپنی شعبہ بازیوں اور زور بیان سے لوگوں کو متاثر کر کے اپنی دُکانداری چلاتے ہیں بہت سے سادہ لوح لوگ اُن کے دھوکے میں آ جاتے ہیں اور انہیں احساس بھی نہیں ہوتا ہے کہ وہ ایک فریب کار کے جال میں پھنس چکے ہیں۔ ان میں سے کچھ نہ کچھ شعور رکھنے والے بعض مُریدوں کو یہ احساس ہو جاتا ہے کہ وہ ایک نفس پرست اور دُنیادار کے دام میں پھنس چکے ہیں تو وہ کتب افسوس ملتے ہوئے یہ کہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں :

چمن کے رنگ دہونے اس قدر دھوکے دیئے مجھ کو  
کہ میں نے ذوقِ گل بوی میں کانٹوں پر زبان رکھ دی  
بعض مسند نشین آپ کو ایسے بھی ملیں گے جو بذاتِ خود علم طریقت تو گُجا، علم شریعت سے بھی نااہل ہوتے ہیں البتہ اُن کی خوش بختی کہہ لیجئے کہ انہوں نے ایسے خاندان اور گھرانوں میں جنم لیا ہوتا ہے جن کے آباؤ اجداد میں کوئی بزرگ ایسا ضرور گزرا ہوتا ہے جس کی مسند انہیں وراثت میں مل جاتی ہے اور مُرید بھی ورثے میں مل جاتے ہیں اور یہ صاحب قرآن و حدیث اور شرعی علوم سے قبی دامن ہونے کے باوجود سجادہ نشین بن جاتے ہیں۔

میراث میں آئی ہے انہیں مسند ارشاد  
زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشین  
چونکہ یہ خود راہ طریقت سے ناواقف ہوتے ہیں اس لئے دوسروں کی راہنمائی کیے کر سکتے ہیں۔



## صلح حدیبیہ اور بیعت رضوان

مشرکین مکہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر مسلمان مکہ معظمہ کو چھوڑ کر مدینہ طیبہ میں آباد ہوئے۔ مدینہ طیبہ میں مہاجرین و انصار کو بیت اللہ شریف کی زیارت کا شوق ہر وقت بے چین رکھتا تھا اپنی اس خواہش کا اظہار وہ بارگاہ رسالت میں بھی کرتے رہتے تھے۔ حضور ﷺ انھیں صبر کی تلقین کے ساتھ ساتھ یقین دلاتے کہ غنقریب وہ دن آنے والا ہے جب یہ سب رُکا و ٹپس دور ہو جائیں گی اور تم بڑی آزادی سے حج و عمرہ کے ارکان ادا کر سکو گے۔

یکم ذیقعدہ کو حضور نبی کریم ﷺ کی قیادت میں عشاق کا یہ قافلہ سوئے حرم روانہ ہوا۔ اس کی تعداد چودہ سوا اور پندرہ سو کے درمیان تھی۔

قریش کو جب نبی مکرم ﷺ کی روانگی کی اطلاع ملی تو اُن کے دلوں میں وسوسوں اور اندیشوں کے طوفان اُٹد آئے۔ انھوں نے یہ خیال کیا کہ عمرہ محض بہانہ ہے اصل مقصد مکہ پر قبضہ کرنا ہے۔ انھوں نے طے کر لیا کہ وہ کسی قیمت پر مسلمانوں کو شہر میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں دیں گے۔ نبی کریم ﷺ جب حدیبیہ کے مقام پر پہنچے تو حضور کی ناقہ (اونٹنی) قصبوی بیٹھ گئی۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ یہیں فروکش ہو جاؤ۔ قریش بھند تھے کہ وہ کسی قیمت پر آگے بڑھنے نہیں دیں گے۔ حضور ﷺ کی خواہش تھی کہ جنگ نہ ہونے پائے سارے معاملات حسن و خوبی سے طے پا جائیں حالات کوئی فیصلہ کن صورت اختیار نہیں کر رہے تھے چنانچہ نبی مکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر اہل مکہ کی طرف بھیجا تا کہ یہ اپنی ذاتی وجاہت اور خاندانی اثر و رسوخ کے باعث اہل مکہ کی غلط فہمیوں کو دُور کر سکیں اور قریش کو اس بات پر آمادہ کریں کہ وہ مسلمانوں کو زیارت و طواف کعبہ سے نہ روکیں۔ اسی اثناء

میں یہ افواہ پھیل گئی کہ اہل مکہ نے عثمان رضی اللہ عنہ شہید کر دیا۔ حضور ﷺ نے اعلان کر دیا کہ جب تک عثمان کے خون کا بدلہ نہیں لیں گے یہاں سے نہیں لوٹیں گے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ جان کی بازی لگانے کے لئے بیعت کریں۔ قصاص عثمان کے لیے سارے صحابہ کو لے کر درخت کے نیچے اکٹھا کر کے بیعت لی۔ یہ بیعت تاریخ اسلام میں بیعت رضوان کے نام سے مشہور ہے۔ آج بھی اس کے تذکرہ سے ایمان کو جلا اور عشق کو نئی توانائیاں نصیب ہوتی ہیں۔ بیعت قصاص عجیب انداز میں لی جا رہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے بائیں ہاتھ کے متعلق فرمایا کہ 'یہ عثمان کا ہاتھ ہے اور اپنے داہنے ہاتھ کو فرمایا کہ یہ ہاتھ رسول اللہ کا ہے اور میں خود عثمان کی طرف سے بیعت کرتا ہوں' خود اپنے ہاتھ پر۔

سبحان اللہ کیا شان حضرت عثمان ہے :

دست حبیب خدا جو کہ ید اللہ تھا ہاتھ بنا آپ کا آپ وہ ذی شان ہیں  
 نکتہ : رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ عثمان کا ہاتھ اور حضور ﷺ کا ہاتھ خدا کا ہاتھ .....  
 تو نتیجہ نکلا کہ بالواسطہ دست عثمان ید اللہ ہوا، عثمان غنی کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ (ید اللہ)۔  
 اور قرآن اللہ کا کلام (کلام اللہ)۔ تو اللہ کے کلام (کلام اللہ) کو اللہ کے ہاتھ (ید اللہ) یعنی عثمان غنی نے شائع کیا۔ اسی لئے فرمایا گیا عثمان جامع القرآن۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ بیعت رضوان میں خضر علیہ السلام نے بھی حضور ﷺ سے بیعت کی (روح البیان) بلکہ اگر وفات یافتہ پیغمبر بھی اس میں داخل ہوں تو کوئی بعید نہیں کہ ان حضرات نے اپنی قبروں میں حضور ﷺ کا کلمہ پڑھا ہو۔ چنانچہ حجۃ الوداع میں بہت سے پیغمبروں نے حج کیا۔ معراج کی رات سارے پیغمبروں نے حضور ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی اور ظاہر ہے کہ یہ نماز وحج اسلامی تھے لہذا وہ سب حضرات حضور ﷺ کے پیروکار ہوئے۔

رسول اکرم ﷺ کے دست مبارک پر صحابہ کرام نے بیعت رضوان فرمائی تو اللہ رب العزت نے اُسے عینہ اپنے ہاتھ پر بیعت قرار دیا۔ اور بیعت کے بعد نقض عہد کرنے والوں کو وعید شدید سنائی اور بیعت پر عمل کرنے والوں کو اجر عظیم کی بشارت سے نوازا۔ ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ فَمَنْ نَكَتَ فَإِنَّمَا يَنْكُثُ عَلَىٰ نَفْسِهِ وَمَنْ أَوْفَىٰ بِمَا عَاهَدَ عَلَيْهِ اللَّهُ فَمَن يَزِيدْهُ أَجْرًا عَظِيمًا﴾ (الفتح/۱۰) وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں، وہ تو اللہ تعالیٰ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ہے۔ تو اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ تعالیٰ اُسے بڑا ثواب دے گا۔

بارگاہِ صمدیت میں صاحبِ سنت ﷺ کی عظمت و بزرگی دیکھو..... حضور ﷺ کا فعل، رب تعالیٰ کا فعل ہے۔ حضور ﷺ کی اطاعت، اللہ کی اطاعت۔ حضور ﷺ سے بیعت، رب تعالیٰ سے بیعت، حضور ﷺ کا ہاتھ، رب تعالیٰ کا دست قدرت اور یہ جب ہی ہو سکتا ہے جب حضور ﷺ کو رب تعالیٰ سے قرب خاص حاصل ہو۔

حضور ﷺ کے ہاتھ نے بدر کے دن مٹھی بھر کنکر کفار پر پھینک دیئے تو سب کی آنکھوں میں کنکر پہنچ گئے۔ رب تعالیٰ نے اس ہاتھ کو اپنا ہاتھ فرمایا کہ ﴿يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ اسی ہاتھ میں کنکروں نے کلمہ پڑھا۔ اسی ہاتھ میں کھانے کے تقویٰ نے تسبیح پڑھی۔ رب کائنات نے رسول اللہ ﷺ کی رمی (پھینکنے) کو اسی مقدس قرآن میں اپنی رمی فرمایا ہے ﴿وَمَا زِمْنَتْ إِذْ زَمَيْتَ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ﴾ (الانفال) اور (اے محبوب) وہ خاک جو تم نے پھینکی، تم نے نہ پھینکی تھی، بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔

بیعت رضوان کی اطلاع جب اہل مکہ کو ملی تو اُن کے اوسان خطا ہو گئے۔ جس جہت دھرم کا اب تک مظاہر کر رہے تھے اس کی تہدی کا فور ہو گئی انھوں نے صلح کی بات چیت

کرنے کے لئے سہیل بن عمرو کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ہمراہ حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔

گفت و شنید کا سلسلہ کافی دیر تک جاری رہا۔ آخر کار ایک معاہدہ صلح طے پایا جس میں ایک شرط یہ بھی تھی کہ نبی کریم ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ عمرہ کئے بغیر امسال واپس چلے جائیں گے البتہ آئندہ سال آکر وہ عمرا دار کر سکیں گے۔  
صلح حدیبیہ کے بعد حضور ﷺ اپنے جان نثاروں کے ساتھ مدینہ طیبہ روانہ ہوئے۔

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ادب : رسول اللہ ﷺ نے بیعت رضوان کے موقعہ پر مقام حدیبیہ میں قیام فرمایا اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو اپنا پیغام دے کر مکہ معظمہ بھیجا۔ اُس وقت حدیبیہ میں مسلمان کہنے لگے کہ عثمان خوش نصیب ہے جس نے بیت اللہ کا طواف کر لیا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ فرمانے لگے کہ میرا گمان ہے کہ عثمان ہمارے بغیر طواف کعبہ نہ کریں گے۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو مسلمانوں نے اُن سے کہا کہ آپ خوش نصیب ہیں کہ بیت اللہ کا طواف کر لیا۔ اس پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم نے میری نسبت گمان بد کیا ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میں وہاں ایک سال ٹھہرا رہتا اور حضور ﷺ حدیبیہ میں ہوتے تو میں آپ کے بغیر طواف نہ کرتا۔ قریش نے مجھ سے کہا تھا کہ طواف کر لو مگر میں نے انکار کر دیا تھا۔ (زاد المعاد لابن تیم)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ ادب قابل غور ہے کہ کفار مکہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ تم بیت اللہ کا طواف کر لو، مگر آپ جواب دیتے ہیں کہ مجھ سے یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ اپنے آقا ﷺ کے بغیر اکیلا طواف کروں۔ ادھر جب مسلمانوں نے کہا کہ خوشحال عثمان کا کہ ان کو خانہ کعبہ کا طواف نصیب ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرماتے ہیں کہ عثمان بغیر ہمارے ایسا نہیں کر سکتا۔ آقا ہو تو ایسا، خادم ہو تو ایسا۔

اس میں شک نہیں کہ صحابہ کرام سب کے سب باادب تھے مگر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں یہ خوبی خصوصیت سے تھی کیونکہ ان میں وصف حیاء جو منشاء ادب ہے سب سے زیادہ تھا۔ آپ نے جب سے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اپنا دایاں ہاتھ کبھی اپنی شرمگاہ پر نہ رکھا۔

ملک التحریر علامہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی تصنیف

**کرامات سیدنا غوث اعظم:** بزرگان دین کی کرامتوں کا تذکرہ ایک ایسا موثر اور دل کش مضمون ہے کہ اس سے روح کی بالیدگی، قلب میں نور ایمان اور دل و دماغ کے گوشہ گوشہ میں ایمانی کجائیوں کا سامان پیدا ہو جاتا ہے جس سے اہل ایمان کی اسلامی رگوں میں ایک طوفانی لہر اور بدن کی یوٹی یوٹی میں جوش اعمال کا ایک عرفانی جذبہ ابھرتا محسوس ہوتا ہے۔ دور حاضر میں بزرگان دین کی عبادتوں، ریاضتوں اور ان کی کرامتوں کا زیادہ سے زیادہ تذکرہ مسلمانوں میں جوش ایمان اور جذبہ عمل پیدا کرنے کا بہت ہی موثر ذریعہ اور نہایت ہی بہترین طریقہ ہے۔ تاجدار ولایت حضرت محبوب سبحانی حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو کشف و کرامات اور عجائبات و تصرفات کے لحاظ سے اولیاء کرام کی ہمعیت میں خصوصی امتیاز حاصل ہے۔ کسی ولی کی کرامتیں اس قدر قوت اور کثرت کے ساتھ ہم تک نہیں پہنچی ہیں جس قدر قوت اور کثرت کے ساتھ حضرت غوث اعظم کی کرامتیں شکات سے منقول ہیں۔ آپ کے کرامات حصر و شمار کی حد سے خارج اور تقریر و تحریر کی مجال سے باہر ہیں۔ کرامات کا یہ ایمان افروز مجموعہ علماء کرام و عوام الناس کے لئے یکساں مفید، بلخصوص مقررین و واعظین کے لئے از حد مفید ہے۔

حقیقت میں تجھ کو ولی دیکھتے ہیں      ترے در پہ چھو لی بھری دیکھتے ہیں  
یہ ہم کیا جہاں میں سبھی دیکھتے ہیں      کہ تجھ میں وہ یوئے علی دیکھتے ہیں  
نہ بھایا کوئی بھی لگا ہوں کو میری      تجھے ایسا یار نمی دیکھتے ہیں  
یہ ہے تیرا گلشن سہانہ سہانہ      مسرت سے کھلتی کلی دیکھتے ہیں  
ہم عاصی گنہ گار بندوں کی خاطر      لگا ہوں میں تیرے نمی دیکھتے ہیں  
تیرا کیا ہے رُتبہ نہ جانا کسی نے      فقط تیری شوکت بڑی دیکھتے ہیں  
جہاں بھر میں درد و الم تھیں دیکھے      فقط یار کے در خوشی دیکھتے ہیں

سید محمد عی الدین شاہ قیس اشرفی (مرید حضور شیخ الاسلام)

## مثنوی بیعت

(حضرت سید کلیم اللہ صبیحی کلیم)

ہے یہ بیعت سُنّتِ خیر الانام بیعت الرضوان سے جو موسوم ہے  
حشر تک قائم رہے گا یہ نظام نص قرآن شاہد و مرقوم ہے  
عشق احمد کی یہی تاثیر ہے وصلِ حق کی واقعی تدبیر ہے  
قلبِ مومن اس سے پاتا ہے چلا پر تو اُگلن اس سے ہے نورِ خدا  
وقتِ بیعتِ بیر کا جو ہاتھ ہے دستِ حق لاریب اُس کے ساتھ ہے  
جس کو دُنیا میں نہ ہو بیعت نصیب جابلوں کی موت پائے وہ غریب  
جو نہ کھڑے دامنِ روشن ضمیر اُس کا ہو جاتا ہے شیطانِ دُگیر  
جب غلامِ شمسِ تہریزی ہوئے پیرِ کامل مولوی رومی ہوئے  
بیر کو اپنا بنا کر دُگیر غوثِ اعظم ہو گئے پیرانِ پیر  
ہے کھن راہِ طریقت سالکو رمیرِ کامل کو تم حاصل کرو  
بیرِ پایندِ طریقت چاہئے واقعہ راہِ طریقت چاہئے  
جانِ نبینِ مصطفیٰ ہے الاکلام پیرِ دی اس کی تو کراے نیک نام  
چیرِ کامل کا تو ہو دل سے غلام اپنی ہر منزل پہ کر اس کو امام  
ہاتھ میں اس کے تو دیکے اپنا ہاتھ اس کا ہو چھوڑ مت پھر اس کا ساتھ  
اس کی دُسل جائے گی تیری معصیت اس سے ہو جائے گی تیری مغفرت  
ذاتِ مُرشد میں تو ہو جا خود فنا فضلِ حق سے پائے گا اپنی بقا  
مکرِ شیطان سے بچا لیتا ہے پیر وقت پر ہوتا ہے تیرا دُگیر  
تیری دولت اور جان و مال کا بالیقین ان سب کا مالک ہے خدا  
ہے معیتِ بیر کی جس کو نصیب دولت دارین ہے اُس کے قریب  
طاعتِ مُرشد ہے حُبِ مصطفیٰ مصطفیٰ کی دوستی حُبِ خدا  
عشقِ احمد میں فنا ہو جا کلیم مہرباں ہو جائے گا تجھ پر کریم

بیعت کی تعریف و وضاحت : بیعت ایک رسم ہے جو سلسلہ طریقت یا تصوف میں داخل ہوتے وقت ادا کی جاتی ہے جب آدمی اپنی روحانی راہنمائی کے لئے کسی بزرگ کا انتخاب کر لیتا ہے جس کو شیخ، مُرشد یا چیر طریقت کہا جاتا ہے تو اُس کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر اور مُرشد کو گواہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے عہد و پیمان کرتا ہے کہ میں نیک کام انجام دینے اور بُرے کام (گناہوں) سے بچنے کا عہد کرتا ہوں اسی کا نام بیعت ہے۔

مُرید یہ لفظ ارادہ سے بنا ہے بمعنی قصد کرنا اس کا ماخذ یہ آیت ہے ﴿يَسْئَلُونَ

وَجْهَ اللَّهِ وَأُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ لہذا مُرید کے معنی ہوئے ارادہ کرنے والا ..... چونکہ مُرید اللہ کی رضا کا طالب ہو کر شیخ کے پاس جاتا ہے لہذا اُسے مُرید کہتے ہیں اور بیعت 'بیع' سے بنا ہے بمعنی بیچنا۔ چونکہ مُرید شیخ کے ہاتھ پر یک جاتا ہے لہذا اس سے بیعت ہو گیا۔

سلسلہ بیعت یعنی پیری اور مُریدی مسلمانوں کے اصلاح حال تزکیہ باطن اور اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے اس کی ضرورت اور اہمیت کا انکار نہ کل تھا اور نہ ہی آج ہے۔

پیری و مُریدی بیعت لینا ایک دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھنے اور عہد باندھنے کا نام ہے جیسا کہ پیران طریقت نے اپنے ہاتھ سے مُریدوں کے ہاتھ پر رکھے اور رکھتے ہیں اور کلمہ واستغفار اور توبہ کی تلقین کی اور کرتے ہیں اور مُریدوں سے یہ عہد لیتے ہیں کہ

﴿وَمَا تَكُنُمُ الرُّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا﴾ (البقرہ / ۷)

اور رسول (کریم) جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رُک جاؤ۔ انبیاء علیہم السلام اور اُن کے نائبین خلفاء اور علماء مشائخ میں بیعت لینے کا جو سلسلہ چلا آ رہا ہے درحقیقت سُنّت اللہ اور سُنّت نبی اکرم ﷺ ہے اس کا مقصد سابقہ گناہوں سے توبہ، آئندہ گناہوں سے بچنے اور ایمان و عمل صالح کی پابندی ہے۔

## بیعت کے مستحسن طریقہ کی دلیل :

بیعت مُرشد ایک مشروع عمل ہے اور یہ امر مشہور متواتر اور باجماع اُمت ثابت ہے بیعت کے مستحسن طریقہ کی دلیل میں یہ سُنّتِ رسول پُیش کی جاتی ہے: (مسلم ابوداؤد نسائی) حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے تو آدمی تھے یا آٹھ آدمی یا سات آدمی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ تم رسول اللہ سے بیعت نہیں کرتے؟ ہم نے اپنے ہاتھ پھیلا دیئے اور عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ کس امر پر آپ کی بیعت کریں۔ آپ نے فرمایا کہ ان اُمور پر کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور پانچوں نمازیں پڑھو اور احکام سنو اور مانو۔

اس حدیث پاک کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث منقول ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام سے اسلام، جہاد، ہجرت، ارکان اسلام کی پابندی، اتباع سُنّت اور رغبت کے ساتھ طاعتِ الہی، لوگوں سے بے نیاز رہنے کی، مُردوں پر نوحہ نہ کرنے کی اور زہد و ورع تقویٰ و طہارت پر کاربند رہنے کی بیعت لی ہے۔ صوفیاء نے بیعتِ تقویٰ کو اختیار کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کے اعتقاد و اعمال افکار و نظریات اور تزکیہ نفس کا مہتمم بالشان فریضہ رسالت ادا فرمایا اور آپ کے پردہ فرما جانے کے بعد صحابہ کرام پھر تابعین عظام اور پھر تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور بعد میں صوفیاء اور مشائخ طریقت نے اُمتِ مسلمہ کے اندر اصلاح و تقویٰ، ایمان و ایقان، اتباع سُنّت اور پابندی شریعت کی بیعت لی اور داخل سلسلہ ہونے والے افراد کی روحانی تربیت فرمائی جو بلاشبہ رسول اللہ ﷺ کی سُنّتِ بیعتِ تقویٰ ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں :

بیعت سُنّتِ رسول ہے اور بیعت کا اطلاق صرف بیعت خلافت تک محدود نہیں بلکہ عہد نبوت میں بیعت کی مختلف صورتیں تھیں مثلاً بیعت خلافت، بیعت جہاد، بیعت توبہ وغیرہ۔



صوفی کی مراد بیعت سے بیعت تقویٰ میں داخل ہے۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں اس بیعت کی علیحدہ ضرورت نہ تھی اس لئے کہ ان سے جو بیعت خلافت ہوتی تھی اس میں یہ بیعت بھی داخل و شامل ہوتی تھی۔ (القول الجلیل)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ عزیزیہ میں فرماتے ہیں: جو مريد اپنی عقیدت کا ہاتھ مُرشد کے ہاتھ کے ساتھ منعقد کرتا ہے تو مُرشد اور بیعت کے واسطے سے اُس کا انعقاد سرچشمہ نبوت و رسالت سرورِ جو جہاں فخر کون و مکان حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہو جاتا ہے۔

بیعت اس قدر اہم اور ضروری موضوع ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ﴿يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِمْ﴾ (نبی اسرائیل/ ۷۱) جس دن ہم ہر جماعت کو اُس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔

دُنیا میں کسی صالح کو اپنا امام بنالینا چاہئے، شریعت میں تقلید کر کے اور طریقت میں بیعت کر کے، تاکہ حشر اچھوں کے ساتھ ہو۔ اگر کوئی صالح امام (رہبر و مُرشد) نہ ہوگا تو اُس کا امام شیطان ہوگا۔ اس آیت میں تقلید اور بیعت مریدی کا ثبوت ہے۔

### بیعت کی حقیقت اور خلفائے راشدین

#### و دیگر مشائخ کی بیعت میں فرق :

بیعت کرنا ضروری ہے بلکہ سُنّت ہے، اولاً تو بیعت لوگوں نے بیثاق کے دن کی تھی کہ رب نے فرمایا: ﴿الْسُّنْتُ بِرِپِّكُمْ... قَالُوا بَلٰی﴾۔ پھر صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے مبارک ہاتھ پر بیعت کی، جو بھی اسلام لانے حاضر ہوتے تھے، آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتے تھے، مگر وہ بیعت اسلام ہوئی اور جو بیعت حدیبیہ میں لی گئی وہ بیعت جہاد ہے، کبھی حضور نبی کریم ﷺ نے کسی خاص عہد پر بھی بعض حضرات سے بیعت لی جیسے کہ بعض سے اس پر بیعت لی کہ کسی سے کچھ نہ مانگنا۔

حقیقت بیعت کی یہ ہے کہ اللہ کے نائب کے ہاتھ پر اللہ سے اقرار کرنا کہ ہم وفادار بندے رہیں گے اور اس اللہ کے بندے یعنی اپنے شیخ کو اس پر ضامن بنانا، پھر خلفائے راشدین کے ہاتھوں پر بیعتیں ہونیں مگر یہ بیعت حکومت بھی تھی اور بیعت ارادت بھی یعنی مریدی کی بیعت۔ اسی لئے اس زمانہ میں مشائخ کی بیعت کا رواج نہ تھا کیونکہ سیدنا صدیق اکبر و سیدنا فاروق اعظم و دیگر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم خود شیخ تھے اور چونکہ یہ بیعت خلافت بھی تھی، اس لئے ہر خلیفہ کے ہاتھ پر عقدہ بیعت کرنا پڑتی تھی۔ پھر جب خلافت راشدہ کا زمانہ گزر گیا، سلاطین میں سلطنت رہ گئی، تو بیعت حکومت تو اسلامی بادشاہوں سے کی گئی اور بیعت طریقت مشائخ سے۔

### طلبِ مُرشد اور بیعت کی شرعی حیثیت

طلبِ مُرشد کیوں ضروری ہے ؟ شیخ کی ضرورت اس واسطے بھی ہے کہ وہ ہمارے لئے روحانی اور نفسیاتی سہارا ہوتا ہے۔ فوائد الفوائد میں آیا ہے: 'ہم تمام انسان بیعت اس لئے کرتے ہیں کہ بیعت میں ایک نفسیاتی مصلحت پوشیدہ ہے۔ جب انسان اپنے ماضی کا تنقیدی نگاہ سے جائزہ لیتا ہے تو اس کو بہت سی باتیں اخلاق اور مذہب کے خلاف نظر آتی ہیں۔ اس کا ضمیر ملامت کرنے لگتا ہے۔ وہ دل ہی دل میں اپنی معصیوں (گناہوں و خطاؤں) سے توبہ کرتا ہے لیکن اُسے اطمینان نہیں ہوتا، اس سے قلب میں ایک بے چینی پیدا ہو جاتی ہے ماضی کا تصور اُس کے لئے سواہنِ رُوح بن جاتا ہے، اس کی توبہ اس پر غالب نہیں آتی۔ اب وہ ایک کامل پیر کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے۔ شیخ یقین دلاتا ہے، اس کے دل کے زخموں پر ایک پھایا سا لگ جاتا ہے، تکلیف دہ ماضی سے اُس کا رشتہ منقطع ہو جاتا ہے، وہ اپنے مستقبل کو نئی اُمیدوں، محکم یقین اور بیدار احساسات کے ساتھ سنوارنے کی کوشش کرنے لگتا ہے'

انسان میں دو چیزیں ہیں (۱) جسم (۲) رُوح  
 اگر جسم نہ ہو تو رُوح کے رہنے کے لئے کوئی مقام نہیں۔ اسی طرح اگر رُوح نہ  
 ہو تو بغیر رُوح کے جسم مُردہ ہے۔ ہر دو کا ہونا اور اچھی حالت میں ہونا ضروری ہے۔  
 جسم ظاہر ہے اور رُوح باطن۔ اگر جسم کمزور ہو یا جسمانی بیماری لاحق ہو تو کسی  
 طبیب کے پاس رجوع ہوتے ہیں اور ظاہری نظم و نسق کے لئے حاکم و بادشاہ کی  
 ضرورت ہے۔ نیکیوں کی طرف مائل نہ ہونا رُوحانیت کی کمزوری اور گناہوں کا  
 ارتکاب رُوحانی بیماری ہے۔ اس کے طبیب اور معالج علماء اور مشائخین ہیں۔  
 باطنی نظام اولیاء کے ہاتھ میں ہے چونکہ جسم رُوح کے تابع ہے اس لئے یہ مقربان  
 بارگاہ خداوندی جو رُوحانی طبیب ہیں امراضِ جسم کے بھی بہترین طبیب بن سکتے ہیں۔  
 ظاہر ہے کہ ایک انسان کو اپنے ظاہر و باطن، جسم و رُوح کی صفائی پاکیزگی، آراستگی  
 اور بہترین حالت میں رکھنے کے لئے ان رُوحانی طبیبوں یعنی علماء اور مشائخین کی  
 بے حد ضرورت ہے بلکہ بغیر ان کے زندگی و تخلیق کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا، چنانچہ  
 لوگوں کو راہِ راست پر ہلانے اور اعمالِ صالحہ کی رغبت دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ قوم  
 کے بعض افراد کو پیدا کرتا ہے جن سے علماء اور مشائخین مراد ہیں۔

﴿وَلَتَكُنَّ مِنْكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ إِلَى الْخَيْرِ وَيَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ  
 الْمُنْكَرِ ۚ وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ﴾ (العمران/۱۰۴)

اور تم میں سے ایسے لوگوں کی ایک جماعت ضرور ہونی چاہئے جو لوگوں کو نیکی کی  
 طرف بلائیں اور بھلائی کا حکم دیں اور بُرائی سے روکیں، اور وہی لوگ بامراد ہیں۔  
 (عرفان القرآن)

مرے شیخ تجھ پر میں کیا کیا لٹاؤں مرے دل کا اب یہ چین بھی ہے تیرا  
 نہیں قیس کا کچھ جو ہے وہ ترا ہے یہ جسم بھی جاں بھی یہ سن بھی تیرا ہے

### بیعت و ارشاد

قیامِ ارادت اور علمِ باطن کی رہنمائی و تعلیم نیز تربیتِ اخلاق و تزکیہ نفس کے لئے کسی مُرشدِ برحق کے دامنِ فیض سے وابستہ ہونا ضروری ہے۔ پیر کے بغیر کوئی شخص سلوک و معرفت کے مراحل طے نہیں کر سکتا، وہ منزلِ مقصود حاصل کرنے کے بجائے شیطانی وسوسوں کا شکار ہو کر رہ جائے گا۔

تزکیہ نفس، روحانی بالیدگی کے لئے سلسلہ سلوک و طریقت کی ایک اہم کڑی ہے جب تک بندہ اپنی بُرائیوں، ظلمتوں اور خباثت سے اپنے نفس کو پاک نہیں کر لیتا، اس کا باطن روشن نہیں ہو سکتا اور نہ اس کے قلب کی جلا ممکن ہے، اس کا نفس اُمور خیر کو قبول کرنے سے گریزاں رہتا ہے اور وہ اخروی فلاح سے محروم رہتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى﴾ (الاعلیٰ/۱۵)

جس کسی نے نفس کا تزکیہ کر لیا وہ فلاح پا گیا۔

نفس ہی اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان سب سے بڑا حجاب ہے پس وہ کامیاب ہو گیا جس نے تزکیہ کر لیا۔ جس نے نفس کا تزکیہ کر لیا وہ دونوں جہانوں میں کامیاب و کامران ہو گیا۔

﴿قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا﴾ (النفس/۱۰) وہ شخص کامیاب ہوا جس نے خود کو پاک کیا اور وہ شخص ناکام ہوا جس نے اُسے آلودہ کیا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

قد افلح من زكى نفسه واصلاحها وحملها على طاعة الله (معالم التنزيل)  
وہ شخص کامیاب ہو گیا جس نے اپنے نفس کو پاک کر لیا اور اس کی اصلاح کر لی اور اس کو اللہ کی اطاعت پر آمادہ کر لیا۔

قرآن مجید خود اصلاحِ نفس پر زور دیتا ہے۔

﴿وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوَىٰ ۖ فَإِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَأْوَىٰ﴾ (الزمرات/۴۱)

اور جس نے اپنے نفس کو خواہشات کی تکمیل سے روکا پس جنت اُس کا ٹھکانہ ہے۔

انسان کو اعمال و کردار کے اعتبار سے مزکی ہونے کے لئے اپنے نفس کا تزکیہ درکار ہے اور اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔

شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ 'نقصان' کا آغاز غفلت سے ہوتا ہے اور غفلت آفاتِ نفس سے پیدا ہوتی ہے۔ (قوت القلوب)

اس لئے آفاتِ نفس سے نجات و فلاح اس کے تزکیہ و تربیت اور اصلاح و تطہیر ہی سے ممکن ہے۔

اگر آپ ظاہر کو صاف کریں تو یہ ہے طہارت اور اگر باطن کو صاف کریں تو یہ ہے تصفیہ۔ ان آیات سے معلوم ہوا کہ فلاح و کامیابی کے حصول کے لئے تزکیہ نفس اور تصفیہ باطن بے حد ضروری ہے۔ جس طرح استاد کی شاگردی اختیار کئے بغیر کوئی فن آسانی سے اور کامل طور پر نہیں سیکھا جاسکتا، اسی طرح مُرشدِ کامل کی بیعت کے بغیر باطنی پاکیزگی اور تزکیہ نفس بہت مشکل ہے۔ مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

'پیر کا دامن تھام لے کہ یہ سفر بغیر پیر کے آفتوں اور خوف و خطر سے پُر ہے۔'

'یہ (طریقت) کا راستہ وہ ہے جو تو نے پہلے کبھی نہیں دیکھا، خبردار اس راستے پر تنہا نہ جا اور رہبر و مُرشد سے ہرگز منہ نہ موڑ۔'

'جو شخص بھی بغیر مُرشد کے اس راستے پر چلتا ہے تو وہ شیطانوں کی وجہ سے گمراہ اور ہلاک ہو جاتا ہے۔'

'اے نا سمجھ ! اگر پیر کا سایہ نہ ہو تو شیطانی و سوسے تجھے بہت پریشان کریں گے۔' (مشوی شریف)

مُرشدِ کامل کی صحبتِ قلب کو پاکیزگی اور معرفتِ ربانی عطا کرتی ہے اگر ہم موجودہ ماحول اور معاشرے کا جائزہ لیں تو ہمیں تزکیہٴ نفس و مرتبہٴ احسان کا حصول بہت مشکل نظر آتا ہے۔ یہاں تو قدم قدم پر شیاطین جن و انس اور نفسِ امارہ کے مکر و فریب کے خطرات موجود ہیں۔ اس پُر فتن دور میں تو بیعتِ مُرشد کی اہمیت مزید بڑھ جاتی ہے اور اشد ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ کسی ایسی ہستی کا دامن پکڑا جائے جو اس راہ سے واقف ہو اور علومِ شریعت و طریقت کا جامع ہو اور طالبانِ حق کی راہنمائی کا فریضہ احسن طور پر انجام دے سکے۔ عارف باللہ سیدنا ابوالقاسم قشیری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

”مُرید پر واجب ہے کہ وہ کسی شیخ سے آدابِ طریقت سیکھے کیونکہ اگر اس کا کوئی اُستاد نہ ہو تو وہ کبھی کامیاب نہ ہوگا“ (رسالہٴ قشیریہ)

### حقیقتِ بیعت :

بیعت کے معنی ہیں خود کو بیچ دینا یا پک جانا۔ بیعت کا مطلب کسی شیخِ کامل کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر یہ عہد کرنا ہے کہ میں آئندہ احکامِ شریعت اور سنتِ نبویہ کی پابندی کروں گا اور اپنے شیخ کے ارشادات کے تحت اپنی زندگی بسر کروں گا۔ اس طرح جو مرید اپنے آپ کو شیخ کے سپرد کرتا ہے وہ صرف شیخ کے تابع ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسولِ کرم ﷺ کے حکم کے بھی تابع ہو جاتا ہے۔ حقیقت میں وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کو تازہ کرتا ہے۔ اور اس کی تجدید کرتا ہے۔ جو ایک سنت ہے۔ (عارف المعارف)

مُرید کے معنی ہیں ارادہ کرنے والا۔ چونکہ یہ بھی اللہ کی رضا کا طالب ہے اس لئے اُسے مُرید کہا جاتا ہے۔

صاحبِ سبعِ سنابل شریف مُریدی کی اصل رُوح، گناہوں سے توبہ کو قرار دے رہے ہیں اس لئے بیعت ہونے کا مفہوم اُن کے نزدیک گناہوں سے تائب ہونا ہے۔

’مُریدی کیا ہے اپنے گناہوں سے توبہ کرنا اور اپنی غلطیوں کی عذرخواہی کرنا۔ چونکہ بغیر توبہ کے دین بھی نقصان میں اور بے رونق ہے اس لئے مُریدی بحد ضروری ہے۔ اے دوست تو خود توبہ نہیں کر سکتا تو اپنے نفس کو کسی صاحب توبہ کے سپرد کر دے۔ قرآن حکیم میں بیعت کا ثبوت بڑے واضح اور غیر مبہم انداز میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (المائدہ/ ۳۵)

اے ایمان والو ! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور تلاش کرو اس تک پہنچنے کا وسیلہ اور جدوجہد کرو اس کی راہ میں تاکہ تم فلاح پاؤ۔

ایمان، نیک اعمال، عبادت، پیروی سُنّت اور گناہوں سے بچنا بے حد ضروری ہے۔ اس آیت مقدسہ میں وسیلہ سے مراد ایمان نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ خطاب اہل ایمان سے ہے۔ وسیلہ، عمل صالح بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ تقویٰ میں اعمال صالحہ بھی شامل ہیں۔ پس وسیلہ سے مراد مُرشدِ کامل کی بیعت ہے۔ یہی بات امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمہ نے القول الجلیل میں بیان فرمائی۔ لسان العرب میں ہے ’وسیلہ وہ ہے جس کے ذریعے کسی تک پہنچا جائے اور اس کا قرب حاصل کیا جائے‘ یہ وسیلہ علماء حقیقت و مشائخ طریقت ہیں۔ (تفسیر جواہر النزیل)

مولانا روم علیہ الرحمہ نے بھی وسیلہ سے بیعت مُرشد مُراد لی ہے بلکہ آپ نے توبہ بھی فرمایا ہے :

مولوی ہرگز نہد مولائے روم	تا غلامِ شمس تیر یز ی نہد
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا	اوشنید و ر حضور اولیاء
پیرِ کامل صورتِ ظنِ الہ	یعنی دید و پیر دید کبریا

مُرشدِ کامل کی بیعت پر ایک عقلی دلیل یہ بھی ہے کہ ایک شخص از خود نماز پڑھتا رہے یا کسی شیخِ کامل کے ہاتھ پر بیعت کر کے یہ اقرار کرے کہ میں پانچوں وقت باجماعت نماز ادا کروں گا، نفسیاتی طور پر اس اقرار کا اثر انسان کے ذہن پر زیادہ ہوتا ہے اس طرح احساسِ ذمہ داری بڑھ جاتا ہے۔ مزید یہ کہ انسان کو یہ احساس بھی رہتا ہے کہ مجھ سے پیرو مُرشد نماز کے بارے میں پوچھ سکتے ہیں یا یہ کہ میرے پیرو بھائی تو نمازی ہیں اگر میں نماز نہ پڑھوں گا تو شرمندگی ہوگی۔

مُرشدِ کامل جو اپنی روحانی توجہ سے اپنے مرید کی آنکھوں سے پٹی اُتار دیتا ہے اور اُس کے دل میں یادِ الہی کی تزپ پیدا کر دیتا ہے اس کے وسیلہ ہونے میں کون شہرہ کر سکتا ہے۔ کائناتِ اُمت نے ایسے مُرشد کی تلاش میں سینکڑوں، ہزاروں کوس کی مسافت کو پاپیادہ طے کیا ہے اور اُن کی راہنمائی اور دُستگیری سے آسمانِ معرفت و حکمت پر مہرِ وہاب بن کر چمکے ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے :

﴿إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ (التَّحٰۃ/۱۰)

اللہ تعالیٰ کا ہاتھ اُن کے ہاتھوں پر ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی بیعت کو اپنی بیعت فرمایا ہے تو اولیاءِ کرام، نائبِ الرسول ہوتے ہیں اُن کی بیعت، بیعتِ رسول ہے پھر بیعتِ اللہ ہے یعنی حضور نبی کریم ﷺ، اللہ تعالیٰ کے نائب اور خلیفہ ہیں اسی لئے آپ ﷺ سے بیعت، اللہ تعالیٰ سے بیعت ہے۔ معلوم ہوا کہ خلیفہ سے بیعت، اصل سے بیعت ہوتی ہے لہذا ہم بالواسطہ طور پر جان کا نجات ﷺ ہی سے بیعت کی نسبت قائم کرتے ہیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ بیعت کرتے ہو وقتِ مُرشد کے ہاتھ میں ہاتھ دینا سُنّت ہے کیونکہ ہاتھ ملا نا عہد کی پختگی کے لئے ہوتا ہے، نیز دُنیا میں لینا ہاتھ ہی سے



ہوتا ہے اس لئے دُعا کے وقت ہاتھ اٹھاتے ہیں گویا رب سے لے رہے ہیں۔  
مولانا روم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: پیر کامل کے سوا کسی کو ہاتھ نہ پکڑاؤ کیونکہ اس کے  
ہاتھ کو اللہ تعالیٰ کی دستگیری حاصل ہے۔ اے مُرید ! وہ نبی علیہ السلام کا مظہر ہے  
کیونکہ اس سے نبی کا نور جھلکتا ہے۔ تو اس وجہ سے حدیبیہ میں پہنچ گیا اور اُن بیعت  
کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کا ساتھی بن گیا۔

علامہ اسماعیل حقی قدس سرہ تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں کہ اس آیت سے  
بیعت کی سنت اور مشائخ کرام سے اکتسابِ فیض کا ثبوت ملتا ہے۔  
اس لئے شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جوشیح کامل کے زیرِ حکم  
ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کی اطاعت میں ہوتا ہے اور سنتِ بیعت کو  
زندہ کرتا ہے۔ اسی طرح سورہ ممتحنہ میں عورتوں سے بیعت لینے کا ارشاد موجود ہے :

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ  
الْمُؤْمِنَاتُ يَبَاطِنُكَ عَلَىٰ أَنْ لَا  
يُشْرِكْنَ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا  
يَسْرِقْنَ وَلَا يَزْنِينَ وَلَا يَقْتُلْنَ  
أَوْلَادَهُنَّ وَلَا يَأْتِينَ بِبُهْتَانٍ  
يُفْتَرِيْنَهُ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ  
وَأَرْجُلِهِنَّ وَلَا يَعْنِيَنَّكَ فِئْ  
مَعْرُوفٍ قَبَائِلَهُنَّ وَاسْتَعْفِفْنَ  
لَهُنَّ اللَّهُ ۖ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ

(الممتحنة/۱۲)

اور رحیم ہے۔

وہ مُرشد جو صحیح راستہ پر ہو مُرید کرتے وقت ان ہی باتوں کا تو عہد لیتا ہے۔  
عورتوں سے بیعت لینا صاف و صریح طور پر قرآن مجید سے ثابت ہے۔

فتح مکہ کے دن عورتوں نے بارگاہ رسالت میں بیعت کے لئے حاضری دی تو حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عورتوں کی بیعت کے لئے مقرر کیا۔ اور جن باتوں کا آیت میں ذکر ہے اس پر عمل کرنے کا پختہ وعدہ لیا۔ حضور ﷺ نے عورتوں سے کئی بار بیعت لی مگر کسی عورت کے ساتھ بیعت لیتے وقت مصافحہ نہ کیا، کبھی تو زبانی ان اُمور کی پابندی کا وعدہ لیا اور کبھی پانی سے بھرے ہوئے پیالے میں اپنا دست مبارک ڈالا اور اس کے بعد بیعت کرنے والی عورت کو اپنا ہاتھ رکھنے کا حکم دیا۔ اور کبھی کپڑا دست مبارک میں لے کر عورتوں سے بیعت لی۔ اسی طرح احادیث طیبہ میں بھی صحابہ کرام کا حضور نبی کریم ﷺ سے بیعت کرنے کا ذکر ہے، کبھی ہجرت اور جہاد پر، کبھی اطاعت و فرمانبرداری پر، کبھی ارکان اسلام پر قائم رہنے پر۔

مسلم شریف میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہم ہر آسانی اور مشکل میں ہر خوشی اور ناخوشی میں آپ ﷺ کی اطاعت و فرمانبرداری کریں گے اور اپنے امیر سے اس وقت تک منہ نہ پھیریں گے جب تک اس سے واضح کفر ظاہر نہ ہو۔

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ بیعت لینا نبی کریم ﷺ کی سنت اور بیعت ہونا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت سے ثابت ہے۔ امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں 'اس میں کوئی شک نہیں کہ جو کام حضور ﷺ سے عبادت کے طریق پر ثابت ہو وہ سنت ہے لہذا بیعت کے سنت ہونے میں کوئی شبہ نہیں' (القول الجلیل)  
حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جو میری سنت پر عمل کرے وہ مجھ سے ہے اور جو میری سنت سے منہ پھیرے وہ مجھ سے نہیں ہے۔

## بیعت کی دو قسمیں :

(۱) بیعت برکت : صرف تبرک کے لئے بیعت ہو جانا، آج کل عام

بیعتیں یہی ہیں وہ بھی نیک نیتوں کی، ورنہ بہت سے لوگوں کی بیعت دُنیوی اغراضِ فاسدہ کے لئے ہوتی ہے وہ خارج از بحث ہیں۔ یہ بیعت بھی بیکار نہیں، بہت مفید ہے اور دُنیا و آخرت میں اس کے فائدے ہیں۔ محبوبانِ خدا کے غلاموں کے دفتر میں نام لکھ جانا اور اُن سے سلسلہ متصل ہو جانا بھی سعادت ہے۔

اول : ان خاص خاص غلاموں اور سالکانِ راہِ طریقت سے اس امر میں مشابہت ہو جاتی ہے اور سید عالم علیہ السلام فرماتے ہیں من تشبه بقوم فهو منهم جو جس قوم سے مشابہت اختیار کرے وہ انہیں میں سے ہے۔ (ابوداؤد)

دوم : ان اربابِ طریقت کے ساتھ ایک سلسلہ میں منسلک ہو جانا بھی نعمت ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے ہم قوم لایسقی بہم جلیسہم وہ وہ لوگ ہیں جن کے پاس بیٹھنے والا بھی بد بخت نہیں رہتا۔ (بخاری و مسلم)

سوم : محبوبانِ خدا رحمت والے ہیں، وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا کر لیتے ہیں اور اس پر نظرِ رحمت رکھتے ہیں۔ بھینے الاسرار میں ہے سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی اگر کوئی شخص آپ کا نام لیوا ہو اور اُس نے نہ آپ کے دستِ مبارک پر بیعت کی ہو اور نہ خرقة پہنا ہو کیا وہ آپ کے مُریدوں میں شمار ہوگا؟ فرمایا: جو اپنے آپ کو میری طرف منسوب کرے اور اپنا نام میرے دفتر میں شامل کرے اللہ تعالیٰ اُسے قبول فرمائے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راہ پر ہو تو اُسے توبہ کی توفیق دے گا اور وہ میرے مُریدوں کے زمرے میں ہے۔

(۲) بیعتِ ارادت : اپنا ارادہ اختیار ختم کر کے خود کو شیخِ کامل، واصلِ بحق کے سپرد کر دے اُسے اپنا حاکم، مالک اور متصرف جانے۔ اُس کے چلانے پر راہ سلوک چلے۔ کوئی قدم بغیر اُس کی مرضی کے نہ رکھے۔ اُس کے لئے مُرشد کے بعض احکام یا اپنی ذات میں خود اُس کے کچھ کام اگر صحیح معلوم نہ ہوں تو بھی انہیں افعالِ خضر علیہ السلام کی مثل سمجھے اور اپنی ہر مشکل اُس پر پیش کرے۔ غرض یہ کہ اُس کے ہاتھ میں مردہ بدست زندہ ہو کر رہے۔ یہی سالکین کی بیعت ہے اور یہی مشارحِ مُرشدین کا مقصود ہے۔ یہی اللہ عزوجل تک پہنچاتی ہے اور یہی بیعت حضور اقدس ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لی ہے جیسے سیدنا عبادہ بن صامت انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات پر بیعت کی کہ ہر آسانی و دشواری اور ہر خوشی و ناگواری میں آپ کا حکم سنیں گے اور اطاعت کریں گے اور صاحبِ حکم کے کسی حکم میں چوں و چرا نہ کریں گے۔

پیر (مُرشد) سے پردہ : عورت کو چاہئے کہ اپنے پیر کے سامنے بے پردہ نہ ہو۔ اور مُرید ہوتے وقت پیر کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر نہ مُرید ہو بلکہ پیر بھی عورت کا غیر محرم ہے۔ اس لئے عورت کو اپنے پیر سے بھی پردہ کرنا فرض ہے۔ پیر کے لئے بھی حرام ہے کہ اپنی مُریدہ کو بے پردہ دیکھے یا تنہائی میں اُس کے پاس بیٹھے بلکہ پیر کے لئے یہ بھی حرام ہے کہ عورت کا ہاتھ پکڑ کر اُس کو بیعت کرے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ خدا کی قسم کبھی حضور کا ہاتھ کسی عورت کے ہاتھ سے بیعت کے وقت نہیں لگا۔ صرف کلام سے حضور ﷺ بیعت فرمایا کرتے تھے۔ (بخاری شریف)

فتح مکہ کے دن عورتوں نے بارگاہِ رسالت میں بیعت کے لئے حاضری دی تو حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو عورتوں کی بیعت کے لئے مقرر کیا۔ عورتوں کا

بیعت کے وقت مُرشد کے سامنے آنا ضروری نہیں ہے۔ پُر دے کے اندر سے بھی بیعت کر سکتی ہیں۔ بیعت کے لئے شوہر کی اجازت بھی ضروری نہیں۔ مُرشد اپنی موجودگی میں دوسرے کو خلیفہ بنا کر بیعت لے سکتا ہے۔

عورتوں سے ہاتھ ملانا جائز نہیں کہ یہ خلاف حجاب ہے، ہاں اگر اپنی محرم کو مُرید کرنا ہے تو ہاتھ ملا سکتا ہے، نیز عورت کو پیر نہیں بنا سکتے کیونکہ پیری ایک قسم کی امامت ہے عورت مرد کی امام نہیں بن سکتی ہے نہ عورت کی امامت صحیح ہے۔

بعض نوجوان عورتیں اپنے پیروں کا ہاتھ پاؤں دباتی ہیں اور بعض پیر اپنی مُریدہ سے ہاتھ پاؤں دہاتے ہیں اور ان میں اکثر دونوں یا ایک حد شہوت میں ہوتا ہے ایسا کرنا ناجائز ہے اور دونوں گنہگار ہیں۔ (بہار شریعت)

پیر سے پردہ واجب ہے جب کہ محرم نہ ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (احکام شریعت)  
تاجدار اہلسنت حضور شیخ الاسلام علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی حفظہ اللہ صرف کلام سے یا چادر پکڑ کر عورتوں سے بیعت فرمایا کرتے ہیں۔ کلمات تو بہ نہایت مختصر ہوتے ہیں اور عورتیں شرعی پردے کا اہتمام کرتی ہیں۔ بیعت کے فوراً بعد عورتوں کو مجلس سے رخصت کر دیا جاتا ہے۔

### بچوں کی بیعت :

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے اپنے والد سے یہ حدیث بیان کی ہے  
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بايع الحسن والحسين وعبدالله ابن عباس وعبدالله بن جعفر وهم صغار لم يعقلوا وبلغوا (مجموعہ برانی)  
حضور نبی کریم ﷺ نے حضرات حسن، حسین، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن جعفر سے بیعت لی وہ اُس وقت چھوٹے تھے۔ عاقل و بالغ نہیں ہوئے تھے۔

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ اپنے نابالغ بچے عبد اللہ کو بیعت کے لئے رسول اللہ ﷺ

کے پاس لے آئے، اس وقت عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) کی عمر سات یا آٹھ سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے اس بچے کو اپنی طرف متوجہ فرما کر مسکرا دیا پھر بیعت لی۔

### مشائخ کی صحبت اور بیعت کے فوائد :

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے ناناوے قتل کئے پھر اُس نے پوچھنا شروع کیا کہ کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ یہی سوال اُس نے ایک راہب سے کیا تو اُس نے کہا: تیری توبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔ اُس نے اُسے بھی قتل کر دیا، پھر اُس نے ایک اور عالم سے اپنی توبہ کے متعلق پوچھا تو اُس نے کہا: تمہاری توبہ قبول ہو سکتی ہے، تم فلاں شہر میں جاؤ وہاں اللہ کے عبادت گزار بندے رہتے ہیں۔ اُن کے پاس جا کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اپنے علاقے میں واپس نہ جانا کیوں کہ وہ بُرا علاقہ ہے۔ وہ شخص اس شہر کی طرف چل پڑا۔ راستے میں موت واقع ہو گئی۔ رحمت کے فرشتے اور عذاب کے فرشتے اُس کے متعلق بحث کرنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہنے لگے: اُس نے دل سے توبہ کر لی تھی اب یہ اللہ کی طرف متوجہ ہو کر آ رہا تھا..... اور عذاب کے فرشتے کہنے لگے اُس نے کوئی نیکی نہیں کی، پھر ایک فرشتہ انسانی شکل میں اُن کے پاس آیا۔ انہوں نے اُسے اپنا ثالث بنالیا۔ اُس نے کہا: ان دونوں زمینوں کی پیمائش کرو، جس زمین کے قریب ہو اس کے مطابق اُس کے ساتھ معاملہ کرو۔ جب پیمائش کی گئی تو وہ اس زمین کے قریب تھا جس کی طرف جا رہا تھا۔ پس رحمت کے فرشتے اُس کی رُوح کو لے گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پیچھے والی زمین کو حکم دیا تھا کہ دُور ہو جا اور آگے والی زمین کو حکم دیا تھا کہ نزدیک ہو جا حالانکہ جدھر وہ جا رہا تھا وہ جگہ دُور تھی اور جو مسافت طے کی تھی وہ نزدیک تھی تو گویا آگے والی مسافت کو پلٹ دیا اور پیچھے والی مسافت کو پھیلا دیا۔

اسی طرح بخاری و مسلم میں ایک طویل حدیث کے آخر میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کرنے والوں کی بخشش پر فرشتوں کو گواہ بناتے ہیں تو فرشتے عرض کرتے ہیں :

كَانَ فِيهِمْ فَلَانَ لَمْ يَرِدْهُمْ اِنَّمَا جَاءَ لِحَاجَةٍ کہ اس محفل میں ایک آدمی ایسا بھی تھا جو ذکر کے ارادے سے اُن کے پاس نہیں آیا تھا بلکہ اپنی دُنیوی غرض کے لئے آیا تھا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقَىٰ جَلِيسُهُمْ یہ وہ گروہ ہے جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں رہتا۔

ان دونوں احادیث پر غور فرمائیں کہ پہلی حدیث شریف میں سوا فرد کو قتل کرنے والا ابھی محفل میں پہنچا نہیں تھا صرف صدقِ دل سے اُن کی مجلس کا ارادہ کیا تھا تو بخت کا مستحق ہو گیا۔ اور دوسری حدیث میں دُنیوی کام سے آنے والا بھی سعادت مندی کی دولت سے بہرہ مند ہو گیا۔ تو جو شخص اُن کی عقیدت کا ذمہ بھرتا ہے اُن کے افعال و اقوال کی پیروی کرتا ہے اور اُن سے اپنا تعلق اور نسبت استوار کرتا ہے اُسے کتنا رحمت الہی سے حصہ ملتا ہوگا۔ صاحبِ تفسیر روح المعانی علامہ آلوسی نے لکھا ہے کہ جو اولیاء کرام کے مزارات پر خلوصِ نیت سے حاضر ہوتے ہیں اُن کو رُوحانی مدد حاصل ہوتی ہے۔ اور اکثر مشکل کاموں کا حل اُن کے وسیلے سے ہو جاتا ہے۔

مُرید ہونے میں کیا فائدے ہیں :

(☆) قرآن مجید میں جو بیعت کے احکام ہیں اُن پر عمل کرنا۔

اگر صاف احکام دیئے جاتے تو بیعت کرنا فرض ہو جاتا تھا اس لئے کہیں واقعتاً کہیں ضمناً ہدایت فرمائی گئی۔

(☆) بیعت کرنا سُنّت ہے سُنّت پر عمل کرنا۔

(☆) توبہ قبول ہوتی ہے گناہ معاف ہو جاتے ہیں گناہوں کی معافی کے بعد وہ

ایسا ہو جاتا ہے کہ ابھی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا۔

(☆) ایک بزرگ ہستی اُس کے لئے مُربی (ترہیت کرنے والی) بن جاتی ہے جو اُس کو بُرے کاموں سے روکتی اور اچھے کاموں سے رغبت دلاتی ہے۔

(☆) بمصداق الرفیق ثم الطريق پہلے رہنما تلاش کر لیں پھر راستہ چلیں۔  
مُرید کو بہترین رہبر مل جاتا ہے۔

(☆) مُرشد کی رُوح وقتِ واحد میں کئی مقامات پر جاسکتی ہے۔ مُرشد اُن مُریدوں کی بھی جو بلا حظِ جسمانیّت دُور ہیں نگہبانی کرتا ہے۔ (کراماتِ غوثِ اعظم ملاحظہ فرمائیں)  
(☆) مُرشد اور مُریدوں میں رُوحانی تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں۔ اس لئے مُریدوں کی تکالیف کا اثر فوراً مُرشد پر ہوتا ہے اور مُرشد مُریدوں کے لئے دُعا کرتا ہے۔

(☆) دِل کا آئینہ مُرشد کی صحبت سے چلا پاتا ہے اور نا اہلوں کی صحبت سے سیاہ ہو جاتا ہے اسی لئے حضور نبی کریم ﷺ نے عالموں کی صحبت کو عبادت سے افضل فرمایا۔  
(☆) مُرشد اعمال کی قبولیت کا وسیلہ بنتا ہے۔ حضرت شمس الدین صوفی رحمۃ اللہ علیہ جامع شیراز کے امام تھے۔ مُرشد کی تلقین کے بغیر کتابوں میں دیکھ کر ذکر کیا کرتے تھے ایک رات انھوں نے خواب میں دیکھا کہ نور اُن کے منہ سے نکل کر زمین میں جا رہا ہے۔ یہ فوراً مُرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر مُرید ہو گئے اور ذکر کی تلقین حاصل کی۔ دوسرے روز خواب میں دیکھا کہ نور آسمان کی طرف جا رہا ہے۔

(☆) حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قیامت تک میرے دوستوں اور مُریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا میں اُس کا ہاتھ پکڑ لوں گا۔

(۱۰) حضور نبی کریم ﷺ سے نسبت متصلہ حاصل ہو جاتی ہے۔ فلاندا الجواہر میں ہے کہ جو شخص کسی ایسے شخص سے جو رسول اللہ ﷺ سے نسبت متصلہ رکھتا ہو ذکر شریف کی تلقین حاصل نہ کرے تو اُسے مرتے وقت نسبت متصلہ حاصل نہیں ہو سکتی۔

(☆) مُرشد، مُرید کو نفسانی خواہشات سے روکتا ہے۔



(☆) جانکنی کے وقت شیطان کے وسوسوں سے بچاتا ہے جب شیطان نزع کے وقت وسوسے ڈالتا ہے اس وقت مُرشد کی صورت سامنے نظر آئے گی اس کی توجہ شیطان کی طرف سے مُرشد کی طرف ہٹ جاتی ہے۔ (امام رازی کا واقعہ ملاحظہ فرمائیں)

(☆) مُریدی کی نسبت سے جو محبت سرکارِ دو عالم ﷺ سے پیدا ہو جاتی ہے وہ قبر میں منکر و نکیر کے سوالات کے وقت اُس کی مدد کرے گی یعنی منکر و نکیر جب حضور ﷺ کو دکھا کر پوچھیں گے کہ اُن کو تم جانتے ہو تو وہ فوراً آپ کو دیکھتے ہی چیخ اُٹھیں گے کہ یا رسول ﷺ ! آپ ہی کے دیدار کے لئے تو ہم بے چین تھے۔ لپک کر قدم بوس ہو جانا چاہیں گے۔ اس کے بعد کیا جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ فدائیانِ رسول ﷺ سے جواب طلب کریں۔

(☆) مُرشد مُرید کے مُردہ دل کو زندہ کر دیتا ہے جس کی وجہ وہ دونوں جہاں میں مقبول ہو جاتا ہے۔ زندگی حقیقتاً زندہ دلی کا نام ہے۔ جن کے دل مُردہ ہیں وہ زندہ نہیں بلکہ مُردے سے بدتر ہیں۔

(☆) مُرشد کے ہاتھوں میں ایک مقناطیسی اثر ہوتا ہے کیونکہ یہ ہاتھ سلسلہ بہ سلسلہ حضور خاتم النبیین سید المرسلین رحمۃ اللعالمین شفیع المذنبین محمد رسول اللہ ﷺ سے جاملے ہیں۔ جب مُرشد کے ہاتھ کا بوسہ لیتے ہیں تو دل میں ایک نورانی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر پر کچھ صحابہ کی دعوت تھی، دسترخوان بچھا یا گیا، دسترخوان میلا تھا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے دسترخوان آگ میں ڈال دیا، تھوڑی دیر بعد نکالا تو بالکل صاف تھا۔ سب حیران ہو گئے کہ یہ کیسے ہو گیا ! فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ نے اپنے دستِ مبارک اس سے صاف فرمائے تھے۔ اُس وقت سے اس کو آگ نہیں جلاتی۔ جب صاف کرنا منظور ہوتا ہے میں اس کو آگ میں ڈال دیتا ہوں۔

ایک مرتبہ حضور نبی کریم ﷺ اپنی شہزادی سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا روٹی پکا رہی تھیں۔ گرمی سے چہرہ جھلس گیا تھا۔ آپ نے صاحبزادی کو ہٹایا اور اپنے دست مبارک سے روٹی پلٹ دی۔ روٹی پر آگ کا مطلقا اثر نہ ہوا۔ سیدہ نے فرمایا: روٹی کپتی نہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: جس روٹی کو رسول اللہ کا ہاتھ لگ جائے، آگ اس پر کیسے اثر کر سکتی ہے۔ خدا کرے کہ بیعت کی بدولت آپ کے دست مبارک کا اثر سلسلہ بہ سلسلہ ہم تک پہنچے اور ہم دوزخ کی آگ سے محفوظ رہیں۔ (مُریدِ نرید حضرت سید سلیم اللہ حسینی)

مُریدنی کی حفاظت : ایک عورت حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مُریدنی تھی اُس پر ایک فاسق عاشق ہو گیا۔ ایک دن وہ عورت کسی حاجت کے لئے باہر پہاڑ کی غار کی طرف گئی تو اُس فاسق کو بھی اُس کے جانے کا علم ہو گیا، وہ بھی اُس کے پیچھے ہو گیا حتیٰ کہ اُس کو پکڑ لیا۔ وہ اُس کے دامنِ عصمت کو چاک کرنا چاہا تو عورت نے سیدنا حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو پکارا اور اس طرح استغاثہ کیا :

الغیاث یا غوث الاعظم الغیاث یا غوث الثقلین

الغیاث یا شیخ محی الدین الغیاث یا سید عبدالقادر

حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اُس وقت وضو فرما رہے تھے۔ آپ نے اپنی کھڑاؤں کو غار کی طرف پھینکا۔ وصل النعلان الی راسہ و صاراً یضربان راسہ حتی مات وہ کھڑاویں اُس فاسق کے سر پر لگتی شروع ہو گئیں حتیٰ کہ وہ مر گیا۔ وہ عورت آپ کے نعلین لے کر حضرت غوث اعظم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور تمام قصہ سُنا یا۔ (تفریق الطر) غوث اعظم ہمیں بے سروسامان مددے قبلہ دیں مددے کعبہ ایمان مددے

مُریدین کی ضمانت : حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قیامت تک میرے دوستوں اور میرے مُریدوں میں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا تو میں اُس کا ہاتھ

پکڑ لوں گا۔ کسی نے حضرت غوث اعظم سے پوچھا کہ حضرت آپ کے مُریدوں میں سے پرہیزگار اور گنہگار دونوں ہی ہوں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ پرہیزگار میرے لئے ہیں اور گنہگاروں کے لئے میں ہوں۔ غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے مُریدین کے لئے اپنی حمایت کا وعدہ فرما گئے ہیں :

مُرِيدِي لَا تَخَفَ اللَّهُ رَبِّي  
عَطَانِي رَفَعَهُ يُلْتُ التَّنَالِ

اے میرے مُرید! تو مت ڈر اللہ کریم میرا رب ہے اُس نے مجھے رفعت اور بلندی عطا فرمائی ہے اور میں اپنی امیدوں کو پہنچا ہوں۔ (حیات جاودانی، قلابد الجواہر)  
دھوپ محشر کی وہ جاں سوز قیامت ہے مگر  
مطمئن ہوں کہ میرے سر پہ ہے پلا تیرا

من حیث الکرامہ ایسے واقعات بعید از قیاس نہیں لیکن اب بھی یہ کرامت آزمائی جاسکتی ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نسبت تو ی نصیب ہو تو کتنا ہی بڑا ظالم جابر کتنا ہی زور لگائے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مُرید کا بال بیکا نہیں کر سکے گا بلکہ اُسے خود وقت بتائے گا کہ وہ غوث اعظم کے مُرید کے ساتھ پنجہ آزمائی سے کتنا ذلیل و خوار ہوتا ہے۔

أَنَا لِتُرِيدِي حَافِظٌ مَا يَخَافُهُ  
وَأَحْزَنُهُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَفْتَنَةٍ

میں اپنے مُرید کی محافظت کرنے والا ہوں ہر اُس چیز سے جو اُس کو خوف میں ڈالے اور میں اُس کی نگہبانی کرتا ہوں ہر قسم کے شر اور فتنہ سے۔ (محدث کرامات، التھاقنی فی الہدایۃ)  
سیدنا غوث اعظم فرماتے ہیں کہ میرا ہاتھ میرے مُرید پر ایسا ہے جیسے زمین پر آسمان۔ اور فرماتے ہیں اگر میرے مُرید کا پاؤں پھسلے گا میں ہاتھ پکڑ لوں گا۔ اسی لئے حضور غوث اعظم کو پیر دنگیر (ہاتھ پکڑنے والے پیر) کہتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں؛

اگر میرا مُرد مشرق میں ہو اور میں مغرب میں ہوں اور اُس کا ستر (پردہ) کھلے میں ڈھانک دوں گا۔ اور فرماتے ہیں، مجھے ایک دفتر دیا گیا حدنگاہ تک اس میں میرے قیامت تک کے مُردوں کے نام تھے اور مجھ سے فرمایا گیا وَهَبْتَهُمْ لَكَ يَوْمَ سَبِّهِمْ نے تمہیں دے ڈالے۔ اس ارشاد مبارک کو آپ سے معتمدانہ نے روایت کیا ہے۔  
(فتاویٰ افریقہ، امام احمد رضا فاضل بریلوی)

جنات بھگانے کا عمل : جس گھر میں جنات یا آسیب ہوں وہاں ہلکی سی آواز سے ہر کونہ میں تین بار کہیں، ہم شیخ عبدالقادر جیلانی بغداد والے کے مُرد ہیں ہمیں نہ ستاؤ ورنہ ہم اُن کو تمہارے خلاف درخواست دیں گے۔ تین بار ہر روز صبح و شام کہہ دیا کریں ان شاء اللہ یہ حق کی آواز سے اُس گھر میں جنات نہیں رہیں گے۔ (قلندر الجواہر)

بیعت کس کے ہاتھ پر کی جائے ؟

دیکھ سمجھ کر دینا ہاتھ، ورنہ پیچھے ندامت ہے  
غیر سے جو کر دے آزاد لازم اُس کی صحبت ہے

(بحر العلوم حُسنِ صدیقی)

ہر کس و ناکس کے ہاتھ میں ہاتھ دے دینا اور اُسے وصول الی اللہ کے لئے ہادی و رہنما بنالینا اتباعِ شیطان سے کم نہیں۔ مُرد کے لئے ضروری ہے کہ ایسا بیہوش تلاش کریں جو مشیت کے منصب پر متمکن ہو اور اُس نے حقائق و معارف کی دُنیا کی خوب سیر کی ہو اور کسی مُرشدِ برحق کی نگاہ کیبیا اثر نے اس تانبے کو کندن بنا دیا ہو۔ وہ زہد و ورع کا پیکر ہوتا کہ اُس کی صحبت طالبانِ حق کے لئے مؤثر ہو اور شیخ طریقت کی عملی زندگی اُس کے لئے لائحہ عمل بن سکے۔

امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں :

پیر کے لئے ضروری ہے کہ اُس کو مشائخ کی صحبت رہی ہو اور اُس نے اُن سے ایک عرصہ دراز تک اَدب و قاعدے سیکھے ہوں اور اُن سے باطن کا نور اور اطمینان حاصل کیا ہو۔ یہ شرط اس لئے ہے کہ عادت الہیوں ہی جاری ہے کہ کسی کو مُراد اُس وقت تک نہیں ملتی جب تک وہ مُراد پانے والوں سے نکل سکا ہو اسی طرح جس طرح علم بغیر صحبتِ علماء کے حاصل نہیں ہوتا، نیز دوسرے فن بغیر اُستاد کے حاصل نہیں ہوتے۔

مُرید کے لئے ضروری ہے کہ پیر تلاش کرتے وقت اس امر کا لحاظ رکھے کہ شیخ طریقت نے مُریدوں کی تربیت روحانی اور بیعت تقویٰ کی اجازت و خلافت کس سے حاصل کی ہے اور اس شیخ کا شیخ کون ہے، اور یہ سید ارشاد کن واسطوں سے معلم کتاب و حکمت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تک پہنچتی ہے۔ اصطلاح صوفیہ میں اسی سید متصل کو سلسلہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ جس طرح علم ظاہر کی قبولیت میں سید متصل معتبر ہے اسی طرح علم باطن میں بھی سید متصل کا اعتبار ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تاریخ تصوف کی ترتیب و تدوین کی گئی تو مشائخ کے سلاسل کی تنظیم بھی کی گئی۔ دُنیا سے طریقت و تصوف میں مروج تمام سلاسل کی شیرازہ بندی ہو چکی ہے اور وہ سب کے سب فخر موجودات حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر منتہی ہوتے ہیں۔ یہی ذات مقدسہ ہند گانِ خدا کو خدا سے ملاتی ہے اور ایصال الی الحق کا سب سے مستحکم ذریعہ ہے جسے صوفیاء وسیلہ سے تعبیر کرتے ہیں اور قرآن کریم کی اس آیت سے دلیل لاتے ہیں:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ﴾ (المائدہ/۳۵) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اُس کی طرف وسیلہ تلاش کرو اور اُس کی راہ میں جہاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

’جان لو کہ اس آیت کریمہ میں وسیلہ تلاش کرنے کے حکم کی صراحت ہے وسیلہ کا ہونا بے شک ضروری ہے کیوں کہ وصول الی اللہ وسیلہ ہی سے حاصل ہوتا ہے اور وہ وسیلہ علماء حقیقت و مشائخ طریقت ہیں۔‘ (تفسیر روح البیان بحوالہ مذکورہ مشائخ عظام)

### تجدید بیعت (دوبارہ بیعت) :

تجدید بیعت (کسی دوسرے مُرشد کے ہاتھ پر بیعت کرنا) غیر پسندیدہ عمل ہے البتہ اگر ضرورت شدید ہو (مُرشد کے عقیدہ و عمل میں خرابی پائی جائے) تو تجدید بیعت میں کوئی مضائقہ نہیں۔ صوفیائے متقدمین (مشائخ طریقت) نے اس بارے میں شدید ممانعت فرمائی ہے کہ بلا ضرورت کسی اور مُرشد کے ہاتھ پر بیعت نہ کرے۔

اپنے ہی پیر و مُرشد کے ہاتھ پر تجدید بیعت (سابقہ گناہوں سے توبہ آئندہ گناہوں سے بچنے اور ایمان و عمل صالح کی پابندی کا وعدہ) کرتے رہنا مستحب ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانے میں بھی تجدید بیعت ہوتی تھی۔ خود حضور اقدس ﷺ نے سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ سے جب وہ جہاد پر جا رہے تھے ایک جلسہ میں تین بار بیعت لی۔ ان پر تاکید بیعت میں رازیہ تھا کہ وہ ہمیشہ پیادہ جہاد کیا کرتے تھے اور مجمع کفار کا تہمتا مقابلہ کرنا اُن کے نزدیک کچھ نہ تھا۔ (ارشادات اعلیٰ حضرت) اس سے بیعت کی اہمیت ظاہر ہے۔ مُرشد کا بیعت کرنے کے لئے کہنا اس سے ثابت ہے۔

تین صورتوں میں دوسرے مُرشد سے بیعت کرنا جائز ہے :

- (۱) مُرشد کا انتقال ہو جائے
- (۲) مُرشد عالم شریعت اور پابند شریعت نہ ہو
- (۳) مُرشد اور مُریداً ایسے مقامات میں رہتے ہوں کہ اُن کا ایک دوسرے سے ملتے رہنا ممکن نہ ہو اور مُرید مُرشد سے فیض بھی نہ پایا ہو۔ بلا ضرورت دوسرے مُرشد کے مُرید ہونا مناسب نہیں۔

جب سے لگاؤ یا رپڑی مجھ حقیر پر یہ قیس تب سے حق کا طلب گار ہو گیا  
شیخ کی صحبتیں جب سے ہم کو ملیں فیض سرکار کا اُن سے پانے لگے

## بیعت اور عقائد اہل سنت :

اپنے دین و عقائد پر ایسے سخت اور مضبوط رہیں کہ دوسرے متعصب سمجھیں۔ اس لئے کہ دین حق (و عقائد حقہ) میں تعصب، مقبولیت کی علامت ہے اور محمود و پسندیدہ۔ اور دین باطل میں غلو (غالی ہونا اڑ جانا) بدعتی کی نشانی ہے اور مذموم و ناپسندیدہ۔

بد مذہبوں اور بُری صحبت سے دُور بھاگیں۔ اس لئے کہ بُری صحبت مقناطیس اور لوہے کی مانند ہے یعنی بُری صحبت، بد سیرتوں کو اس طرح کھینچتی ہے جیسے مقناطیس لوہے کو۔ بُروں کی ہم نشینی مہلک زہر کے مانند ہے کہ اس کا کوئی تریاق نہیں بلکہ اس کا ایک گھوٹ بھی ہلاک و تباہ اور عارف کے دل کو سیاہ کر دیتا ہے بلکہ بُروں کے دلوں کا عکس بھی عارفوں کے دلوں کو نقصان پہنچاتا ہے۔

عقیدہ کی درستگی سب سے ضروری ہے اسی پر تمام اعمال صالحہ کا دار و مدار ہے۔ عقائد کا فساد (بگاڑ) غضبِ خدا کے جبار کا موجب اور دخولِ نار (جہنم میں داخلہ) کا باعث ہے۔ اسی لئے اپنے تمام عقائد مذہبِ اہل سنت کے مطابق درست کر کے ایسا سُنّی بن جائے کہ اس کا سُنّی ہونا (اپنوں اور غیروں میں) مسلم ہو۔ اس کے بعد اصلاحِ باطن (وتزکیہ نفس) کی جانب متوجہ ہو کر اس راہ میں قدم رکھے، اس لئے کہ معرفتِ الہی عقائدِ اہلسنت کے اختیار کئے بغیر ناممکن ہے۔

اس زمانہ پُر فتن میں بعض عوامِ اہل سنت، رافضیوں کی صحبت و ہم نشینی اختیار کرنے کے باعث حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف سے سوء عقیدت اور بدگمانی میں مبتلا ہیں۔ اس لئے مناسب ہے کہ ہم اس سلسلہ میں خصوصاً حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باب میں ذکر کرتے چلیں۔ ہم حضرت محبوبِ الہی نظام الدین اولیاء قدس سرہ کے ایک قول پر اکتفا کرتے ہیں کہ صوفیہ صافیہ کے لئے سند کافی و دوائی ہے۔ فوائد الفوائد میں ہے کہ کسی سائل نے

عرض کیا کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے باب میں ہمارا عقیدہ کیا ہونا چاہئے؟  
 ارشاد فرمایا کہ آپ حضور اقدس ﷺ کے قرابتدار ہیں۔ صاحب ایمان مسلمان ہیں  
 اور صحابہ کرام سے ہیں۔ آپ کی ایک ہمیشہ (حقیقی بہن) ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا  
 حضور نبی کریم ﷺ کے حرم پاک و ازواج مطہرات میں شامل ہیں۔ اس قدر  
 قرابت قریبہ کے بعد اُن کی جناب پاک میں بدظنی و سوء عقیدت کیسی؟

صحابہ کرام کے مقام و مرتبہ کے پیش نظر تمام اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے  
 کہ صحابہ کرام کا تذکرہ عقیدت و محبت سے کیا جائے، اُن کا ذکر بُرائی سے کرنا حرام ہے  
 اور جو اُن کی مذمت و منقصت بیان کرے وہ مسلمانوں کی راہ پر نہ ہوگا۔ صحابہ کرام کا  
 معاملہ عام مسلمانوں سے بالکل الگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ اسلافِ اُمت نے صحابہ کرام  
 کی عیب جوئی کرنے والوں کو مردود الشہادۃ قرار دیا ہے، ایسے لوگوں کا شریعت کی نگاہ  
 میں کوئی مقام نہیں ہے۔ صحابہ کرام کے بارے میں حسن اعتقاد رکھنا واجب ہے، اگر  
 کوئی شخص سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن العاص کی شان میں کلمہ بد  
 بکے وہ سنتِ سزا کا مستحق ہے۔ صحابہ کرام کی محبت ایمان کا تقاضا ہے اور اُن سے  
 بغض رکھنا ایمان کے منافی ہے۔

علماء کا اتفاق ہے کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اس اُمت کے سب سے بہتر  
 بادشاہ تھے، آپ سے پہلے چاروں خلفاء نبوت تھے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ  
 اس اُمت کے پہلے بادشاہ ہیں، آپ کی بادشاہت رحمت والی بادشاہت تھی جیسا کہ  
 حدیث میں ہے کہ بادشاہت نبوت ہوگی اور رحمت ہوگی۔ پھر خلافت ہوگی اور رحمت  
 ہوگی، پھر ملوکیت ہوگی اور رحمت ہوگی، یٰکون الملک نبوة ورحمة ثم تكون خلافة  
 ورحمة ثم یكون ملکا ورحمة۔

☆ صحابہ کرام کو مجروح کرنے کی کوشش نبی کریم ﷺ کی ذات کو مجروح کرنا ہے۔



اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیم و تربیت پر انگلی اٹھانا ہے جن کو اللہ کے رسول سے محبت ہوگی اُس کا دل صحابہ کرام اور اہلبیت اطہار کی عظمت و محبت سے بھی بھرا ہوگا۔  
معلوم ہونا چاہئے کہ ائمہ کو بُرا کہنے سے آدمی چھوٹا رافضی ہوتا ہے اور صحابہ کی شان میں گستاخی کرنا یہ اصل رفض ہے۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ برگزیدہ صحابی ہیں بلکہ کاتبین وحی میں سے ہیں۔  
خود حضور نبی کریم ﷺ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں یوں دعا دے رہے ہیں: اللہم اجعلہ ہادیا مہدیا و اھدبہ (ترمذی شریف) اے اللہ! معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا اور اس کے ذریعہ لوگوں کو ہدایت عطا فرما۔  
حضرت امام مالک فرماتے ہیں: جس نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا علی مرتضیٰ، سیدنا معاویہ بن ابوسفیان، سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بُرا بھلا کہا، اور اگر وہ یہ کہے کہ وہ لوگ ضلال و کفر پر تھے تو اُسے قتل کیا جائے گا اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات کہے تو اُس کو سخت سزا دی جائے گی۔ (شرح الشفاء)

**شیخ کامل کی صفات اور شیخ کامل کے آداب :**

(۱) ایمان اور تقویٰ کی دولت کا حامل ہو۔

(۲) شیخ عقائد اہل سنت کا متبع ہو۔ (بد مذہب و گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک۔ آج کل بہت سے بدوبینوں بلکہ بے دینوں حتیٰ کہ وہابیہ جو کہ سرے سے اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے منکر و دشمن ہیں، گمراہ کرنے کے لئے پیری مُریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ بہت سے لوگ ابلیس کے رُوپ میں ہیں لہذا بغیر تحقیق کے ہر باتھ میں اپنا ہاتھ نہ دینا۔

(۳) احکام شریعت کا علم رکھتا ہو (عالِم دین ہو، علم فقہ اس کی اپنی ضرورت کے قابل کافی ہے۔ اور عقائد اہلسنت و جماعت سے مکمل واقف ہونا لازمی ہے کفر و اسلام کے فرق کا خوب عارف ہو ورنہ وہ آج بد مذہب نہیں تو کل ہو جائے گا۔ سینکڑوں کلمات و حرکات ہیں جن سے کفر لازم آتا ہے اور جاہل جہالت کے باعث اس میں پڑ جاتے ہیں۔ اول تو خبر ہی نہیں ہوتی کہ اُن سے کفر یہ قول یا فعل صادر ہوا اور بغیر جانے تو یہ ممکن نہیں، تو جتلا کے جتلا ہی رہے۔ اور اگر کوئی خیر دے تو ایک سلیم الطبع جاہل ہو تو ڈر بھی جائے اور تو یہ بھی کر لے مگر جو پیری کے سجادے، پیڑ بادی و مرشد بنے بیٹھے ہیں اُن کی عظمت جو خود اُن کے قلوب میں ہے انہیں کب قبول کرنے دے۔ قرآن میں ارشاد ہوا، اور جب اُسے اس (ظلم و فساد پر) کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اُس کا غرور اُسے مزید گناہوں پر اُکساتا ہے، پس اُس کے لئے جہنم (دوزخ) کافی ہے' (البقرہ/۲۰۶)

(۴) شیخ کا سلسلہ نسبت حضور نبی کریم ﷺ تک متصل ہو، کیونکہ منقطع ذریعہ سے اتصال ممکن نہیں۔

- بعض لوگ بغیر بیعت، محض وراثت کے زعم میں اپنے باپ دادا کے سجادہ نشین بن جاتے ہیں۔

- یا بیعت تو کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بلا اجازت مُرید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

- یا سلسلہ ہی وہ ہے کہ قطع کر دیا گیا اور اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ براہ ہوس اس میں اجازت و خلافت دیتے چلے آتے ہیں۔

- یا سلسلہ فی نفسہ صحیح تھا مگر بیچ میں کوئی ایسا شخص واقع ہوا جو جامع شرائط نہ ہونے کی وجہ سے قابل بیعت نہ تھا، جو شاخ چلی وہ بیچ میں سے منقطع ہے۔

ان صورتوں میں اس بیعت سے اتصال ہرگز حاصل نہ ہوگا۔ نیل سے دودھ یا بانجھ سے بچہ مانگنے کی بات نادانی و حماقت ہے۔ (فتاویٰ افریقہ)

(۵) کسی شیخ کا مل نے اُسے بیعت کی اجازت عطا کی ہو۔

(۶) انسان اُس کی مجلس میں بیٹھے تو اپنے دل کو اللہ کی طرف مائل دیکھے۔

(۷) شریعتِ مطہرہ اور سنتِ نبویہ پر سختی سے عمل پیرا ہو۔

شریعت ایک سرسبز و شاداب درخت ہے جس پر ولایت، غوثیت، قطبیت کے پھل پھول لگتے ہیں۔ جہاں شریعتِ مطہرہ کا سایہ دار درخت ہی نہ ہو وہاں پھل پھول کیسے ہوں گے۔

سلوک و معرفت کی راہیں بغیر اتباعِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے طے نہیں کی جاسکتیں۔

(۸) شیخ کو چاہئے کہ وہ اپنی خلوت نشینی کے لئے کچھ وقت مقرر کرے جس میں لوگوں

کی آمد و رفت نہ ہو، تاکہ اُس کی خلوت نشینی کا اثر اُس کی بزمِ نشینی میں جاری ہو۔

(۹) شیخ کو چاہئے کہ وہ اپنے متوسلین و مریدین سے ایک والد جیسے شفقت آمیز اور

محبت بھرے لہجے سے پیش آئے۔ اور مریدین کی استعداد اور قابلیت کے

مطابق اُن کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کرے۔

(۱۰) شیخ کے وظائف میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ اپنے عقیدت مندوں سے حسنِ اخلاق

سے پیش آئے۔

(۱۱) مریدین پر لطف و کرم اور اُن سے نرمی اور خوش طبعی کا مظاہرہ کرے۔

(۱۲) شیخ مرید کے مال سے تعلق نہ رکھے بلکہ مریدین کی ھصیت، تعلیم و تربیت

خالصہ اللہ کی رضا کے لئے کرے۔

(۱۳) شیخ کے آداب میں یہ بھی ہے کہ اگر مرید میں کوئی کوتاہی دیکھے تو اُسے مجلس

میں کھلے لفظوں میں منع نہ کرے بلکہ دورانِ گفتگو اس کو تاہی کی طرف اشارہ

کر دے۔

دعا ہے خدا سے نہ ہو و درہم سے وہ پیرمغاں میرا یا را اللہ اللہ (قیس)

محمد بن یحییٰ مصنف قلائد الجواہر لکھتے ہیں کہ شیخ، مُرید کی تربیت کے وقت ان باتوں کا لحاظ رکھے:

- مُرید کی تربیت محض اللہ تعالیٰ کے لئے کرے، دُنویٰ غرض یا نفس کے خوش کرنے کے لئے نہ ہو۔

- ہمیشہ نصیحت کرتا رہے۔

- نرمی سے پیش آئے، مانا پ کی طرح مہربان رہے۔

- گناہوں سے بچنے کا عہد لے

- ذکر کی تلقین کرے۔

(☆) مُرشد کی صورت اور سیرت دونوں بہتر ہوں۔

(☆) نفل نمازیں زیادہ پڑھے اور نفل روزے زیادہ رکھے۔ اس سے اللہ کا

تقرب حاصل ہوتا ہے اور نفس پاکیزہ ہوتا ہے۔

(☆) بے کار باتوں سے تنہائی بہتر ہے اور تنہائی سے یہ بہتر ہے کہ مُریدوں کو

نصیحت کرتے رہیں، مسائل بیان کریں، قرآن مجید کی تفسیر سنائیں۔ اگرچہ گوشہ نشینی

صدیقیوں کا طریقہ ہے لیکن گوشہ و تنہائی غیروں سے چاہئے، دوستوں سے نہیں

العزلة خیر من جلیس السوء والجلیس الصالح خیر من العزلة

تنہائی بہتر ہے بُرے ہم نشین سے، اور نیک ہم نشین بہتر ہے تنہائی سے۔

(☆) اللہ کا ذکر کریں، تہجد کے بعد وظائف میں مشغول ہوں، آہ و زاری سے اپنے

گناہوں کی معافی اور بلندی مراتب کے لئے بارگاہِ ایزدی میں دُعا کرے۔

(☆) مُریدوں کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے موافق نصیحت کرے۔

اکثر مشائخ مالداروں اور بلند مرتبہ مُریدوں کو نصیحت کرنے سے رُکتے ہیں محض

اس خیال سے کہ اُن کو ناگوار نہ گذرے اور آمدنی کے ذرائع موقوف نہ ہو جائیں۔

یہ مناسب نہیں، نصیحت امیر اور غریب سب کے لئے ہونی چاہئے، البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ نصیحت کا طریقہ حسب حیثیت جدا گانہ ہو۔

(☆) اگر کوئی مُرید ہونے کے لئے آئے تو مُرشد بیعت لینے سے انکار نہ کرے، اگر اس میں استعداد ہے تو عشق کے میدان میں پہنچا دے ورنہ گناہوں سے توبہ ہو جائے گی، شریعت کا پابند بنانے کی کوشش کرے کیونکہ اس زمانے میں شریعت کا پابند ہونا ہی سب سے بڑی کرامت ہے۔

(☆) اگر مُرید سے کوئی لغزش ہو تو پہلے خود معاف کر دے پھر اللہ تعالیٰ سے معافی کے لئے دعا کرے اور اس کو نہایت ہی سنجیدگی سے سمجھا دے تاکہ آئندہ ایسی غلطی نہ کرے۔

(☆) مُریدوں کی تعلیم و تربیت اور اصلاح کی جانب زیادہ توجہ کرے۔

(☆) کسی مُرید کے عیوب سب کے سامنے بیان کر کے اس کو ذلیل نہ کرے اللہ تعالیٰ ستارہ پر وہ پوش ہے خود بھی پردہ پوش بن جائے ورنہ مُریدوں میں شوخی اور گستاخی پیدا ہو جائے گی۔ حکمت عملی سے وہ عیوب اس سے دور کرنے کی کوشش کرے۔

(☆) جو بات کرے صاف اور واضح ہو۔ ایسے کلمات زبان سے نہ نکالے جن کو جدھر چاہے پھیر سکے۔

(☆) مُرشد ہر ایک کے ساتھ کشادہ پیشانی اور خوش دلی سے پیش آئے۔

الاسلام حسن الخلق اسلام خوش اخلاقی کا نام ہے۔

اسی طریقہ سے اسلام پھیلا۔ اولیاء اللہ نے اسی طریقے سے دین کی تبلیغ فرمائی۔

مرے ہاتھوں سے مولیٰ جام یہ گرنے نہیں دینا

مرے مشرب سے مجھ کو جام بھر بھر کے پلا یا رب (قیس)

## آدابِ مُرید :

پیر اور مُرید اگر باہم کسی ایک جگہ بیٹھیں تو مُریدوں کو چاہئے کہ حتی الامکان آداب کی نگہداشت کریں اور شیخ کو بھی چاہئے کہ وہ اپنے وقار کو نبھیں نہ پہنچائے۔ فضول و لا حاصل باتیں اور بے تکلفی درمیان میں نہ آنے دے اور زیادہ خلط ملط بھی روا نہ رکھے ورنہ مُرید کی نگاہوں میں پیر بے وقعت ہو جائے گا اور اُس کی عظمت و ہیبت جلاوت و وقعت اور قدر و منزلت برقرار و محفوظ نہ رہے گی اور مُرید ہونے کے فوائد سب ملیا میٹ ہو جائیں گے اور اس قسم کے مُریدوں کو اس قسم کے پیروں سے بے تکلفی کے باعث کشادگی نصیب نہ ہوگی۔

اس لئے کہتے ہیں کہ شوہر کی نصیحت چونکہ عورت کے حق میں زیادہ نفع بخش نہیں ہوتی، لہذا عورتوں کو اپنے شوہروں کے ہاتھ پر بیعت ہونا، جب کہ مجبور یاں نہ ہوں پسندیدہ نہیں۔

(۱) مُرید کو چاہئے کہ شیخ کے سامنے باادب، خاموش اور کچھ فاصلے پر بیٹھے، نیز

کوئی اچھی بات بھی کہنی ہو تو پہلے اجازت طلب کرے۔ (عوارف المعارف)

(۲) جب مُرید خود سے بلا اجازت بات کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو گویا وہ مقام

طلب سے دُور ہٹ جاتا ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو

کچھ سمجھتا ہے۔ یہ مُرید کی بڑی غلطی ہے۔ (عوارف المعارف)

(۳) مرید اپنے شیخ کو ہی کامل اور اکمل سمجھے، کسی اور بزرگ کو اپنے شیخ کی مثل یا

اس سے برتر نہ سمجھے ورنہ رشتہ دوستی کمزور ہو جائے گا۔ اور پیر کا ارشاد دل

پر تا شیر چھوڑ دے گا۔

(۴) شیخ کی صحبت کو لازم پکڑے یعنی یہ خیال کرے کہ مجھے جو بھی عنایات ہوں گی

اسی دربار کے وسیلے اور اسی مُرشدِ کریم کے واسطے سے ہوں گی۔

(۵) شیخ کے تصرف پر راضی ہو، شیخ اُس کے مال اور وجود میں جیسا بھی تصرف کرے مرید صادق اُسے برضا و رغبت تسلیم کرے۔ اپنی عقل و ارادہ کو دخل نہ دے۔

(۶) اپنے شیخ پر تنقید اور اعتراض کی زبان نہ کھولے جب شیخ سے کوئی ایسا فعل صادر ہوتا دیکھے جو اُس کی نظر میں صحیح و درست نہ ہو تو اسے اپنی کم فہمی پر محمول کرے۔ اور حضرت موسیٰ اور حضرت خضر علیہما السلام کے واقعہ کو یاد کرے۔

(۷) شیخ کے کلام کو پورے انہماک اور استغراق سے سُنے۔

(۸) شیخ کے سامنے بے تکلف نہ ہو۔

(۹) شیخ کی آواز سے اپنی آواز بلند نہ کرے۔

(۱۰) شیخ سے غیر ضروری سوال نہ کرے۔

(۱۱) کلام کرنے سے پہلے شیخ کی کیفیت کا جائزہ لے۔

(۱۲) شیخ سے اپنے احوال نہ چپائے۔

(۱۳) شیخ کی رضا کو ہمیشہ مد نظر رکھے۔

(۱۴) امام شعرانی فرماتے ہیں کہ جس طرح مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک مذہب کی تقلید لازم ہے اسی طرح مُرید کو ایک ہی پیر سے وابستہ رہنا لازم ہے۔

(۱۵) مُرید کو چاہئے کہ اپنے زمانہ کے تمام مشائخ کے ساتھ نیک گمان رکھے اور اپنے شیخ ہی کے دامن سے وابستہ رہے اور تمام کاموں میں اُس پر اعتماد کرے اور وقت ضائع کرنے سے بچے۔ (نقاء السلف فی احکام البیعة والخلافة)

جو شخص اپنے شیخ کے ساتھ ان آداب کا خیال رکھے گا ان شاء اللہ جلد گوہر مقصود (قرب الہی) کو پالے گا۔ اے اللہ ہمیں بھی مریدین با صفا کے ذوق سے بہرہ ور فرما اور اپنے نیک بندوں کی معیت و محبت سے نواز۔ آمین

### مُریدوں کے لئے ہدایات :

- مُرشدِ کامل تلاش کرو فوراً اُس کے مُرید ہو جاؤ، گناہ معاف ہو جائیں گے۔  
ایک وسیلہ پیدا ہو جائے گا، آئندہ گناہوں کے کرنے میں رکاوٹ پیدا ہو جائے گی  
اور بیعت کے وقت جو عہد کئے ہو اس پر پابند رہو۔ وہ عہد مُرشد سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ  
سے کئے ہو۔ مُرید کا اس عہد سے پھر جانا ایسا ہی ہے کہ اہل ظاہر کا دین سے پھر جانا  
یعنی مُرتد ہو جانا۔

- حصولِ فیض کے لئے مُرید میں استعداد و قابلیت کا ہونا ضروری ہے مٹی میں جتنا  
جذب کرنے کا مادہ ہوگا اتنا ہی پانی کھینچے گی۔ بلب میں جتنی قوت ہوگی اتنی ہی روشنی  
دے گا۔

- المؤمن مع من احب (حدیث) جس کو دنیا میں زیادہ دوست رکھو گے قیامت میں  
اسی کے ساتھ رہو گے۔ اپنے مُرشد کو سب سے زیادہ محبوب رکھو، جنت میں اُن کے  
ساتھ رہو گے۔

- من احب شیئا اکثر ذکرہ (حدیث) جس کو زیادہ محبوب رکھیں اُس کا ذکر بھی  
زیادہ کریں۔ مُرید کو اکثر مُرشد کا خیال رہے۔ اسی کو یاد کرے، اُس کا تصور کرے۔  
- مُرشد کا وسیلہ لیکر اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے۔ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ  
اثنائے وعظ میں فرمایا: جب تم دُعا مانگو تو مجھے وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے مانگو۔

- مُرشد نائبِ رسول اللہ ﷺ ہے۔ اس لئے اللہ اور رسول کے بعد اپنے مُرشد کو  
سب سے زیادہ بزرگ سمجھے۔ اگر کوئی ولی اللہ درجہ میں اپنے مُرشد سے بھی بڑھ کر ہو تو  
اپنے مُرشد سے زیادہ اُن کو محبوب نہ رکھے۔

- مُرشد کی صحبت کو بہت غنیمت سمجھے۔ جتنا وقت بھی مُرشد کے ساتھ یا مُرشد کی  
خدمت میں گزرے بہتر ہے۔



- اپنے مُرشد کے اوصاف (زہد و تقویٰ، علم و فضل اور خوبیاں) دوسروں سے بیان کرے تاکہ وہ بھی سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر راہِ راست پر آجائیں اور اللہ والے بن جائیں۔

- یہ یقین کر لے کہ مُرشد کی رضا مندی میں میری دُنیوی اور دینی ترقی ہے۔  
- اپنا خواب مُرشد کے سوا کسی اور کے سامنے بیان نہ کرے۔ اگر مُرشد دُور ہو تو کسی قابلِ ہستی سے بیان کر سکتا ہے۔

- اللہ تعالیٰ کی عبادت خلوص اور محبت سے کرو۔ اس میں زیادہ ثواب ہے۔ اللہ کی محبت دل میں پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے مُرید ہونے کی غرض و غایت بھی محبت الہی ہے۔

### تعظیم اور دست بوسی :

ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب حضور ﷺ سیدۃ النساء فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لے جاتے تو وہ تعظیم کے لئے کھڑی ہو جاتیں فاخذت بیدہ و قبلتہ واجلسنہ فی مجلسہا اور وہ آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر چومتیں اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتیں اور جب سیدہ آستانہ رسالت ماب پر حاضر ہوتیں واخذ بیدہا و قبلہا واجلسہا فی مجلسہ، تو آپ بھی اُن کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

(ابوداؤد، مشکوٰۃ، مدارج النبوة، حجة اللہ الباقیہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے حضور پُر نور ﷺ کے دست مبارک کو بوسہ دیا ہے۔ (ابن ماجہ باب مصافحہ)

حضرت ذراع بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، مگر ہم اس سے پہلے آپ کو نہیں پہچانتے تھے۔ کسی نے کہا، یہ اللہ کے

رسول جلوہ گر ہیں۔ فاخذنا بیدیه ورجلیه فقبلنهما تو ہم نے حضور ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں مبارک کو پکڑ کر بوسہ دیا۔ (الادب المفرد)  
 معلوم ہوا کہ سرکارِ دو جہاں ﷺ کی تعظیم و تکریم کرنا صحابہ کی سنت ہے اور آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دینا بھی صحابہ کی سنت ہے۔  
 فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ جب روضہ پاک پر صلوٰۃ و سلام کے لئے حاضر ہو تو ہاتھ باندھ کر ایسے کھڑے ہو جیسے نماز میں کھڑا ہوتا ہے۔  
 (عائگیہ باب زیارت قبر النبی کتاب الحج)۔

ان احادیث مبارکہ سے صاف ظاہر ہے کہ بزرگوں کے ہاتھ اور پاؤں کو چومنا جائز ہے۔ مُرید کے لئے مُرشد سے بڑا کون ہو سکتا ہے۔ مُرشد کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا استقبال کے لئے جانا، مُرشد کے ہاتھوں اور پاؤں کو چومنا، کپڑوں اور تشبیغ و جائے نماز کو چومنا اور اُن کی عزت کرنا جائز ہے۔

### شجرہ خوانی کے فوائد :

اولیائے کرام اور مُرشدوں کا یہ طریقہ رہا ہے کہ مُرید کرنے کے بعد ایک شجرہ عنایت کرتے ہیں۔ اس میں اُن کے سلسلہ کے بزرگوں کے وسیلہ سے دُعا طلب کی جاتی ہے۔ روزانہ یا ہفتہ میں یا مہینہ میں کم از کم ایک مرتبہ اس کو پڑھنا چاہئے۔ پڑھتے وقت یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ان بزرگوں کا وسیلہ لینے کی وجہ ضرور میری دُعا قبول فرمائے گا۔ ممکن ہے کہ کسی نہ کسی بزرگ کی توجہ سے اس کے مشکلات دُور ہو جائیں، تنگی فراخی سے بدل جائے۔

( سلسلہ اشرفیہ چشتیہ قادریہ میں داخل ہو کر بیعت و ارادت کا شرف حاصل کرنے والے ( مُریدین ) اپنا شجرہ مکتبہ انوار المصطفیٰ سے حاصل کریں )

الغياث الغياث یا غياث العالمين غوث اعظم بندہ قدرت نما کے واسطے  
 دونوں عالم کی شرافت بخش دے مولیٰ مجھے اشرف سمنان مرے غوث الوریٰ کے واسطے  
 آنکھ میں دے نور میرے رزق میں دے برکتیں عبدالرزاق تورعین اولیاء کے واسطے  
 جس طرف دیکھوں نظر آئے مجھے اشرف کا نور حضرت اشرف حسین اشرف نما کے واسطے  
 ہم پہ احمد کا ہو سایہ ہم پہ اشرف کا کرم سیدی مختار اشرف باصفا کے واسطے  
 ایک اختر کیا ہے سارے ستیوں کو بخش دے یا الہی شافع روز ہزا کے واسطے  
 (اختر : حضور شیخ الاسلام کا تخلص ہے)

شجرہ خوانی سے متعدد فوائد ہیں :

- رسول اللہ ﷺ تک اپنے اتصال کی سند کا حفظ
- صالحین کا ذکر کہ موجب نزول رحمت ہے
- نام بنام اپنے آقا یا نعت کو ایصال ثواب کہ اُن کی بارگاہ سے موجب نظر عنایت ہے
- جب یہ اوقات سلامت میں اُن کا نام لیوا رہے گا وہ (بزرگان سلسلہ) اوقات مصیبت میں اُس کے دستگیر ہوں گے۔ (احکام شریعت)

### شجرہ نسب حضور شیخ الاسلام

(بزبان اُردو منظوم)

بخش دے یا رب شفیع دوسرا کے واسطے سرور و سید محمد مصطفیٰ کے واسطے  
 یا الہ العالمین نارِ جہنم سے بچا قاطعہ کے واسطے مشکل کشا کے واسطے  
 برگزیدہ کر عمل کو اور ایمان کو حسن سیط اکبر اس حسن کے اجتناب کے واسطے  
 دیدے تو بزم حسیناں میں مجھے دوہرا مقام اس مثنائے حسن کی ارتقا کے واسطے  
 میں رہوں اللہ کا بندہ کھرا بے ریب و عجیب سید عبداللہ محض الاولیاء کے واسطے  
 یا الہی دیکھ لوں میں بھی تو جلوہ طور کا شاہ مولیٰ الجون نور الاصفیا کے واسطے  
 یا الہی بندگی کا تاج زیب سر رہے سید عبداللہ عبد بے ریا کے واسطے  
 جلوہ وحدت رہے سرمایہ قلب و نظر شاہ مولیٰ پیکر صدق و صفا کے واسطے

یا الہی مجھ کو دیدے نعمتہ داؤد بھی سیدی داؤد خوشنوا کے واسطے  
یا الہی مرتے دم تک رکھ محمد کا غلام حضرت سید محمد کی ولا کے واسطے  
زندگی وہ دے کہ جس پر کبہ پڑیں سب زندہ باد سیدی یحییٰ کی شان جانفزا کے واسطے  
اپنی ہر سانس میں اللہ کا بندہ رہوں سید عبداللہ جبلی کی ادا کے واسطے  
نفس بد کو مار کر پاچاؤں میں پوری صلاح میرا یوصالح بڑے جنگ آزما کے واسطے  
الغیث الغیث یا غیث العالمین غوث اعظم بندہ قدرت نما کے واسطے  
دین کا ہوتا سر پر رزق میں ہوں برکتیں تاج دین اس عبدالرزاق اولیاء کے واسطے  
دین کا ناصر بنا اور دین کا کردے عمود اس عماد الدین نصر اللہ قلیا کے واسطے  
نصرت دین محمد میں رہوں میں عمر کھر شاہ بونصر اس محمد کی ضیاء کے واسطے  
دین کی تلوار دیدے زندگی بھر ہاتھ میں سیف دین یحییٰ کے زہد و اتقا کے واسطے  
آفتاب وینداری ہو جبین میں جلوہ گر شمس دین جبلی کی تنویر و ضیاء کے واسطے  
ہو بلند دین و ایمان کو مرے پوری نصیب اس علاؤ الدین علی کی ارتقاء کے واسطے  
ماہ کامل دین کا کردے بہ اندازِ حسن بدر دین شاہ حسن کی ہر ضیاء کے واسطے  
نام احمد ہو زباں پر شان عباسی کیساتھ سید ابوالحسن احمد بے ریا کے واسطے  
مرتے دم بس یا غفور یا غفور کا ہو ذکر سید عبدالغفور حق آشنا کے واسطے  
آنکھ میں دے نور میرے رزق میں دے وسعتیں نور عین عبد رزاق اولیاء کے واسطے  
میری دُنیا ہو خُسین اور میرا عقبی ہو خُسین شہ حسن سردار بزم اتقیا کے واسطے  
دل میں عشق محمد لب پہ ہو حمد خدا شہ محمد اشرف شاہ ہدیٰ کے واسطے  
میرا سر ہو اور سودائے محمد مصطفیٰ حضرت سید محمد اولیاء کے واسطے  
یا الہی نفس بد پر جھکو دے فتح مبین سید بولفتح جیسے بے ریا کے واسطے  
دونوں عالم سے غنی کر دے مجھے بندہ نواز شاہ عثمان صاحب ملک غنا کے واسطے  
اے مرے رُحٰن ہر دل میں بنا جھکو عزیز اس عزیز ذات رُحٰن کے علا کے واسطے  
یا الہی مجھ میں بھر دے دین کا حُسن و جمال شہ جمال الدین کے صدق و صفا کے واسطے  
دل محمد پر فدا ہو سر میں ہو سودائے غوث اس محمد غوث کے حُب و ولا کے واسطے

اے خدا تیری نوازش ہر گھڑی مجھ پر رہے شہ نواز اس صاحب جو وسطہ کے واسطے  
یا الہی عمر بھر خاک و بر اشرف رہوں اس تراب اشرف کے زبدے ریا کے واسطے  
مست کر دے مست رکھ اور اپنے مستوں میں اٹھا حضرت سید قلندر کی ولا کے واسطے  
یا اللہ العالمین منصب مرا کر دے بلند سید منصب علی کی ارتقاء کے واسطے  
ہر گھڑی مجھ پر الہی تیرا ہو فضل و کرم سید فضل حسین بے ریا کے واسطے  
نذر کر دوں اشرف سمنان کو اپنی جان و دل نذر اشرف کی حکیمانہ ادا کے واسطے  
وہ محدث وہ فقیہ عصر و بحر العلوم ہاں اسی شمس ہدیٰ کی ہر ضیاء کے واسطے  
ایک اختر ہی کیا سب مومنوں کو بخندے مصطفیٰ اور مرتضیٰ اور مجتبیٰ کے واسطے

بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

### تصورِ شیخ :

مری خواہش نہیں کہ قیامت وہ آئین مل جائے نہ کوئی خور و زلفی مہمہ و پروین مل جائے  
شراب ساقی بے خود سے بس تسکین مل جائے لئے ہاتھوں میں جام و صلحی الدین مل جائے  
اللہ تعالیٰ کا فیض ہم پر اس وقت تک نہ ہوگا جب تک ہمارے دل میں عشق رسول ﷺ  
اور محبت شیخ پیدا نہ ہو۔ اسی لئے تصور شیخ کی بڑی اہمیت ہے اور اسی سے مُرشد کے  
قلب پر وارد ہونے والی تجلیات مُرید کے قلب پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں۔ تصور میں  
لذت اُسی وقت پیدا ہوتی ہے جب کسی سے عشق ہو۔ عبادت الہی میں لطف اُسی  
وقت آسکتا ہے جب ہم ساری دُنیا کے خیالات سے کٹ کر اُس کے تصور اور محبت میں  
کھو جائیں۔ اسی لئے حدیث میں آیا ہے کہ عبادت اس طرح کرو گویا تم خدا کو  
دیکھ رہے ہو اگر ممکن نہ ہو تو تصور کرو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔

تصورِ شیخ سے مُرشدوں کی غرض یہ ہوتی ہے کہ مُریدوں کو خیالات کے ادھر ادھر  
جانے سے رُوکیں اور کثرت کے تصور سے وحدت کی طرف لے آئیں۔ دیکھی ہوئی  
چیزوں کا تصور کرنا آسان ہے۔ اُن دیکھی چیزوں کو خیال میں جمانا اور اُن کا تصور

کرنا بہت ہی مشکل ہے۔ اس لئے پہلے دیکھی ہوئی چیز یعنی شیخ کا تصور کراتے ہیں۔ جب اس تصور میں وہ کامل ہو جاتے ہیں اور تمام خیالات ایک ہی طرف آ جاتے ہیں تو آسانی فنا فی اللہ کے درجے کی جانب رہبری کی جاسکتی ہے۔

حضرت شاہ شرف الدین یحییٰ منیری علیہ الرحمۃ اپنے مکتوب میں فرماتے ہیں:

’وہ مرید جو اپنے پیر کے جمال کا عاشق ہے ایک لمحہ حجاب روا نہیں رکھتا‘

اللہ اور رسول سے سچی محبت رکھنے والا مرید ہر وقت ہر لمحہ اپنے شیخ کے تصور میں مست رہتا ہے۔ ہر وقت اپنے آپ کو اس بارگاہ میں پاتا ہے۔ خدا کی موجودگی کا یقین اس کو اس طرح ہوتا ہے گویا وہ خدا کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

رئیس الحدیث حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

’تصور شیخ سے یہی ہوتا ہے کہ طالب کو بجز تصور شیخ کے چارہ نہیں کیونکہ اللہ جل شانہ کو اس عالم میں دیکھنا ممکن نہیں اور صورت انسان کامل مظہر کمالات اللہ تعالیٰ ہے‘

سلطان دکن حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب تک حالت نماز میں تصور شیخ نہ ہوگا اُس وقت تک عبادت بھی نامکمل ہوگی۔

قصوف کا کمال رکھنے والے اپنے مریدوں کو پہلے شیخ کا تصور دلاتے ہیں پھر اُن کو اللہ تعالیٰ تک پہنچا کر عارف بنا دیتے ہیں۔ اگر عرفان کے درجہ پر نہ بھی پہنچتے تو کم از کم اتنا فائدہ ضرور ہوتا ہے کہ مراقبہ میں نماز میں خیالات کی پراگندگی سے محفوظ رہتا ہے۔ یہ بھی بہت غنیمت ہے کہ نماز میں سکون ملتا ہے۔ توجہ قائم رہتی ہے۔ تصور شیخ شرک نہیں ہے۔ اگر تصور شیخ اس خیال سے ہو کہ یہ اللہ اور رسول کی راہ بتاتا ہے اور اسی وجہ سے اس سے محبت کرتا ہوں تو یہ سنت ہے اور نیکیوں کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے اور یہ استدلال بہت ہی واضح اور جلی ہے اور تمام بزرگوں کا اسی پر عمل ہے۔ (ابن کثیر)

باب تصوف میں شیخ کی صحبت و معیت کو اہمیت اسی لئے دی گئی ہے۔ ان نفوس قدسیہ کی صحبت طالبان حق و صداقت کی زندگی کی تعمیر میں مؤثر کردار ادا کرتی ہے اور دوسرے اس کی بنیاد پر اُن کے لئے رُوحانیت کے اعلیٰ مدارج تک پہنچنا آسان ہو جاتا ہے۔ انسان کی طبیعت کے بناؤ اور بگاڑ میں جس قدر صحبت کا دخل ہے اتنا اثر اور کسی چیز میں نہیں۔ صحابہ کرام کی ساری فضیلت اور اُن کی عظمت و کمال کا راز اسی بات میں ہے کہ اُن کو پیغمبر اسلام نبی آخر الزماں احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی صحبت ایمان و عقیدت کے ساتھ حاصل ہوئی تھی۔ اگر کسی کو یہ صحبت حاصل نہیں تو وہ ایمان و عمل کے خواہ کتنے اونچے درجے پر کیوں نہ فائز ہو بہ اتفاق اُمت اُسے کسی صحابی رسول کے بالمقابل نہیں کھڑا کیا جاسکتا۔ حضرات صوفیہ نے اسی اُصول کے پیش نظر طریق کا مدار صحبت پر رکھا ہے اسی لئے یہ حضرات کہتے ہیں کہ جس شخص کو کوئی دینی کمال اور تقویٰ کا حُسن و جمال حاصل کرنا ہو وہ کسی صاحب کمال اور متقی و خوش خصال کو تلاش کرے اُس سے عقیدت و مناسب ہو تو اُس کی صحبت میں رہے۔

بزرگان دین کی اس صحبت کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ توفیق دے تو مشائخ کرام کی صحبت و معیت کو اپنی زندگی کا لازمی حصہ بنا لینا چاہئے۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سرکارِ دو عالم ﷺ سے جس قدر عقیدت و محبت تھی اُس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔ وہ حضور نبی کریم ﷺ کی صحبت کو اپنی زندگی کا حاصل سمجھتے تھے۔ اس رابطہ شیخ اور صحبت شیخ کی بنیاد پر وہ تمام صحابہ سے افضل و برتر گردانے گئے اور ہر فضیلت کے وہ جامع ہیں نبوت کے سوا جیسے گران قدر الفاظ سے اُن کی جناب میں خراج تحسین پیش کیا گیا۔ اسی صحبت اور رابطہ کی سبب حضور ﷺ نے فرمایا: ماصب اللہ فی صدری شیئا الا صلبة فی صدر ابی بکر جو کچھ اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ڈالا وہ سب کچھ میں نے ابو بکر کے سینے میں ڈال دیا۔

صحبت شیخ ہو یا بروجہ رابطہ تصویر شیخ دونوں ہی محبت خداوندی اور قرب الہی کے باعث ہیں اور طالب کا قلب انوار الہی اور تجلیات ربانی کا مرکز بن جاتا ہے۔ انہیں نفوس قدسیہ کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے:

خياركم الذين اذا ذكروا ذكر الله اتجھو وہ لوگ ہیں جن کے دیدار سے اللہ یاد آ جاتا ہے۔ (ابن ماجہ) حدیث کی روشنی میں وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ اس حدیث مبارک کا قطعاً یہ مطلب نہیں کہ شیخ کی تصویر کھینچ کر سامنے رکھ لی جائے یا دیواروں پر آویزاں کر دی جائے اور یہیت یہ ہو کہ اس سے اللہ کی یاد آئے گی اور خیر و برکت کی بارش اور انوار و تجلیات کا نزول ہوگا۔ یہ تصویر سراسر حرام اور خلاف شرع ہے۔ باب تصوف میں تصویر شیخ بروجہ رابطہ شیخ کی مثال خانہ کعبہ کی طرح ہے جو خالق اور مخلوق کے درمیان عبادت کے لئے رابطہ کا کام کرتا ہے کیونکہ نور خدا کا نزول دو ہی جگہ ہونا عبادت ہے۔ ایک بیت اللہ اور دوسرے قلب عبد اللہ میں۔ ایک حدیث قدسی میں اس مفہوم کو دوسرے انداز میں بیان کیا گیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں بلندی و پستی میں نہیں ساکتا اور نہ ہی میں زمین و آسمان میں ساکتا ہوں، ہاں میں مومنین کے دلوں میں ساکتا ہوں۔

انسان خدا کا نائب ہے۔ انسان خدا کا خلیفہ ہے۔ انسان صاحب عرش الہی ہے۔ قلب المومن عرش اللہ مومن کا دل عرش الہی ہے۔

تصویر شیخ بروجہ رابطہ جسے برزخ بھی کہتے ہیں یہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا قریب ترین راستہ ہے۔ اس لئے اکابر علماء نے اس کے صرف جواز کا ہی فتویٰ نہیں دیا ہے بلکہ اسے عمل مستحسن قرار دیا ہے۔ تصویر شیخ کا طریقہ بتاتے ہوئے امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شفاء العلیل میں فرماتے ہیں :



’جب مُرشد اُس کے پاس نہ ہو تو اُس کی صورت کو اپنی دونوں آنکھوں کے درمیان خیال کرتا رہے بطریقِ محبت اور تعظیم کے تو اُس کی خیالی صورت وہ فائدہ دے گی جو اُس کی صحبت فائدہ دیتی ہے‘ (شفاء العلیل)

جن راستوں سے طالبِ حق، اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے اُن کا تفصیلی ذکر حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ’الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ‘ میں کیا ہے۔ انہیں راستوں میں ایک راستہ تصویرِ شیخ بھی ہے۔ الطریق الثالث کے تحت تصویرِ شیخ کے تعلق سے بڑی معرکہ آراء بحث کی ہے۔ آخر میں نتیجہ کے طور پر لکھا ہے:

’تجھے چاہئے کہ شیخ کی صورت خیالی کو محفوظ رکھ کر قلبِ صنوبری کی طرف متوجہ ہو، یہاں تک کہ اپنے نفس سے غیبت اور فناء ہاتھ آئے‘ (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

جب تک مُرید پر تصویرِ شیخ غالب رہتا ہے وہ تمام گناہوں سے بچا رہتا ہے۔ شیخ کی عظمت کے سبب سے کسی بد خیال کا آنا ہی امرِ محال ہے پھر جب شیخ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ شیخ کی روحانیت کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے لہذا جو انوار و برکات شیخ پر نازل ہوتے ہیں اُن سے مُرید بھی بہ قدرِ حوصلہ فیضیاب ہوتا ہے۔ جب شیخ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور مُرید اس کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو شیخ کی ظاہری و باطنی نعمتوں سے سرفراز کیا جاتا ہے۔ اگر مُرید متوجہ نہ ہو تو جذبہ عشقِ شیخ کا رایگاں جاتا ہے۔ تصویرِ شیخ قائم کرنے سے تمام خیالاتِ نفسانی اور شیطانی سے مُرید محفوظ رہتا ہے۔ بہر کیف تصویرِ شیخ کی تعلیم جملہ سلاسل اولیاء کرام میں پائی جاتی ہے اور جملہ مشائخِ طریقت کا اس پر اتفاق ہے کیونکہ اس کی اساس محبت پر ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہما الرحمۃ والرضوان نے تصویرِ شیخ کو بارگاہِ الہی تک پہنچانے والا قریب ترین راستہ بتایا ہے۔

مظہر امام اعظم اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ اپنے ملفوظات میں فرماتے ہیں: 'یہ خیال رکھے کہ میرا شیخ میرے سامنے ہے اور اپنے قلب کو اس کے قلب کے نیچے تصور کر کے اس طرح سمجھے کہ سرکار رسالت سے فیوض وانوار قلب شیخ پر فائض ہوتے اور اس سے پھلک کر میرے دل میں آرہے ہیں' ان تفصیلات کی روشنی میں بڑے وثوق کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے تصور شیخ بلاشبہ انمول دولت ہے جس کا حقدار وہی شخص ہے جس کا دل و دماغ بغض و حسد، کینہ اور نفسانی توہمات سے پاک و منزہ ہوا اور سینہ بے کینہ الفت خداوندی کا مرکز اور محبت نبوی کا مدینہ ہو۔

صحبت شیخ، رابطہ شیخ، تصور شیخ اور فی فی الشیخ قرب خداوندی حاصل کرنے کے مختلف ذرائع اور راستے ہیں۔ ان کے علاوہ اعمال خیر و خیرات اور جسمانی و مالی عبادات بھی اہم ذرائع ہیں لیکن اکابر علمائے سلف کے بقول تمام راستوں سے زیادہ اقرب ترین راستہ شیخ کی صحبت، شیخ کا تصور اور شیخ کی یاد ہے۔

**عالم نزع میں شیخ کامل کی توجہ:** امام فخر الدین رازی اور ضرورت شیخ

علماء اور اولیاء (مشائخ) دونوں کے تعلق اتنے گہرے ہیں کہ ایک کے بغیر دوسرے کا کام نہیں چلتا۔ ایمان عالم دین سے ملتا ہے، مگر ایمان کی حفاظت اولیاء کرام سے ہوتی ہے۔ اسی لئے اولیاء اللہ علماء کے شاگرد ہوتے ہیں۔ اولیاء (مشائخ) علماء سے علم حاصل کرتے ہیں اور یہ علماء اولیاء سے بیعت ہوتے ہیں (مرید ہو جاتے ہیں)۔ یہ دونوں جماعتیں گویا اعمال و ایمان کے دو بازو ہیں جیسے پرندہ دونوں بازوؤں کے بغیر نہیں اڑ سکتا، ایسے ہی ہمارے اعمال ان دو جماعتوں کی مدد کے بغیر بارگاہ رب العالمین تک نہیں پہنچ سکتے، یہ دونوں جماعتیں زندگی کی گاڑی کے

دوپیسے ہیں۔ علماء اور اولیاء دونوں میں ایسا رابطہ ہو گیا کہ نہ ولی کہہ سکے کہ ہمیں عالم کی ضرورت نہیں، اور نہ ہی عالم کہہ سکے کہ ہمیں ولی کی ضرورت نہیں۔ ☆☆☆

ہم نے تو ایک موقع پر ایک زبردست عالم کا حال دیکھا ہے۔ اپنے وقت کا بہت بڑا امام، بہت بڑا مفکر، بڑا مفسر، اپنے وقت کا بڑا ہی ذی علم جس کو صاحبِ تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے آپ جانتے ہیں۔ ایک ایسا وقت آ گیا تھا کہ انھیں بھی اپنے مُرشد کی ضرورت ہو گئی تھی۔ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ سوچتے رہے کہ ساری چیزوں کا مقصد یہ ہے کہ ایمان کی حالت پر موت آئے اور جب آخری وقت آئے گا تو شیطان مختلف دلائل دے کر ایمان سے ہٹانے کی کوشش کرے گا اُس وقت جواب کیسے دوں گا؟ توحید پر دلائل جمع فرماتے رہے اور سیکڑوں وللیں رکھ لیں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود واحد ہے۔ جب انسان کا نزع کا وقت قریب آتا ہے تو شیطان پوری کوشش کرتا ہے کہ کسی طریقہ سے مرنے والے کا ایمان ضائع کیا جائے کیونکہ اس وقت جو ایمان سے پھر گیا، تو پھر کبھی نہ لوٹے گا، چنانچہ حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کا آخری وقت قریب آیا تو نزع کی حالت میں شیطان اپنے فریبی دلائل کے ساتھ پوری قوت سے آگیا، توحید کے دلائل سمجھنا چاہتا ہے۔ کہنے لگا: اے رازی! تم نے بڑی بڑی، موٹی موٹی کتابیں لکھیں ہیں اور بہت سی فلسفیانہ موہنگا فیوں کا جواب دیا ہے، تم نے عمر بھر مناظرے کیے، بتاؤ خدا کے ایک ہونے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟ کیا تم نے خدا کو پہچانا؟ توحید سے ہٹانے کی کوشش شروع کر دیا۔ آپ نے کہا تو کیا ہٹائے گا میرے پاس دلیلیں ہیں۔ آپ نے فرمایا بے شک خدا ایک ہے۔ اُس نے کہا، اس پر دلیل؟ آپ نے دلیل پیش کی۔ شیطان نے دلیل رد کر دی اور وسوسوں کی یلغار کر دی اور آپ کو سوال کر کے پریشان کرنے لگا۔ وہ دلیل دیتے جا رہے ہیں وہ کاغذ جا رہا ہے۔ آخر میں امام رازی کی جھولی

بھی خالی ہوتی جا رہی ہے۔ حضرت امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ دلیل دیتے چلے جا رہے ہیں حتیٰ کہ آپ نے تین سو ساٹھ دلیلیں پیش کیں، شیطان نے سب ہی رد کر دیں۔ سوالات کے جواب دیئے مگر اس کی تشفی کسی طرح نہ ہو سکی۔ وہ دلیل مانگتا جا رہا ہے اور یہ سخت پریشانی میں مایوس ہوتے جا رہے ہیں کہ اب کیا کیا جائے۔ آخر کار اُس نے ایسی بات کہی جس سے اُن کی ساری دلیلیں تو ختم ہو گئیں۔ اب شیطان امام فخر الدین رازی سے ایمان چھیننے کے درپے تھا وہ ڈر گئے کہ کہیں خاتمہ خراب نہ ہو جائے۔ اُدھر تقریباً (۳۰۰) میل کے فاصلے پر اُن کے پیر حضرت پیر نجم الدین کبرئی رضی اللہ عنہ مسجد میں وضو فرما رہے تھے۔ آپ اپنے کشف سے اس پریشانی کے منظر کو ملاحظہ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے جلال میں آکر اپنا لونا دیوار پر مارا اور وہیں سے اشارہ کیا، رازی کیوں الجھ رہا ہے، کیوں نہیں کہتا کہ میں خدا کو بلا دلیل مانتا ہوں۔ پھر دلیل تو حیدری ﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ﴾ اللہ ایک ہے۔ امام فخر الدین رازی کی زبان سے بھی اس وقت یہی جملہ نکلا! اس طرح خاتمہ ایمان اور تو حید پر ہوا۔ یہ بات امام فخر الدین رازی علیہ الرحمہ تک روحانی طریقے سے فوراً پہنچ گئی۔ اتنا کہہ دیتا تھا کہ شیطان چلا گیا اور یوں اُن کی شیطان سے خلاصی ہوئی، اس لئے کہ کوئی بلا دلیل مانتا ہے تو کیا کوئی جت کرے۔ جب مُریدوں نے حضرت نجم الدین کبرئی رحمۃ اللہ علیہ سے لونا دیوار پر مارنے کا سبب پوچھا تو انھوں نے امام رازی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا، اگر وہ مزید شیطان کے سوالوں کا جواب دے دیتے تو اُن کا ایمان خارج ہو جاتا ..... لہذا میں نے اُن کو یہاں سے ہی متنبہ کر دیا کہ تم خدا کو بے دلیل مان لینے کا اقرار کرو۔ یوں اللہ تعالیٰ نے ایک جید عالم کے ایمان کا تحفظ کر لیا اور ایک کامل مُرشد کا ہی کام ہے کہ وہ باطنی طور پر اپنے مُرید کا تحفظ اور نگرانی کرے۔ آج بھی دلیلیں مانگی جاتی ہیں جو علماء صالحین سے ثابت ہیں

اور اولیاء کالین سے ثابت ہیں اور اہل علم کی کتابوں سے ثابت ہیں۔ ان نظریات کے لئے دلیل مانگی جاتی ہے۔ جب دلیل دی جاتی ہے تو اس میں شک ڈالا جاتا ہے۔ کیا ہی اچھا جواب ہوتا کہ اگر تم بھی دلیل مانگنے والوں سے کہد کہ دلیل تو علماء کا منصب ہے، ہم تو بلا دلیل ہی مانتے ہیں۔

اس لئے کہ حدیث ماراھ المومنون حسنا فهو عند الله حسن جس کو مومنین اچھا کہدے وہ خدا کے نزدیک بھی اچھا ہے۔

دیکھو ! تم بھی کبھی دلیل کے پکڑ میں نہ پھنسا، دلیل دینا کام ہے مفتیوں کا۔ دلیل دینا کام ہے عالموں کا۔ دلیل دینا کام ہے شیخ الحدیث کا۔ جس کو دلیل لینا ہے اُس کو چاہئے کہ مفتی سے جا کر دلیل لے۔ جس کو دلیل لینا ہے وہ عالم سے جا کر دلیل لے۔ جس کو دلیل لینا ہے محدث سے جا کر دلیل لے۔ جس کو دلیل لینا ہے مفسر سے جا کر دلیل لے۔ عوام دلیل دینے کا محل نہیں ہیں۔ دلائل کتابوں سے ملتے ہیں، نظریات موروثی ہوا کرتے ہیں۔ اب کوئی کسی جاہل سے دلیل مانگے تو پتہ چلا کہ خود جاہل ہے۔ اگر وہ پڑھا لکھا ہوتا تو دلیل پڑھے لکھے لوگوں سے مانگتا، علم والوں سے مانگتا۔ ہم اپنے سیدھے سادھے مسلمانوں کو یہ ہی مشورہ دیں گے کہ تم سے جب کوئی پوچھے کہ اس کی کیا دلیل ہے صالحین جو اعمال کرتے چلے آ رہے ہیں اور بزرگان دین کے اعمال جو تمہیں موروثی طور پر ملے ہیں اُن کے تعلق سے اگر کوئی پوچھے تمہارے پاس کیا دلیل ہے تو کہدینا ہم ان کو بلا دلیل صحیح مانتے ہیں اور جب یہ کہو گے تو شیطان بھی بھاگ جائے گا۔ دوسرے کیوں نہ بھاگیں گے۔

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلى علیہ صاحب تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علم و عمل کے جلی عظیم کو بھی حضرت پیر نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت ہے۔ مُرید اپنے شیخ کا مل سے

بے نیاز نہیں ہو سکتا ..... شیخ کامل کی توجہ اور فیض ہی سے وہ روحانی منزلیں طے کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اچھے اچھے لوگوں کو بھی شیطان آخری مرحلہ میں بہکانے کی کوشش کرتا ہے۔ اس لئے کوشش کریں کہ اللہ والوں سے ملے رہیں اور دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان کی حالت پر فرمائے۔ (آمین)

مُرید اپنے شیخ کامل سے بے نیاز نہیں ہو سکتا ..... شیخ کامل کی توجہ اور فیض ہی سے وہ روحانی منزلیں طے کرتا ہے۔

(☆) خواب کی کیفیت کا مشاہدہ :

قلائد الجواہر کے مصنف حضرت علامہ شیخ محمد بن یحییٰ حنبلی کا ارشاد ہے کہ تمام فقہاء اور فقراء کا اجماع ہے کہ بغداد شریف میں چار ایسے اولیاء گزرے ہیں جو اپنی زندگی میں قسم قسم کے محیر العقول تصرفات فرماتے رہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے مردوں کو زندہ فرما دیا کرتے تھے : (۱) شیخ عبدالقادر جیلانی (۲) شیخ احمد رفاعی

(۳) شیخ علی بن ابی نصر بیتی (۴) بقا بن بطو۔ رحمہم اللہ تعالیٰ اجمعین

حضرت شیخ علی بن ابی نصر بیتی رحمۃ اللہ علیہ (خليفة خاص حضور سيدنا غوث اعظم) ایک دن حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے وعظ میں حاضر تھے۔ ناگہاں اُن پر نیند کا غلبہ ہو گیا تو ایک دم حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے منبر سے اتر کر مودبانہ اُن کے پاس کھڑے ہو گئے۔ جب حضرت علی بیتی رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو عرض کیا کہ اے غوث اعظم ! مجھے ابھی ابھی خواب میں حضور اقدس ﷺ کا دیدار حاصل ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ہاں اسی لئے تو میں ادب کے ساتھ منبر سے اتر کر تمہارے پاس کھڑا ہو گیا تھا۔ تمہیں خواب میں دیدار نصیب ہوا اور میں بیداری میں دیدار پُر انوار سے سرفراز ہوا۔ (ہجۃ الاسرار)

(☆) حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کشف المحجوب میں لکھتے ہیں 'یہ بات مشہور ہے کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں مُریدوں نے حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے کہا اے شیخ ! ہمیں کوئی ایسی نصیحت فرمائیے جس سے ہمارے دلوں کو راحت اور سکون نصیب ہو۔ آپ نے اُن کی درخواست قبول نہ فرمائی اور فرمایا کہ جب تک میرے شیخ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں میں کوئی نصیحت نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ آپ ایک رات سو رہے تھے کہ حضور نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے جنید ! لوگوں کو نصیحت کی باتیں کہا کرو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے کام کو ایک عالم کی نجات کا سبب بنا دیا ہے۔ جب آپ بیدار ہوئے تو دل میں خیال پیدا ہوا کہ میرا درجہ شاید میرے شیخ سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کے درجہ سے بڑھ گیا اسی لئے تو حضور ﷺ نے مجھے وعظ کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آدمی بھیجا کہ جب جنید (رحمۃ اللہ علیہ) نماز ادا کر لے تو اُسے کہو کہ مُریدوں کے کہنے سے تم نے انہیں کوئی نصیحت نہ کی اور مشائخ بغداد کی سفارش بھی تو نے رد کر دی اور میں نے پیغام بھیجا تب بھی تم نے وعظ و نصیحت کا سلسلہ جاری نہ کیا۔ اب حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اُن کے حکم کی تعمیل ضرور کرنا چاہئے۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اپنے شیخ کے اس ارشاد کے بعد میرے دل میں جو اپنے درجے کی بلندی کا خیال پیدا ہوا تھا وہ نکل گیا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ میرے تمام احوال ظاہر و باطن سے آگاہ ہیں اور انہی کے صدقے مجھے یہ اعزاز حاصل ہوا ہے اور آپ کا درجہ میرے درجہ سے بہت بلند ہے کیونکہ آپ میرے اسرار پر آگاہ ہیں اور میں آپ کے احوال سے بالکل بے خبر ہوں۔ چنانچہ میں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے خیال سے استغفار کیا اور پھر آپ سے پوچھا کہ

آپ کو کس طرح معلوم ہوا کہ میں نے حضور ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے خواب میں اپنی ملاقات کا شرف بخشا اور مجھے فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ نے جنید کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو نصیحت کریں تاکہ بغداد والوں کی مُراد پوری ہو۔ اس حکایت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مُرشد جس حالت میں بھی ہوا اپنے مُریدوں کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے (کشف المحجوب)

### سلطان الہند اور مُرشد حق کی جستجو :

سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نوار کو کیا علم کی کمی ہے؟ سلطان الہند خواجہ غریب نواز کے آستانے پر کیا ریاضت و مجاہدے کی کچھ کمی ہے؟ مگر وہ خواجہ اجیمیری جو خواجہ خواجگان ہیں وہ خواجہ اجیمیری جس نے اسلام کی بنیادیں ہندوستان کے اندر مضبوط جمادی ہیں، وہ خواجہ اجیمیری، وہ تقویٰ کا جبل عظیم، وہ علم کا ایک بہترین صحراء، عشق کا ایک طویل و عریض ریگستان، وہ بحرِ خار گمراہیے علم و تقویٰ کے سمندر کو بھی حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کی ضرورت ہے۔

﴿☆ ☆﴾ سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ علم دین سے فراغت حاصل کرنے کے بعد رُوحانی علوم کی جستجو میں نکلے جس کے مراکز اس وقت عراق و حجاز میں قائم تھے جہاں صوفیاء صالحین اولیاء اللہ جیسی مقتدر ہستیاں بادۂ وحدت کے متوالوں کو سرشار کر رہی تھیں۔ حضرت غریب نواز پیر کامل کی تلاش میں شرق کا رُخ کیا اور قصبہ ہارون میں وارد ہوئے جہاں ہادی طریق ولایت، واقف رموز ہدایت، منبع احسان حضرت خواجہ عثمان ہارونی علیہ الرحمۃ کے میثاق معرفت میں داخل ہوئے۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے خواجہ غریب نواز کو دیکھا اور غریب نواز نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو دیکھا۔ اس سے پہلے دونوں نے ایک دوسرے کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ فرمایا: بہت دیر کر دی، تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا۔



انتظار ختم ہوا۔ آپ کی نگاہ سے اللہ نے سارے پردے اٹھا دیئے۔ حضرت خواجہ کے قلب پر نگاہ ولایت پڑی، آتے ہی آپ مُرشد کامل کے حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور اُن کے دست اقدس پر بیعت ہوئے۔ حضرت خواجہ غریب نواز بیعت کے واقعہ کو اس طرح بیان فرماتے ہیں: ایسی صحبت میں جہاں بڑے معظم مشائخ حاضر تھے میں بڑے ادب و احترام سے حاضر ہوا۔ اپنے جبین نیاز کو خم کر دیا، حضرت مُرشد کامل نے فرمایا، دو رکعت نفل نماز ادا کرو، میں نے حکم کی تعمیل کی۔ فرمایا قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ جائیں، میں ادب سے قبلہ کی طرف رخ کر کے بیٹھ گیا۔ پھر ارشاد ہوا، سورہ بقرہ پڑھ۔ میں نے خلوص نیت سے پوری سورہ بقرہ پڑھی۔ پھر فرمایا ساٹھ مرتبہ سبحان اللہ کہو۔ میں نے اس کی بھی تعمیل کی۔ ان مدارج کے بعد حضرت مُرشد اعظم خود اٹھ کھڑے ہوئے، میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا، آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا اور فرمایا: میں نے تجھے خدا تک پہنچا دیا۔ ان امور کے بعد حضرت قبلہ نے ایک خاص قسم کی ٹوپی میرے سر پر رکھ دی اور اپنی خاص کبل مجھے اڑھائی اور فرمایا بیٹھ میں فوراً بیٹھ گیا۔ پھر فرمایا ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ۔ میں نے ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھا، تب فرمایا کہ ہمارے مشائخ کے طبقات میں بس یہی ایک شب روز کا مجاہدہ ہے۔ جا اور کامل ایک دن اور ایک رات مجاہدہ کر۔ اُن کے حکم کے مطابق میں نے پورا ایک دن اور رات عبادت الہی نماز و اطاعت میں بسر کی۔ دوسرے دن حاضر ہو کر روئے نیاز زمین پر رکھا تو ارشاد ہوا بیٹھ جا۔ میں ادب سے بیٹھ گیا، پھر ارشاد ہوا اُپر دیکھ۔ میں نے آسمان کی طرف نظر اٹھائی، مُرشد کامل نے دریافت فرمایا کہاں تک دیکھا۔ میں نے عرض کیا، عرش معلیٰ تک، پھر ارشاد ہوا، نیچے دیکھ۔ میں نے آنکھیں زمین کی طرف کی، پھر حضرت نے وہی سوال کیا، کہاں تک دیکھا؟ میں نے عرض کیا حضور تحت الثریٰ تک۔ حکم ہوا پھر ہزار مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ اور پھر جب میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی تو فرمایا معین الدین آسمان کی طرف دیکھ اور بتا کہ کہاں تک دیکھ لیا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور جابا بات عظمت تک۔ اب فرمایا، آنکھیں بند کر، میں نے بند کر لی۔

ارشاد فرمایا: اب کھول دے۔ میں آنکھیں کھول دی۔ حضرت مُرشد کامل نے اپنی دونوں انگلیاں میری نظر کے سامنے کی اور پوچھا کیا دیکھا؟ عرض کیا اٹھارہ ہزار عالم دیکھ رہا ہوں۔ جب حضرت نے میری زبان سے یہ کلمہ سنا تو ارشاد فرمایا۔ بس تیرا کام ہو گیا، پھر ایک اینٹ کی طرف دیکھ کر فرمایا اُسے اٹھا۔ میں نے اٹھایا۔ اس کے نیچے سے کچھ دینار نکلے۔ فرمایا: انھیں لے جا اور درویشوں میں خیرات کر دے۔ (انیس الارواح)

قارئین کرام: اب ان لوگوں کے لئے مقام عبرت ہے جو ادلاء اللہ کی طاقت و قوت اور کشف و کرامت سے انکار کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ غریب نواز از خود لکھتے ہیں مجھے میرے پیر کامل حضرت عثمان بارونی نے اس وقت اجازت فرمائی جب کہ میں تحت الطری سے لیکر عرش معلیٰ تک اور عرش معلیٰ سے لیکر فرش تک دیکھنے لگا۔ اب اس مقام پر آپ غور کریں حضرت خواجہ معین الدین چشتی کوئی نبی نہیں اور نہ ہی صحابی ہیں، بلکہ حضور نبی مکرم ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کے غلام اور حضور ﷺ کے وصال ظاہری کے پانچ سو سال بعد دنیا میں تشریف لائے۔ تو جب حضور ﷺ کے غلاموں کے غلاموں کے غلام کی یہ شان ہے کہ فرش پر رہ کر عرش اعظم کا مشاہدہ کر رہے ہیں تو پھر سرورِ کونین احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی نگاہِ بصارت کا عالم کیا ہوگا؟

شہزادہ حضورِ غوث اعظم مخدوم الملت محمد ث اعظم ہند سید محمد اشرفی دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

غیب کیا چیز ہے! دیکھ آئے ہیں وہ غیب الغیب

یعنی وہ ذات جو مشہور ہے سبحان اللہ

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ارشاد فرماتے ہیں:

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کڑوڑوں درود

## شہنشاہ بغداد سیدنا غوث الثقلین اور ضرورت شیخ

واہ کیا مرتبہ اے غوث ہے بالائے تیرا

اونچے اونچوں کے سروں سے قدم اعلیٰ تیرا

اے غوثِ اعظم آپ کا درجہ کیا خوب بلند ہے بڑے بڑے سروں (مرتبے) والوں سے بھی آپ کا قدم مبارک بہت ہی اونچا ہے آپ کا مرتبہ مبارک تمام اولیاء و اقطاب و ابدال کے مراتب سے بلند و بالا ہے اس لئے کہ جملہ اولیاء کرام آپ کے پاؤں کے نیچے ہیں۔

ایک دن حضور غوثِ اعظم نے اپنے وعظ میں برسرِ منبر یہ فرمایا کہ قَدِّمْنِي هَذِهِ عَلَى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيٍّ اَللّٰهُ یعنی میرا قدم ہر ولی کی گردن پر ہے چنانچہ آپ کی زبان مبارک سے یہ اعلان سُن کر اُس وقت تین سو تیرہ (۳۱۳) صاحبانِ حال اولیاء اللہ جو مجلس وعظ میں حاضر تھے سب نے اپنا پناسر جھکا دیا اور عرض کیا بَلِّ عَلَى الرَّاسِ وَالْعَيْنِ یعنی اے غوثِ اعظم آپ کا قدم ہماری گردنوں ہی پر نہیں بلکہ آپ کا قدم تو ہمارے سروں اور ہماری آنکھوں پر ہے اور اُن بزرگوں نے اپنے کشف سے یہ بھی دیکھا کہ تمام روئے زمین کے اولیاء آپ کے فرمان پر اپنی اپنی گردنیں جھکائے کھڑے ہیں۔ یہ وہ وقت تھا کہ آپ کے قلب مبارک پر تجلیات ربانیہ کا نزول ہو رہا تھا اور بارگاہ رسالت سے عطا کیا ہوا خلعتِ کرامت اولیاء کرام کے اٹھ دھام میں فرشتے آپ کو پہنا رہے تھے۔ شیخ مکارم علیہ الرحمۃ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس وقت اولیاء کرام نے یہ مشاہدہ فرمایا کہ قطیبت کا جھنڈا آپ کے سامنے گاڑا گیا اور غوثیت کا تاج آپ کے سر اقدس پر رکھا گیا جس کو حضور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ نے اس طرح ارشاد فرمایا :

کسانی خلعة بطراز اعزم وتوجنی بتیجان الکمال  
میرے رب نے مجھے اولوالعزمی اور بلند ہمتی کی خلعت پہنائی اور فضل و کمال کا تاج  
میرے سر پر رکھ دیا ہے۔

طُبُّوْلی فی السماء والارض لُقْتُ وشاؤُس السعادة قد بدالی  
زمین و آسمان میں میری شان کے تقارے بجتے ہیں اور نیک نیتی کے نقیب میرے  
روبرو حاضر رہتے ہیں۔

انا الجبلی محی الدین اسمی واعلامی علی راس الجبال  
میں جیلان کا رہنے والا ہوں اور محی الدین میرا نام ہے اور میرے اقبال کے جھنڈے  
پہاڑوں کی چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

فرماتے ہیں وعزتی ربی ان السعداء والاشقیاء يعرضون علیّ وان عینی  
فی اللوح المحفوظ وانا غائض فی بحار علم الله (زبدۃ الاسرار و بیچہ الاسرار)  
مجھے رب العزت کی قسم! بیشک سعدا اور اشقیاء مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری  
آنکھ لوح محفوظ میں دیکھتی ہے۔ میں علم الہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

نیز فرمایا: نظرت الی بلاد الله جمعًا کخر دلّی علی حکم اتصالی  
میں نے اللہ تعالیٰ کے سارے شہروں کو یوں دیکھا ہے جیسے رائی کا ایک دانہ ہو (قصیدہ غمخیز)  
فَلَوْ اَلْقَيْتُ سِرِّي فِي بَحَارٍ لَصَارَ الْكُلُّ غَوْرًا فِي الرَّوَالِ  
اگر میں اپنا راز دریا پر ڈال دوں تو اس کا پانی زمین میں جذب ہو کر خشک ہو جائے۔

منع فیض بھی ہے مجمع افضال بھی ہے مہر عرفان کا منور بھی ہے عبد القادر  
سیدنا حضور غوث اعظم تمام فیوض الہیہ کے منبع ہیں اور خاندانی نسبت و شرافت  
سے بزرگیوں اور بڑائیوں کا مجموعہ بھی ہیں اور علوم الہی کے آفتاب میں آپ ہی  
کے نور کی روشنیاں چمکتی ہیں۔

حضورِ غوثِ اعظم خود ہی اپنے خدا واد اختیارات و تصرفات کا بیان اپنی زبان سے فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ :

بِلَاذِ اللَّهِ مُلْكِي تَحْتَ حُكْمِي وَوَقْتِي قَبْلَ قَلْبِي قَدْ صَفَّالِي

اللہ کے تمام بلاد و امصار میرے زیرِ اقتدار اور فرماں بردار ہیں اور میری یہ حکومت میرے تصفیہ قلب کے پہلے ہی سے ہے یعنی میں پیدا ہونے والی اور صاحبِ تصرف ہوں۔

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ أَوْ ذُهُورٌ تَمُرُّوْا تَنْقَضِيْ اِلَّا اَتَى لِيْ

وَتُخْبِرُنِيْ بِمَا يَأْتِي وَيَجْرِي وَتُغْلِمُنِيْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِيْ

جو مہینہ اور سال گزرتا ہے وہ میرے پاس حاضر ہوتا ہے اور مجھے ان تمام باتوں کی خبریں دیتا ہے جو اس مہینے اور سال میں ہونے والی ہوتی ہیں تو تم میرے اس بیان

میں شک کر کے جھگڑا نہ کرو۔ ☆☆☆

ہناؤ ہم لوگ کہتے ہو کہ نہیں کہتے ہو :

غوثِ اعظم بہ من بے سرو ساماں مددے قبلہ دیں مددے کعبہ ایماں مددے

ماگدا نیم تو سلطان دو عالم ہستی شاہ شاہاں مددے شاہ گدایاں مددے

وہ غوث جس نے ایک عالم کیف کے اندر کیا کیا باتیں ارشاد فرمائیں :

ولو القیت سرّی فی جبال لِّلکَنتِ واختفت بین الرمال

ولو القیت سرّی فوق میت لِقَامِ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

اگر میں اپنی توجہ کو پہاڑ پر ڈال دوں پہاڑ ریگستان کی صورت میں تبدیل ہو جائیں

اگر میں اپنی توجہ مُردے پر ڈال دوں تو مُردہ زندہ ہو کر کھڑا ہو جائے۔ اگر میں

اپنی توجہ کو کائنات پر ڈال دوں تو کائنات ریزہ ریزہ ہو۔

ذرا سادہ دیکھو وہ غوث ہی نہیں بلکہ غوث اعظم ہیں، صرف عراق کے امام نہیں نہ صرف عجم کے امام بلکہ اس وقت وہ امام زمانہ ہیں۔ حضرت امام عسکری کے عہد سے امام مہدی کے عہد تک سارا زمانہ میرے غوث کا زمانہ ہے۔ وہ غوث جس کا قدم مبارک اولیاء کرام کی گردنوں پر نظر آ رہا ہے۔

بتاؤ سیدنا غوث اعظم کے پاس کس چیز کی کمی ہے؟ کیا رُوحانیت کی کمی ہے؟ کیا تقویٰ کی کمی ہے؟ کیا ریاضت کی کمی ہے؟ کیا مجاہدے کی کمی ہے؟ ایسے غوث کو بھی حضرت شیخ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی ضرورت ہے۔

اللہم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضیٰ بان تصلیٰ علیہ

اولیائے کاملین اور مُرشدین حق کی جستجو :

ذرا دیکھو ! غوث بھی پیر بنا رہے ہیں۔ خواجہ بھی پیر بنا رہے ہیں۔ آقائے نقشبند بھی پیر بنا رہے ہیں۔ مولائے سہرورد بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت قطب الدین بختیار کاکی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت بابا فرید گنج شکر بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت نظام الدین محبوب الہی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی بھی پیر بنا رہے ہیں۔ حضرت بندہ نواز گیسو دراز بھی پیر بنا رہے ہیں۔

یہ علم و عمل کے بحر پیکراں بھی کسی کے محتاج نظر آ رہے ہیں۔ کسی کے دامن سے وابستہ و کھائی پڑ رہے ہیں۔ آج لوگ پوچھتے ہیں کہ بیری مریدی کہاں جائز ہے؟ ذرا سوچیں کہ جب اُن اولیائے کاملین کو ضرورت ہے تو ہم جیسے کم علم، بے عمل اور ناقص افراد کو ضرورت نہیں ! اصل میں بات دوسری ہے۔ بیری مریدی کے سلسلہ میں انہیں یہ خیال پیدا کیوں ہوا؟ بات دراصل یہ ہے کہ بزرگان دین کے دامن سے وابستگی نے بارگاہ رسالت سے مضبوط رشتہ ملا دیا ہے تو شیطان کو فکر لگی ہوئی ہے

اس کڑی کو کیسے کاٹا جائے۔ شیطان نے اس وابستگی کے مضبوط رشتہ کو کاٹنے کا طریقہ یہ نکالا کہ پیری مریدی کی مخالفت اُن کے ذہنوں میں ڈال دے تاکہ یہ کسی دربار میں نظر ہی نہ آئیں۔

اللہم صل علی سیدنا محمد وعلی آل سیدنا محمد کما تحب وترضی بان تصلی علیہ

**سچوں کا حال :** یہ بچوں کا بھی عجیب حال ہے۔ بعض لوگ بات

سچی کہتے ہیں مگر خود جھوٹے ہوتے ہیں۔ اب عہد رسالت میں پہنچے، رسول کی بارگاہ میں منافقین آئے تھے اور آکر کتنی سچی بات کہی تھی کہ اے اللہ کے رسول ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ سچی بات ہے کہ نہیں؟ کتنی سچی بات! اللہ بھی جانتا ہے مگر یہ جھوٹے ہیں۔ خیانت، جھوٹ، عہد شکنی، بدزبانی یہ منافقین کی خصلتیں ہیں۔

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ لَكَاذِبُونَ﴾ (المُنَافِقُونَ / ۱) بے شک منافق قطعاً جھوٹے ہیں۔

معلوم ہوا کہ کلمہ سچا ہے، بعض کلمہ پڑھنے والے جھوٹے ہیں۔ روزہ سچا ہے مگر بعض روزہ رکھنے والے جھوٹے ہیں۔ حج سچا ہے مگر کتنے حاجی جھوٹے ہیں۔ معلوم ہوا سچے عمل کے اندر بھی کچھ جھوٹ ہے۔ سچے عمل کا رُوپ لے کر بھی کچھ لوگ جھوٹے ہیں۔ اُن جھوٹوں سے تو ضرور بچنا چاہئے۔

حجر اُسود کی گواہی : ایک حدیث نظر کے سامنے سے گزری تو میں حیرانی میں پڑھ گیا کہ حجر اُسود ایمان والوں کے ایمان کی گواہی دے گا، منافقین کے نفاق کی گواہی دے گا، کافروں کے کفر کی گواہی دے گا۔ یہ حجر اُسود پتھر ہے، ذرا سنبھل کے جانا۔ جو چھپاؤ گے وہ اُسے پھپھادے گا۔ میں یہ سوچنے لگا کہ حج کرنے جاتا کون ہے؟ کیا یہودی جاتا ہے؟ کیا عیسائی جاتا ہے؟ کیا مجوسی جاتا ہے؟ کیا مشرکین عجم جاتے ہیں؟ اے حجر اُسود! تو کس کے کفر کی گواہی دے گا؟ جواب ملے گا کہ

کچھ لوگ ایمان و اسلام کے پردہ میں کفر چھپا کے آتے ہیں، یہ اُن ہی کے کفر کی گواہی دے گا۔ اس لئے کہا گیا: ﴿وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾ سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔  
عہد رسالت سے لے کر آج تک افساد کو اصلاح کا نام دینے کا تسلسل :

﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ لَا تُفْسِدُوا فِی الْاَرْضِ قَالُوا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُونَ وَلٰكِنْ لَا یَشْعُرُونَ﴾ (البقرہ/۱۲)

اور جب کہا جائے اُنھیں کہ مت فساد پھیلاؤ زمین میں تو کہتے ہیں ہم ہی تو سنوارنے والے ہیں۔ ہوشیار! وہی فساد ہی لیکن سمجھتے نہیں۔ (نبیاء القرآن)

نام نہاد اصلاح کے پردے میں فساد انگیزی : ہر زمانہ میں مفسدین کا یہی حال رہا ہے جو لوگ دین میں نئی بدعات پیدا کرتے ہیں اور نئے نئے مذاہب ایجاد کرتے ہیں اور الحاد اور بے دینی کی تحریکات چلاتے ہیں وہ اپنی مختصر بدعات، مذاہب اور تحریکات کو نہایت خوش نما اور خوبصورت نام دے دیتے ہیں، جیسے محبت اہلبیت کے نام پر تعزیر داری، ماتم اور سب صحابہ (صحابہ کرام کو گالیاں کہنے) کی بدعات نکل آئیں ہیں اور توحید کے نام پر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی شان اور عظمت کو کم کیا جاتا ہے اور جب ان لوگوں کا محاسبہ کیا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم تو اصلاح کر رہے ہیں، اہل بیت کی عظمت اجاگر کر رہے ہیں اور شرک کو مٹا رہے ہیں۔

مسلمانوں میں جس قدر باطل فرقتے، الحادی تحریکیں، فتنہ دوسازی جماعتیں اور متکبر قیادتمیں معرض وجود میں آئی ہیں اُن کا ہمیشہ یہی دعویٰ اور نعرہ رہا ہے کہ ہم مسلمانوں کی اصلاح چاہتے ہیں۔ مسلمان اپنے عقائد و اعمال کے لحاظ سے تباہ ہو چکے ہیں اس لئے ہماری کاوش انہیں اعتقادی اور عملی گمراہیوں سے نجات دلا کر صحیح اسلامی راہ پر گامزن کرنا ہے۔ کسی نے بھی خود سے بڑھ کر کسی اور کو مصلح (Reformer)



تصور نہیں کیا۔ نتیجہ ایسی تحریکیں مکی مسلمانوں کو اصلاح احوال کے دلکش اور دلغریب نعروں کی جاذبیت کے باعث اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں اور دین حق کی صحیح راہ سے ہٹنے میں کامیاب ہو جاتی ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ہر کوئی ظاہراً دعوت اصلاح دے رہا ہو تو حق و باطل میں امتیاز کا معیار کیا ہوگا؟ قرآن کریم نے صحیح ایمان کا ایک معیار رکھا ہے ﴿الْمُنُوكَمَالِ الْفَسَادِ الْبَاسِ﴾ اے لوگو! ایمان لاؤ جیسا لوگ ایمان لائے۔ لوگوں سے مراد صحابہ کرام ہیں۔ صحابہ کرام کا ایمان ایک معیار بن چکا ہے جس کا ایمان اُن حضرات کی طرح ہو تو وہ مومن ہے ورنہ نہیں۔

کیا یہ حقیقت نہیں؟ اللہ کے دین کی دعوت اور تبلیغ کے بہانے امت مسلمہ کو اپنے ایک مرکز سے جدا کرنے کی سعی ناپاک کی جا رہی ہے۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ احوال امت کی اصلاح کے بہانے امت میں فساد کا بیج بویا جا رہا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ غلامی مصطفیٰ ﷺ کے جذبات کو معاذ اللہ شخصیت پرستی کا نام دیا جا رہا ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ فروغ دین کے حوالے سے محبت رسول سے خالی لڑ پھر کی ترویج و اشاعت کو خدمت دین کا نام دیا جا رہا ہے؟

کیا یہ حقیقت نہیں کہ آج بزرگان دین سے نفرت رکھنے کی تلقین کی جا رہی ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں کہ ان تمام ناپاک عزائم کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے امت مسلمہ پر شرک اور بدعت کے فتوے لگائے جا رہے ہیں؟

یہ کون لوگ ہیں؟ یہ وہ لوگ ہیں جو عبداللہ بن ابی (منافق)، عبداللہ ابن سبا (یہودی) اور ذوالحویصرہ تمیمی (خارجی) کی معنوی اولاد ہیں جنہیں چاروں طرف شرک ہی شرک نظر آتا ہے۔ یہ وہ ظالم ہیں جن کے دلوں میں نبی کریم ﷺ کی محبت کا نام و نشان تک نہیں اور نہ حضور ﷺ کی امت کا ذرہ ہے۔

**سچوں کی پہچان :** یہ سمجھنا بڑا مشکل ہوتا ہے کہ سچا کون؟

جھوٹا کون؟ فساد کی کون ہے؟ اصلاحی کون ہے؟ اس نقطہ کو غور کرو تو بات سمجھ میں آئے گی۔ فساد کرنے والے اور اصلاح کرنے والے آلات ایک جیسے ہوتے ہیں۔

جس چیز سے فساد کیا جاتا ہے اُسی چیز سے اصلاح بھی کی جاتی ہے۔ اسی لئے پتہ نہیں چلتا کہ فساد کی کون ہے اور اصلاحی کون ہے؟ اگر ہم اپنا گھر بنانا چاہتے ہیں تو پھاوڑا چلاتے ہیں۔ کوئی ہمارا گھر اُجاڑنے کے لئے آئے تب بھی پھاوڑا چلاتے ہیں۔

تو پتہ نہیں چلتا کہ یہ پھاوڑا آیا کس لئے ہے؟ اس لئے پھاوڑے کو بُرا نہ کہنا۔ یہ دیکھنا کہ پھاوڑا چلانے والا کون ہے۔ پہلے ہاتھ کا پچھانا ضروری ہے۔ مثال کے طور پر تلوار کو اچھا کہیں کہ بُرا کہیں؟ تلوار کو کچھ نہ کہو۔ تلوار کہیں آفت ہے، کہیں رحمت ہے، تلوار کہیں عذاب ہے تو کہیں نعمت ہے۔ یہ تلوار اگر چنگیز کے ہاتھ میں ہو تو عذاب الہی ہے، ہلاکو کے ہاتھ میں ہو تو فتنہ ہے، یہ تلوار بھنگلے کے ہاتھ میں ہو یا حجاج ابن یوسف کے ہاتھ میں ہو یا کسی جابر و ظالم کے ہاتھ میں ہو تو تلوار سے زیادہ بُری چیز کوئی نہیں۔ مگر یہی تلوار حیدر کرار کے ہاتھ میں ہو، یہی تلوار خالد سیف اللہ کے ہاتھ میں ہو، یہی تلوار فاروق اعظم کے ہاتھ میں ہو، یہی تلوار صدیق اکبر کے ہاتھ میں ہو تو یہ اسن قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ تلوار کو بُرا نہ کہنا، دیکھنا کہ چلانے والا کون ہے۔

قلم اگر کسی کافر کے ہاتھ میں ہو تو کفر اُگلتا ہے۔ مشرک کے ہاتھ میں ہو تو شرک بولتا ہے۔ منافق کے ہاتھ میں ہو تو نفاق پھیلتا ہے۔ کسی بد تہذیب اور تخریب کار کے ہاتھ میں ہو تو خرب اخلاق کلمات نکالتا ہے۔ کتنا بُرا یہ قلم ہے، کس قدر قابلِ عتاب یہ قلم ہے..... مگر یہی قلم اگر سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہو، یہی قلم اگر حضرت عبدالرحمن جامی کے ہاتھ میں ہو، اگر یہی قلم شیخ سعدی کے ہاتھ میں ہو، یہی قلم حافظ شیرازی کے ہاتھ میں ہو، یہی قلم امام احمد رضا کے ہاتھ

میں ہو تو عشق کے دریا بہاتا ہے، علم و عرفان کے موتی لٹاتا ہے۔ قلم کو بُرا نہ کہنا۔  
دیکھنا ! یہ قلم ہے کس کے ہاتھ میں ہے۔ بگاڑنے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے  
بنانے کے لئے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

ایک قرآن کے ماننے والے (73) کیسے ہو گئے ؟

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام اور مقدس کتاب ہے۔ ﴿هُدًى لِّلنَّاسِ﴾ سارے  
انسانوں کے لئے رُشد و ہدایت کا منبع ہے۔ قرآن دین اسلام کا سرچشمہ، دعوت  
و ارشاد کا مصدر، علم و عرفان کا خزانہ اور اپنے بے شمار کمالات و محاسن کے ساتھ پوری  
دنیا کے باطل کے لئے چیلنج ہے۔ قرآن مجید اکمل و واضح ضابطہ حیات ہے جو زندگی  
کے ہر شعبہ میں انسان کی پوری رہنمائی انجام دیتا ہے اور زندگی کے تمام مسائل کا حل  
پیش کرتا ہے۔ ﴿وَنَزَّلْنَا عَلَيْكُمُ الْكُتُبَ تَبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ﴾ ہم نے تم پر کتاب  
ہر چیز کا روشن بیان بنا کر اتاری، یعنی قرآن میں ہر چیز کا واضح بیان موجود ہے۔  
قرآن مجید میں اولین و آخرین کا علم ہے، قرآن مجید اولین و آخرین کا رہنما اور رہبر ہے۔  
قرآن مجید میں ماضی کی خبریں، مستقبل کی پیشگوئیاں اور حال کے لئے مکمل رہنمائی ہے  
یہ ایک فیصلہ کن اور باوقار کتاب ہے۔ قرآن مجید روشنی ہے نور ہے، سامان نجات ہے۔  
دلوں کے زنگ کا علاج ہے۔ وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے، نورِ مبین ہے، ذکرِ حکیم اور  
صراطِ مستقیم ہے۔ قرآن مجید میں کمی و زیادتی محال و ناممکن ہے۔ ☆☆☆

ایک بات یہ بتاؤ کہ قرآن تو ہدایت ہی کے لئے آیا ہے..... مگر..... کتاب ایک  
قبلہ ایک، رسول ایک، دین ایک۔ ماننے والے (73) کیسے ہو گئے؟ تو آپ یہ  
کہیں گے کہ کتاب بھی ایک ہے، خدا بھی ایک، رسول بھی ایک، قبلہ بھی ایک، دین بھی ایک  
..... مگر پڑھانے والے (73) ہونے کے سبب ماننے والے بھی (73) ہو گئے۔  
تو معلوم ہوا کہ اگر پڑھانے والا غلط ہے تو تم قرآن بھی پڑھ کر گمراہ ہو جاؤ گے۔

﴿يُضِلُّ بِهِ كَثِيرًا وَيَهْدِي بِهِ كَثِيرًا﴾ اس سے بہت سے لوگ گمراہ بھی ہوتے ہیں اور بہت سے لوگ ہدایت بھی پاتے ہیں۔

قرآن سے گمراہی کیسے؟ آپ خیال کرو کہ قرآن سے لوگ گمراہ ہوتے ہیں اور قرآن ہی سے لوگ ہدایت حاصل کرتے ہیں۔ یہی قرآن تم لمحہ و دہریے سے پڑھو تو دہریے ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی قادیانی سے پڑھو گے تو قادیانی ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی رافضی سے پڑھو تو رافضی ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی خارجی سے پڑھو تو خارجی ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی معتزلی سے پڑھو تو معتزلی ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی قدریہ سے پڑھو تو قدریہ ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی جبریہ سے پڑھو تو جبری ہو جاؤ گے۔ یہی قرآن کسی باطنیہ سے پڑھو تو باطنی ہو جاؤ گے اور یہی قرآن کسی عاشق رسول سے پڑھو گے تو عاشق ہو جاؤ گے۔

دین کہاں ملے گا؟ قرآن پڑھنے سے پہلے دیکھنا یہ ہے کہ پڑھانے والا کون ہے؟ یہی تو لوگ نادانی کر رہے ہیں کہ بے دینوں سے دین حاصل کرنے جارہے ہیں۔ بتاؤ کہ اگر تمہارے پاس دولت نہیں ہے تو کیا میں تم سے دولت لے سکتا ہوں؟ اگر تمہارے پاس علم نہیں ہے تو کیا میں تم سے علم لے سکتا ہوں؟ اگر تمہارے پاس ہنر نہیں ہے تو کیا میں ہنر لے سکتا ہوں؟ اگر تمہارے پاس فن نہیں ہے تو کیا میں تم سے فن لے سکتا ہوں؟ تو لیتے وقت دیکھو کہ جو لینا ہے وہ اُس کے پاس ہے کہ نہیں۔ جب یہ بات واضح ہو چکی کہ جس کے پاس دولت نہیں، اُس سے دولت نہیں مل سکتی۔ جس کے پاس علم نہیں، اُس سے علم نہیں مل سکتا۔ جس کے پاس فن نہیں، اُس سے فن نہیں مل سکتا۔ جس کے پاس ہنر نہیں، اُس سے ہنر نہیں مل سکتا۔ اب یقین کر لو کہ جس کے پاس دین نہیں، اُس سے دین ہرگز نہیں مل سکتا۔ یہ کیا بات ہے علم لینے کے لئے علم والے کو تلاش کرو، فن لینے کے لئے فن

والے کو تلاش کرو؛ دولت لینے کے لئے دولت والے کو تلاش کرو۔ اور دین لینے کے لئے بے دین کے پیچھے چلو! یہ کہاں کا انصاف ہے؟ تمہیں دین ملے گا تو وہیں ملے گا جہاں دین ہو۔ قرآن جیسی بہترین کتاب اگر تم غلط لوگوں سے پڑھو گے تو بے دین ہو جاؤ گے۔

فلسفہ کی تعلیم : میں نے میرے جدِ کریم، شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت امام العارفین شبیہ غوث الثقلین محبوب ربانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی قدس سرہ کے قائم کردہ جامعہ اشرفیہ مبارکپور میں تعلیم حاصل کی ہے۔ دس سال تک فلسفہ اور منطق کی کتاب پڑھی، جب کہ میرا شعور بھی بیدار نہیں ہوا تھا، بالکل میری تھقی سادہ اور میں نے اپنے اُستاد سے فلسفہ کا کورس پورا کیا۔ ذرا سا آپ خیال کریں فلسفہ میں کیا ہے؟ افلاطون کے خرافات، سقراط کے نظریات، بوعلی سینا کی وابیات باتیں۔ فلسفہ میں کفر ہے، کفر الحاد ہے، زندگی ہے اور کیا ہے؟ الہیات کا باب اُٹھا کر دیکھو ارتداد کے سوا فلسفہ کے اندر کچھ نہیں۔ مگر بتاؤ اتنی خراب کتاب! جس میں ارتداد ہی ارتداد ہو ہم نے جب اپنے عالم سے پڑھا ہم مرتد نہ ہو سکے، ہم طرد ہو ہی نہ سکے، ہم زندیق ہو ہی نہ سکے۔ معلوم ہوا بُری کتاب اپنوں سے پڑھو تو نہیں بھٹکو گے اور قرآن جیسی کتاب غیروں سے پڑھو گے تو بھٹک جاؤ گے۔ بات یہ ہے کہ ہمارا عالم جب فلسفہ کی کتاب ہمیں پڑھاتا تھا تو پہلے فلسفہ کو مسلمان بناتا تھا پھر پڑھاتا تھا اور دشمن رسول قرآن پڑھاتا ہے تو پہلے قرآن کو دشمن رسول بناتا ہے پھر پڑھاتا ہے۔

اللہم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد کما تحب وترضیٰ جان تصلیٰ علیہ

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں

یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

اے ایمان والو ! ایمان کا تقاضا یہی ہے دین و دنیا کی بھلائی اسی میں ہے کہ تم ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، تقویٰ اختیار کرو یہ تقویٰ تمہاری زندگی کو بھل و آسان بنا دے گا، تمہارے ظاہر و باطن کو حسین و جمیل کر دے گا کہ مومن کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسرا زیور نہیں ہو سکتا، نیز اپنے تقویٰ کی بقاء کے لئے، اُس کے تحفظ کے لئے، اُس کی نشو و نما کے لئے، اُس میں اضافہ کے لئے صادقین کا ہاتھ پکڑ لو، اُن کے مُرید بن جاؤ کہ یہ لوگ اللہ کے محبوب بن چکے ہیں۔ اللہ اُن کے تقویٰ کا محافظ ہو گیا ہے، اللہ ہی کے فضل و کرم اُن کے مراتب دن بدن بلند ہو رہے ہیں۔ اُن کے دامن سے وابستگی، اُن کی ارادت اور اُن سے عقیدت تمہاری دنیا و آخرت میں ترقی، عزت و عظمت کی ضمانت بنے گی، اُن کے غلام بن کر تم آقا بن جاؤ گے۔ اگر تم انہیں قائد مان لو گے تو دنیا والوں کے قائد بن جاؤ گے۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اُس کے زور بازو کا نگاہ مردِ مومن سے بدل جاتیں ہیں تقدیریں یہ پیام دے گئی ہے مجھے با صبح گاہی کہ عارفوں کا مقام ہے بادشاہی نہ پوچھو ان خرقہ پوشوں سے بصیرت ہو تو دیکھو اُن کو یہ  
 پد بیضا لئے بیٹھے ہیں اپنے آستینوں میں  
 اگر خاموش رہوں تو تو ہی سب کچھ ہے جو کچھ کہا تو تیرا حُسن ہو گیا محدود

وَاِجْزُواْ نَا اَنْ الْخُمْ لِّلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ  
 وَضَلَّ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُّحْتَدٍ وَّ اَلٰہِ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

## دیکھتے ہی خدا یاد آ گیا

الحمد لله الذى جعل الافلاك والارضين والصلوة والسلام على من كان نبياً وأدم بين الماء والطين وعلى آله واصحابه اجمعين . أما بعد فقد قال الله تعالى ﴿الَاِىُّ اُولِيَاءِ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ﴾ الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ' اَلَهُمَّ الْبَشَرِىْ فِى الْخَلْقِ الدُّنْيَا وَفِى الْاٰخِرَةِ ﴿ (يونس/ ۶۳) خبردار ہو جاؤ ! یقیناً اولیاء اللہ (اللہ کے دوستوں) کو نہ کوئی خوف ہے نہ رنج و غم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور (عمر بھر) پرہیزگاری کرتے رہے۔ انہیں کے لئے بشارت ہے دنیوی زندگی میں اور آخرت میں۔

مجدد دوراں حضور شیخ الاسلام والمسلمین سیدی و مُرشدی علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی 1974ء میں پہلی مرتبہ اپنے تبلیغی و روحانی دورے پر حیدرآباد دکن تشریف لائے تھے۔ اُس وقت کے حالات یہ تھے کہ شہر حیدرآباد میں وہابیت پوری شدت سے اپنی بدعتیگی کو پھیلانے کی مذموم کوششوں میں مصروف تھی بلکہ وہ شہر کے ماحول کو مکمل طور پر متاثر بھی کر چکی تھی، عوام وہابیت کی زدِ دلپیٹ میں آ چکی تھی۔ طوفان کے بعد کی خاموشی کی طرح خانقاہیں سُنان ہو چکیں تھیں۔ علماء و مشائخ دکن مایوسی اور ستم ظریفی کے مظاہرے کر رہے تھے وہ ہدفِ تنقید بن چکے تھے۔ اہلسنت و جماعت کے دینی مدارس، مساجد اور خانقاہوں کی بقاء و شواہد نظر آرہی تھی۔ وہابیت کے شکنجے اور چنگل سے نکلنے کی بظاہر کوئی صورت نظر نہیں آرہی تھی۔ اُن مایوس کن حالات میں محی الدین (سیدنا غوث اعظم عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ) کی آل نے حیدرآباد کے لاکھوں مسلمانوں کو اپنے عالمانہ و عارفانہ خطبات اور روحانی فیضان سے وہابیت کی بدعتیگی سے بچالیا۔ حضور شیخ الاسلام کے خطبات کی تاثیر کا یہ عالم ہو گیا کہ لاکھوں سامعین دُور دُور سے آپ کے خطبات سننے کے لئے آئے گئے اور بدعتیگی سے توبہ کرنے لگے۔ حضور شیخ الاسلام کے تبلیغی و روحانی دورے مسلسل ہوتے رہے جس سے خوش عقیدگی کی فضاء بحال ہو گئی اور شہر حیدرآباد عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کا شہر بن گیا۔

1976ء میں جب حضور شیخ الاسلام حیدرآباد کے دورے پر تھے اُس وقت طریقت منزل

جہاں حضور شیخ الاسلام کا قیام تھا احقر (محمد یحییٰ انصاری اشرفی) بغرض ملاقات پہنچ گیا اور شرف بیعت کی خواہش ظاہر کیا۔ حضور شیخ الاسلام بیعت کے لئے اپنا زوال (حبس اللہ) آگے بڑھا دیئے، احقر نے عرض کیا کہ حضور والا میری خواہش ہے کہ آپ کے دست مبارک میں اپنا ہاتھ دے کر شرف بیعت حاصل کروں اور حلقہ ارادت میں داخل ہوں۔ میری خواہش کے مطابق حضور شیخ الاسلام نے احقر کو یہ شرف بھی عطا فرمایا، اور حضور مخدوم المشائخ قدوة السالکین عارف باللہ سیدنا سید مختار اشرف اشرفی جیلانی سرکار کلاں علیہ الرحمۃ والرضوان سے شرف بیعت کے اپنے واقعہ کو بھی بیان فرمایا۔

حضور مخدوم المشائخ سے شیخ الاسلام کی بیعت : حضور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ ۲۶/ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ کو ایک روحانی محفل میں میرے حقیقی ماموں حضور مخدوم المشائخ سے سب لوگ آپ کے زوال کو تھام کر بیعت و ارادت کا شرف حاصل کر رہے تھے اُس وقت میرے دل میں یہ خواہش ہوئی کہ حضور مخدوم المشائخ کے مبارک ہاتھوں میں اپنا ہاتھ دے کر شرف بیعت حاصل کروں۔ ابھی دل ہی دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ حضور سیدی مخدوم المشائخ نے مجھے اپنے قریب بلا کر بیٹھا لیا اور اپنے مبارک ہاتھوں میں میرا ہاتھ لے کر مسکراتے ہوئے فرمایا کہ اب اپنی خواہش کے مطابق بیعت کریں۔ یہ ہے سیدنا و مُرشدنا حضور مخدوم المشائخ کی روشن ضمیری اور کرامت۔ حضور شیخ الاسلام کی خوش بختی کہ مُرشد بھی ملا تو عارف باللہ وقت کا روحانی تاجور، مصدر فیض و کرامت اور مرجع خلافت ہے۔

ایک زمانہ صحبت با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

حضور سیدی مخدوم المشائخ کا روحانی دورہ حیدر آباد : 1982ء احقر کی زندگی کا وہ اہم ترین اور ناقابل فراموش سال ہے جس میں بقیۃ السلف قدوة السالکین ولی باصفا سید العارفین جانشین شہید غوث الثقلین، امام الانقیاء مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی زیب سجادہ آستانہ اشرفیہ سرکار کلاں قدس سرہ سے شرف نیاز حاصل ہوا۔ جامعہ نظامیہ حیدر آباد کے سالانہ جلسہ عطاء خلعت فضیلت و تقسیم اسناد کے موقع پر جلالتہ العلم



علامہ سید شاہ حبیب اللہ قادری المعروف رشید پاشا علیہ الرحمہ (شیخ الجامعہ - جامعہ نظامیہ) کی خصوصی دعوت پر حضور مخدوم المشائخ حیدر آباد تشریف لائے اور اپنے دست مبارک سے اُس سال کے فارغ علمائے کرام کو اسناد عطا فرمائی۔

حضور مخدوم المشائخ کی تشریف آوری کے موقع پر سکندر آباد ریلوے اسٹیشن پر علمائے کرام، مشائخ عظام، دینی تنظیموں اور اداروں کے عہدے داروں اور ہزاروں عقیدت مندوں نے فلک گونج نعروں میں استقبال کا شرف حاصل کیا۔ جس وقت ٹرین سکندر آباد ریلوے اسٹیشن پر ٹھہری اُس وقت حضور مخدوم المشائخ خانوادے اشرفیہ کے روحانی تاج اور اپنے خصوصی خرقہ مبارک کو زیب تن کئے ہوئے تھے اور ہاتھ میں اپنے بابرکت رُومال کو لہرا رہے تھے تاکہ باسانی سب پہچان لیں۔ حضور مخدوم المشائخ کے روشن و نورانی چہرے کو دیکھتے ہی سینکڑوں علمائے کرام، عقیدت مندوں اور ریلوے اسٹیشن پر موجود ہزاروں عوام نے نہ صرف آپ کو پہچان لیا بلکہ مان لیا۔ حضور مخدوم المشائخ کے چہرہ بشری پر نگاہ اؤ لین پڑتے ہی سب کو خدا یا آگیا اور سب نے زبان حال و قال سے کہا کہ بخدا یہ چہرہ ایک ولی کامل کا ہی چہرہ ہو سکتا ہے، اہل حق کے چہرے ایسے ہی روشن ہوتے ہیں۔ ایسا نورانی چہرہ کہ دیکھنے والے اپنے وجود کو بھول کر اُن نورانی شعاعوں میں کھو گئے۔ حدیث کی روشنی میں ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ ولی وہ ہے جس کا ظاہر شریعت سے آراستہ ہو اور باطن طریقت سے مزین ہو۔ جس جماعت میں ایسی شخصیتیں موجود ہوں یقیناً وہی جماعت حق ہے..... حق ہے..... حق ہے۔

حضور مخدوم المشائخ کا جامعہ نظامیہ میں قیام: حضور مخدوم المشائخ سکندر آباد ریلوے اسٹیشن سے جامعہ نظامیہ تشریف لائے۔ لائبریری ہال میں تمام علمائے کرام، مشائخ عظام، طلبائے جامعہ نظامیہ اور عقیدت مند جمع ہو گئے، وہاں سب کا مختصر تعارف ہوا۔ مولانا سیف خالد اشرفی نے احقر کا تعارف کر دیا کہ یہ محمد یحییٰ انصاری اشرفی ہیں۔ جلالت العظم علامہ سید حبیب اللہ قادری رشید پاشا نے جامعہ نظامیہ میں حضور مخدوم المشائخ کے

قیام کا خصوصی بندوبست فرمایا تھا اسی لئے آپ نے اس بات کا ذکر بھی اس محفل میں کر دیا۔ اُس وقت حضور مخدوم المشائخؒ نے برملا تمام حاضرین کی موجودگی میں میری دلی خواہش کو جو صرف میرے دل ہی دل میں تھی، جس کا ذکر میں نے کسی سے بھی نہ کیا تھا آپ نے اپنی باطنی روحانی کیفیت سے جان کر فرمادیا کہ ان (محمد یحییٰ انصاری اشرفی) کی خواہش ہے کہ میرا قیام اُن کے ہاں (مکتبہ انوار المصطفیٰ میں) ہو۔ جامعہ نظامیہ کی دعوت پر حیدر آباد آیا ہوں اس لئے اصل قیام (رات کا قیام) جامعہ نظامیہ میں ہی ہوگا البتہ دن میں قیام محمد یحییٰ انصاری اشرفی کی قیام گاہ (مکتبہ انوار المصطفیٰ) میں ہوگا۔

اجلاس ختم ہونے کے بعد مولانا سیف خالد اشرفی نے تعجب سے دریافت فرمایا کہ آپ نے اپنی دلی خواہش کا حضرت سے کب اور کیسے اظہار فرمایا؟ سیف صاحب کے استفسار پر عرض کیا کہ جناب میں نے حضور مخدوم المشائخؒ سے دست بوسی کا شرف ضرور حاصل کیا لیکن گفتگو کا بالکل ہی موقع نہ ملا۔ ہاں میری دلی خواہش جو صرف میرے دل ہی دل میں تھی وہ حضرت نے فیضانِ مخدومی سے جان لیا اور قبول فرمایا۔ احقر انصاری ہے اور بحمدہ تعالیٰ سلسلہ نسب صحابی رسول سیدنا ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ سے ملتا ہے۔ میری دلی خواہش یہ تھی کہ جس وقت حضور نبی مکرم ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے، اُس وقت حضرت سیدنا ابوالیوب انصاری رضی اللہ عنہ کو میزبانی اور خدمت گزاری کا شرف حاصل ہوا تھا..... حضور مخدوم المشائخؒ، آل نبی ہیں اور احقر آل انصار سے ہے لہذا اس انصاری کو آل نبی کی میزبانی کا شرف حاصل ہو جائے۔ حضور مخدوم المشائخؒ نے میری میزبانی کو قبول فرمایا۔

حضور سیدی مخدوم المشائخؒ کا قیام حیدر آباد میں ایک ہفتہ رہا، اس دوران آپ صبح سات بجے سے شام سات یا آٹھ بجے تک مکتبہ انوار المصطفیٰ میں قیام فرماتے۔

**ثبوت بیعت و ارادت:** مکتبہ انوار المصطفیٰ میں قیام کے دوران بکثرت عقیدت مندوں نے حضور مخدوم المشائخؒ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے اور سلسلہ اشرفیہ کے فیض سے بہرہ مند اور فیضانِ مخدومی سے سرشار ہوئے۔ حضور مخدوم المشائخؒ

کے رُوحانی فیض اور نظرِ کرم سے ایسے ایسے جوہر وجود میں آئے جو ملت کے خطیب اور اسلام کے ادیب بن گئے۔ میری مراد خطیبِ ملت، ادیبِ الاسلام مولانا سید خواجہ معز الدین اشرفی سے ہے۔ حضور سیدی مخدوم المشائخ نے مجھے ایسا ساتھی عطا فرمایا جس کی قلمی صلاحیتوں پر مجھے ناز بھی ہے اور رُورِ خطابت پر فخر بھی ہے۔ بیدار مغز عالم، متحرک، فعال اور اعلیٰ کردار شخصیت ہونے کے ساتھ ساتھ مطالعہ و تحقیق کا دائرہ اس قدر وسیع کہ یہ کتابوں کی چلتی پھرتی لائبریری ہے۔ یہ میرا مونس بھی ہے اور میرا معاون بھی ہے، میرا حوصلہ بھی ہے اور میرا رفیق بھی ہے۔ بس یہ کہہ سکتا ہوں:

جس کے دیکھے سے آجاتی ہے منہ پر رونق وہ کھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا

حضور مخدوم المشائخ کا چیلنجِ مبالغہ: حضور سیدی مخدوم المشائخ جس وقت حیدرآباد تشریف لائے تھے اُس وقت وہ باہت اپنی پوری شدت سے اپنے عقائدِ باطلہ کے فروغ میں سرگرمِ عمل تھے۔ شہر حیدرآباد کی تاریخی مکہ مسجد میں پالنِ تھانی گجراتی کے جلسے ہو رہے تھے۔ وہ خمیشت بد باطنِ سُتیت کے لئے ایک چیلنج بلکہ ناسور بن چکا تھا۔ اہلسنت و جماعت کی تنظیموں کا تاثر تھا کہ اُس کے مقابل اُن دنوں جلسے منعقد کئے جائیں تو ہمارے جلسے ناکام و فلاپ ہو جائیں گے اور عوامی تائید پالن کو حاصل ہو جائے گی۔ ہمارا ایمان ہے کہ رُوحانی طاقت نے ہمیشہ شیطانی طاقت کو پسپا کیا ہے۔ حق کو ہمیشہ سر بلندی حاصل ہوتی ہے اور باطل مٹ جاتا ہے ﴿إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا﴾ (بنی اسرائیل/ ۸۱) بیشک باطل کو مٹا ہی تھا۔ مکتبہ انوار المصطفیٰ نے ان نازک حالات میں شہر حیدرآباد کے مرکزی مقام مغلیہ پورہ پلے گراؤنڈ پر حضور سیدی مخدوم المشائخ عارف باللہ سید مفتا راجد اشرفی جیلانی کی رُوحانی سرپرستی میں عظیم الشان جلسہ میلاد النبی ﷺ منعقد کیا۔ حضور مخدوم المشائخ کی کرامت سب نے دیکھی کہ وسیع و عریض میدانِ تنگ دامنی کا شکوہ کر رہا تھا۔ جلسہ گاہ کے باہر بھی ہزاروں افراد دیر رات تک کھڑے پر کیف رُوحانی منظر دیکھ رہے تھے، حضور مخدوم المشائخ کے رُوحانی ارشادات اور علمی نکات سے مجمع دم بخود رہ گیا۔ فیضانِ سیدنا

غوث اعظم جاری ہو گیا اور آل محی الدین نے مردہ قلوب کو زندہ فرما دیا۔ سب کے قلوب عشق مصطفیٰ ﷺ سے لبریز ہو گئے، حق واضح ہو گیا اور حوصلے بلند ہو گئے۔ حضور مخدوم المشائخ نے اپنے ارشادات کے دوران پالن حقانی کو لکھا را اور مباہلہ کا چیلنج پیش کر دیا۔ پالن حقانی سے کہا گیا کہ نادان اور کم علم عوام کو کیوں گمراہ کر رہے ہو؟ اُن کے سینوں سے عشق مصطفیٰ ﷺ کی حرارت ایمانی کو کیوں ختم کر رہے ہو؟ حق اور باطل کا فیصلہ عوام کی موجودگی میں ہی کر لیا جائے گا۔ مباہلہ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ زہر کے دو پیالے اسٹیج پر رکھے جائیں گے، بیک وقت تم اور میں ایک ایک پیالہ اٹھا کر پی جائیں۔ حق واضح ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کو فیصلہ بتالیں۔ جو باطل ہو گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ حضور سیدی مخدوم المشائخؒ کے اس چیلنج پر سارا مجمع فلک گونج نعروں سے اپنی تائید و حمایت کا اعلان کیا۔ پالن حقانی اس چیلنج کو قبول نہیں کیا بلکہ راہ فرار اختیار کرنے میں عافیت سمجھا۔

شہر حیدرآباد سے روانگی اور وداعی ملاقات : حضور مخدوم المشائخؒ اپنے مقررہ رُوحانی پروگرام کی تکمیل کے بعد کچھ چھ شریف (اکبر پور) روانہ ہونے سکندر آباد ریلوے اسٹیشن تشریف لائے۔ ریلوے اسٹیشن پر ہزاروں عقیدت مندوں کا جھوم تھا۔ ریلوے اسٹیشن کے عملے اور مسافرین نے شایہی ایسا رُوحانی وحسین منظر کبھی دیکھا ہو گا۔ ٹرین مقررہ وقت سے دو گھنٹے پہلے ہی پہنچ چکی تھی۔ ساڑھے تین بجے کا شیڈول نامم تھا۔ عقیدت مند مصافحہ و دست بوسی میں مصروف تھے۔ ساڑھے تین بج چکے تھے اور حضور سیدی مخدوم المشائخؒ فرین سے اتر کر پلیٹ فارم پر تشریف فرما تھے۔ سارے عقیدت مند معروضہ پیش کر رہے تھے کہ حضور والا ٹرین سیٹی دے رہی ہے روانگی کے لئے تیار ہے کسی بھی لمے روانہ ہو سکتی ہے لہذا آپ ٹرین میں تشریف لائیں اور اپنی نشست سنبھال لیں۔

احقر (محمد یحییٰ انصاری اشرفی) ریلوے اسٹیشن کے باہر ٹرافک اور جھوم میں پھنس چکا تھا، ساڑھے تین بج چکے تھے، یہ سوچ کر بہت افسوس و مایوسی ہو رہی تھی کہ وداعی ملاقات نہ ہو سکے گی۔ دوڑتے دوڑتے دس منٹ کی تاخیر سے تین بجکر چالیس منٹ پر پلیٹ فارم پہنچا۔ پلیٹ فارم پر کیا دیکھتا ہوں کہ حضور مخدوم المشائخؒ نہایت اطمینان سے ٹبل رہے ہیں

اور ذلیٰ کامل کی نگاہیں مجھ حقیر و فقیر اشرفی کی منتظر تھیں۔ آپ سب کو تسلی و اطمینان بخش رہے تھے کہ ٹرین ابھی روانہ نہیں ہوگی، بچی انصاری اشرفی ضرور آئے گا، ملاقات ہوگی، مابعد روانگی عمل میں آئے گی۔ بہر حال دس منٹ تاخیر سے حضور مخدوم المشائخ تک پہنچ گیا۔ نہایت اطمینان سے مصافحہ دست بوسی اور حصول دُعا کا شرف حاصل رہا۔ حضور مخدوم المشائخ جوں ہی ٹرین میں داخل ہوئے ٹرین چلنے لگی اور یہ کرامت سب دیکھتے رہ گئے۔

عرس مخدومی میں حضور مخدوم المشائخ سے شرفِ ملاقات : نومبر ۱۹۸۲ء میں احقر کو عرس مخدومی میں شرکت کی سعادت نصیب ہوئی۔ خانقاہ میں شرفِ نیاز کے لئے جب فقیر حاضر ہوا تو حضور مخدوم المشائخ مُریدین و عقیدت مندوں کے کثیر ہجوم میں تشریف فرما تھے اور آپ نے ایک فاصلے ہی سے فرمادیا کہ دیکھو بچی! اشرفی آرہے ہیں۔ سلام و کلام اور دست بوسی کا شرف حاصل رہا۔ حضور مخدوم المشائخ اُس وقت تمام حاضرین کی موجودگی میں دورہ حیدر آباد کی ساری تفصیل اور واقعات بیان فرمائے۔ عرس مخدومی کی تقاریب کے اختتام کے بعد وداعی ملاقات کے لئے فقیر، حضور مخدوم المشائخ کی بارگاہ میں حاضر ہوا، آپ نے دُعاؤں سے خوب نوازا۔ حضور مخدوم المشائخ کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے کہ اس حقیر و فقیر عاصی کو (۲۷) برس سعودی عرب میں ملازمت کرنے کا موقع مل گیا، اس عرصے میں بحمدہ تعالیٰ کئی مرتبہ حج و عمرہ کی سعادت اور بارگاہِ رحمۃ للعالمین ﷺ میں حاضری و زیارت کا شرف نصیب ہوا۔

حضور مخدوم المشائخ کا آخری مکتوب : حضور سیدی مخدوم المشائخ کی بارگاہ میں طالب الخیر جب بھی اپنے مکتوبات کے ذریعے معروضے پیش کرتا رہا، حضور مخدوم المشائخ دُعاؤں سے مسلسل نوازتے رہے۔ حضور مخدوم المشائخ کے وصال سے کچھ ہی دن قبل جب کہ آپ حالتِ علالت میں ہاسپٹل میں زیرِ علاج تھے، اُس وقت احقر کو حضور سیدی مخدوم المشائخ کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی آپ کی آخری تحریر وصول ہوئی۔ اس آخری مکتوب میں حضور شیخِ اعظم حضرت علامہ سید شاہ محمد اظہار اشرف صاحب اشرفی دیوانی کی

خدمات کی ستائش اور جامع اشرف کے کارناموں اور توسیعی منصوبوں کا تذکرہ ہے۔  
بہت ممکن ہے احقر کا موصولہ مکتوب ہی حضور مخدوم المشائخ کی آخری تحریر ہے۔

آفتاب غروب ہوا کرتا ہے فنا نہیں ہوتا : حضور مخدوم المشائخ کا وصال  
۹/ رجب المرجب ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۱ نومبر ۱۹۹۶ء کو ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ آفتاب غروب  
ہوا کرتا ہے فنا نہیں ہوتا اور غروب ہو کر بھی جس دنیا سے غروب ہوتا ہے وہاں چاند ستاروں  
کے ذریعے اپنی روشنی پہنچایا کرتا ہے گویا اس کا ربط اس دنیا سے ختم نہیں ہوتا۔ یہ اور بات  
ہے کہ پہلے بے واسطہ فیضان نور کر رہا تھا اور اب بذریعہ واسطہ و توسل۔

ہمارا ایمان و عقیدہ ہے کہ حضور مخدوم المشائخ کا روحانی فیض ان شاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔

### حضور مخدوم المشائخ بحیثیت ولی کامل :

نوٹ العالم مخدوم سلطان سید اشرف جہانگیر سمنانی قدس سرہ کی ذات مقدسہ سے  
بیٹھا کر کرامات کا ظہور ہوا ہے جو اولیاء کے تذکروں اور کتب تصوف میں موجود ہے۔  
حضرت مخدوم کی سب سے بڑی کرامت جس کا تسلسل سات سو سال سے ہنوز جاری ہے وہ آپ  
سے منسوب خاندان اشرفیہ کے 'سادات اشرفیہ' ہیں۔ خاندان اشرفیہ کے پہلے فرزند مخدوم  
الافاق سید عبدالرزاق نور العین اشرفی جیلانی (۷۶۵ھ) سے آج تک سات سو سالوں میں خانوادہ  
اشرفیہ نے ملت اسلامیہ کو ایک سے ایک روحانی فرزند عطا کئے ہیں جن کے علم و کمال اور فضل  
وجلال کے آگے صاحبان بصیرت گھٹے ٹیک دیا کرتے ہیں علم ظاہری کے ہمالہ اور علوم باطنی کے  
بحر بیکراں جنہوں نے اپنے اپنے دائرہ کار میں انسانیت کی بے لوث خدمات انجام دیں فضل  
وعطا کے موتی بکھرے روحانی عظمت کے پرچم لہرائے علوم باطنی کے دریا بہائے کروڑوں گم  
گشتگان معرفت کو عرفان و ایقان کی شاہراہ عطا کی۔ عرب و عجم میں آج بھی لاکھوں فرزندان  
اسلامیہ انہیں سادات اشرفیہ کے چشمہ فضل و کرم سے پیاسی انسانیت کو سکون بخش رہے ہیں۔

نظام قدرت کا مطالعہ کرنے والے جانتے ہیں کہ ہر دور میں ایسی شخصیتیں پروردگار عالم پیدا  
فرماتا رہا ہے جو ملت و قوم کی آبرورہن جایا کرتی ہیں۔ آسمان رشد و ہدایت کے آفتاب کی

طرح چمکتی ہیں۔ سیادت، شرافت، دیانت، حق گوئی و بے باکی، بالغ نظری و فکری اصابت، درویشانہ ادا، فقیرانہ شان..... الغرض حق پرستی، حق آگاہی اور حق نواری جیسی تمام خصوصیات ایک ہی شخصیت میں سمو دیتا ہے۔ حضور مخدوم المشائخ قدوة السالکین سید العارفین سید محمد مختار اشرف اشرفی جیلانی قدس سرہ کی ذات والا صفات میں ان تمام خوبیوں کو تلاش کیا جاسکتا ہے۔ نسبی شرافت اور خاندانی وجاہت کے علاوہ علمی جلال، علمی عظمت، کمال و ولایت، کثرت کرامت کی جامعیت آپ کی یہ وہ خاص الخاص خصوصیات ہیں جو بہت کم اولیاء کو حاصل ہونیں۔ مرجع علماء و مشائخ حضور مخدوم المشائخ کی ولایت و برگزیدگی کے سامنے وقت کے اکابرین اسلام جبین عقیدت جھکائے آتے تھے جس کا بچپن دیکھ کر آپ کے جد کریم شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت امام العارفین شبیہ غوث التکلیف محبوب رپانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی قدس سرہ (بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور) نے ارشاد فرمایا تھا 'یہ بچہ وقت کا ولی کامل ہوگا' حضور مخدوم المشائخ نے نوعمری ہی میں اپنے جد کریم کی توجہات و عنایات سے منازل سلوک و عرفان کو طے فرمالیا تھا۔ ایسا کوئی نہیں ملے گا جو حضور مخدوم المشائخ سید محمد مختار اشرف کے کسی عمل کو شریعت کے خلاف قرار دے۔ حضور مخدوم المشائخ کی خلوت و جلوت، نشست و برخاست، سب میں شریعت کی چھاپ لگی ہوئی تھی۔ آج کے اس بحرانی دور میں اگر شریعت و طریقت کا حسین اور مقدس سنگم دیکھنا ہے تو جانشین غوث العالم حضرت سید محمد مختار اشرف کو دیکھ لے۔ یقیناً ولایت قرب خداوندی کا نام ہے ولی وہ ہے جو فرائض و نوافل سے قرب الہی حاصل کرے، قرآن کے مطابق ولی وہ ہے جو ایمان و تقویٰ دونوں کا جامع ہو۔ حدیث کی روشنی میں ولی وہ ہے جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ ولی وہ ہے جس کا ظاہر شریعت سے آراستہ ہو اور باطن طریقت سے مزین ہو۔

نتیجہ یہ نکلا کہ ولایت دو چیزوں سے ملتی ہے 'ایمان کامل اور اتباع شریعت' سے۔ معلوم ہوا کہ غیر مسلم اور بے ایمان عاملوں، بہرہ پیوں، جاہل صوفیوں اور فقیروں کا ولایت سے کوئی تعلق نہیں، کیونکہ ولی شریعت و سنت کے پابند اور خوف خدا اور عشق مصطفیٰ کے سنگم ہوتے ہیں۔

☆ سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جس کا چہرہ زرد آنکھیں سرور پیٹ بھوکا ہو۔ (روح البیان)

☆ ولی وہ مومن کامل ہے جو عارف باللہ ہوتا ہے دائمی عبادت کرتا ہے ہر قسم کے گناہوں سے بچتا ہے لذت اور شہوات میں منہمک ہونے سے گریز کرتا ہے۔ (شرح المقاصد)

☆ ولی سے مراد ہر وہ شخص ہے جو عالم باللہ ہو اور اخلاص کے ساتھ دائمی عبادت کرتا ہو (فتح الباری، حافظ ابن حجر عسقلانی)

☆ صوفیاء کرام کی اصطلاح میں 'ولی' اس کو کہتے ہیں جس کا دل ذکر الہی میں مستغرق رہے۔ شب و روز وہ تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو۔ اس کا دل محبت الہی سے لبریز ہو اور کسی غیر کی وہاں گنجائش تک نہ ہو۔ وہ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے اگر کسی سے نفرت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے لئے۔ یہی وہ مقام ہے جسے 'فناء فی اللہ کا مقام' کہتے ہیں۔ (تفسیر مظہری)

☆ سیدنا حضورِ غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر تم کسی کو ہوا میں اڑتا ہوا دیکھو لیکن وہ شریعت کا پابند نہ ہو تو وہ استدرار ہے ولایت نہیں۔

☆ علمائے متکلمین کے نزدیک ولی وہ ہے جس کا عقیدہ درست اور اعمال شریعت کے مطابق ہوں۔ (تفسیر کبیر، امام رازی علیہ الرحمہ)

ولی کی شان یہ ہے کہ جس کو دیکھ کر خدا یاد آجائے۔ بعض لوگ خلافِ شرع کام کرتے ہیں مثلاً نماز نہیں پڑھتے یا ڈاڑھی منڈاتے ہیں، غیر عورتوں کے ساتھ بے پردہ رہتے ہیں اور لوگ انہیں ولی سمجھتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ اسلامی شریعت کے خلاف کام کرنے والا ہرگز ولی نہیں ہو سکتا۔ سچے مجذوب کی پہچان یہ ہے کہ وہ کبھی شریعت کا مقابلہ نہیں کرے گا جیسے کہ اگر اس سے نماز پڑھنے کے لئے کہا جائے تو وہ انکار نہیں کرے گا۔ (ملفوظات فاضل بریلوی)

☆ اللہ تعالیٰ جن لوگوں کو اپنا خاص قرب عطا فرماتا ہے انہیں اولیاء اللہ کہتے ہیں جو صاحبِ ایمان اور متقی ہو، اللہ اور رسول کی محبت کو دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ رکھتا ہو، اللہ تعالیٰ کی عبادت زیادہ کرتا ہو اور گناہوں سے بچتا ہو وہ اللہ تعالیٰ کا دوست اور پیارا ہوتا ہے اسی کو ولی کہتے ہیں۔ ایمان و پرہیزگاری سخت ضروری ہیں لہذا کوئی بد مذہب ہندو، عیسائی، قادیانی،



رافضی خارجی غیر مقلد اہلحدیث اور وہابی کتنی ہی عبادت کریں، ولی نہیں بن سکتے، کیونکہ اُن کے پاس ایمان ہی نہیں۔ غور کرو کہ سوائے اہلسنت وجماعت کے کسی فرقہ میں اولیاء اللہ نہیں ہوئے۔ بعد ازاں حمیر، دہلی، لاہور، کچھوچھ، گجیرگہ، اورنگ آباد..... سب جگہ اہلسنت کا ہی ظہور ہے ☆ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں: اگر کوئی شخص جھیلی پہ سروس جہا کر اور ہوا میں اڑ کر بھی دکھائے تو اگر اس کا شریعت پر عمل نہیں تو وہ ہرگز اللہ کا ولی نہیں ہو سکتا۔ ☆ ولی وہ جو فرائض سے قرب الہی میں مشغول رہے اور اطاعت الہی میں مشغول رہے اور اس کا دل نور جلال الہی میں مستغرق ہو۔ (تفسیر کبیر)

☆ ولی وہ ہے جس نے نفس وشیطان اور دنیا اور اپنی خواہشات سے منہ موڑ لیا اور اپنے چہرے کو مولیٰ عزوجل کی طرف پھیر دیا اور دنیا و آخرت (دونوں) سے بے رخی کر کے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز کا طالب نہ ہو۔

☆ ولی وہ ہے جس کے چہرے پر حیاء، آنکھوں میں تری، دل میں پاکی، زبان پر تعریف، ہاتھ میں بخشش، وعدے میں وفا اور بات میں شفا ہو۔

ولی کی پہچان: حقیقت یہ ہے کہ ولی اللہ کی پہچان بہت مشکل ہے۔ شیخ ابوالعباس فرماتے ہیں کہ خدا کا پہچانا آسان ہے مگر ولی کی پہچان مشکل۔ کیوں کہ رب تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں مخلوق سے اعلیٰ و بالا ہے اور ہر مخلوق اس پر گواہ۔ مگر ولی، شکل و صورت، اعمال و افعال میں بالکل ہماری طرح۔ (روح البیان)

بعض اولیاء فرماتے ہیں کہ ولی کی پہچان یہ ہے کہ دنیا سے بے پرواہ ہو اور فکر مولیٰ میں مشغول ہو۔ بعض نے فرمایا کہ ولی وہ ہے جو فرائض ادا کرے، رب تعالیٰ کی اطاعت میں مشغول رہے، اُس کا دل نور جلال الہی کی معرفت میں غرق ہو، جب دیکھے دلائل قدرت دیکھے، جب سنے تو اللہ کی باتیں سنے، جب بولے تو اپنے رب کی ثناء کے ساتھ بولے اور جو حرکت کرے تو اطاعت الہی میں کرے، اللہ کے ذکر سے نہ تھکے۔ (خزائن العرفان)

﴿الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ﴾ (یونس/۶۳) جو ایمان لائے اور پرہیزگار رہے۔

﴿إِنْ أَرِيدُ إِلَّا الْفُتُونُ﴾ (الانفال/۳۳) اولیاء تو پرہیزگار (محقق) ہی ہیں۔

﴿وَعِبَادَةُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا﴾ (الفرقان/۶۳)

اور زمین کے (خاص) بندے (وہ ہیں) جو زمین پر آہستہ چلتے ہیں۔

﴿وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَقِيَامًا﴾ (الفرقان/۶۳)

اور جو اپنے رب کے لئے سجدے اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں۔

حضور مخدوم المشائخ کی شخصیت میں ولایت کے یہ سارے اوصاف حمیدہ پائے جاتے ہیں اور یقیناً جس نے آپ کے چہرہ بشری کو دیکھا اُس نے وقت کے ولع کامل کی زیارت سے سرفراز ہوا۔ آپ کے علم و کمال اور فضل و جلال کے آگے صاحبان بصیرت گھٹنے ٹیک دیا کرتے تھے۔ علوم ظاہری کے ہمالہ اور علوم باطنی کے بحر پیکراں تھے۔ حضور مخدوم المشائخ کے مواعظ حسنہ بلکہ آپ کے نورانی چہرہ کو دیکھ کر ہزاروں فاسق و فجار بداعتقاد لوگ راہ راست پر آگئے۔ خدا کے منکرین بھی آپ کو دیکھ کر خدا کو یاد کرنے لگے، کئی علاقوں میں آپ کے نورانی چہرے کو دیکھ کر کفار جو ق درجہ جو ق اسلام قبول کئے۔

حضور مخدوم المشائخ ساری زندگی سلسلہ اشرفیہ کی اشاعت اور دینی خدمات میں مصروف رہے آپ کے ذریعہ فیضانِ مخدومی پورے عالم میں برستا رہا۔ حضور مخدوم المشائخ کی ولایت و ہدایت کے آثار قیامت تک ان شاء اللہ باقی رہیں گے۔ ملک و بیرون ملک ہزاروں علمائے کرام، مشائخ عظام، زعمائے ملت اور کروڑوں عقیدت مند آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہیں اور مسلسل فیضانِ مخدومی سے سرشار ہو رہے ہیں۔ حضور مخدوم المشائخ سے فیضاب ہونے والی شخصیتوں میں ایسے اکابرین اُمت بھی ہیں جن کے مُریدین اور عقیدت مندوں کا حلقہ بھی کروڑوں میں ہو جاتا ہے جن میں قابل ذکر : حضور شیخ الاسلام رئیس المتقین علامہ سید محمد مدنی اشرفی جیلانی، شیخ اعظم مولانا الحاج الشاہ سید محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی (سجادہ نشین سرکارِ کلاں)، امیر کشور خطابت عازی ملت حضرت علامہ سید محمد ہاشمی اشرفی جیلانی، حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی اشرفی (صاحب فیوض الباری شرح صحیح البخاری)، عمدۃ المتقین حضرت علامہ مفتی حبیب اللہ اشرفی بھاگلپوری.....

شامل ہیں جن کے فیوض سے کروڑوں لوگ بہر مند ہو رہے ہیں۔ حضور مخدوم المشائخ سیدنا مختار اشرف اشرفی جیلانی علیہ الرحمۃ جس سمت سے گزرے اور جس علاقے میں رونق افروز ہوئے وہاں کے ذرات کو اپنے فیضان سے چمکا دیئے اور اشرفی بنا دیئے۔ ایک اشرفی بہت قیمتی ہوتی ہے۔ اب جس کے دامن سے وابستہ کروڑوں اشرفی ہوں وہ ذاتِ بابرکت کتنی قیمتی نہ ہوگی۔

نگاہِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں جو ہر ذوقِ حقین پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

## حضور شیخ اعظم کی دو یادگاریں

مُغلوں کی دو یادگاریں : اُردو کے صاحبِ طرز انشاء پرواز پر و فی سررِ شید احمد صدیقی مرحوم نے کہا ہے کہ اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ مغلوں نے ہندوستان کو کیا دیا؟ تو میں بے ساختہ کہوں گا 'اُردو اور تاج محل'۔

مخدوم اشرف سمنانی کی دو یادگاریں : بالکل اسی لب و لہجے میں اگر کوئی مجھ سے پوچھے کہ حضرت غوثِ العالم مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ نے دنیا کو کیا دیا؟ تو میں بلا جھجک کہہ دوں گا 'الطائف اشرفی' اور سید عبدالرزاق نور العین'۔

الطائف اشرفی کی علمی حیثیت، تصوف سے شغف رکھنے والے کسی طالب علم سے پوشیدہ نہیں۔ بقول حضور محدث اعظم ہند قدس سرہ 'یہ کتاب اپنے ماقبل تصوف پر لکھی گئی ہر کتاب سے بے نیاز کرنے والی ہے اور اس کے بعد لکھی گئی تصوف کی کسی کتاب کو اس سے بے نیازی نہیں'۔

جہاں تک جگر پارہ غوثِ صدیقی مخدوم آفاق سیدنا شیخ عبدالرزاق نور العین قدس سرہ کا تعلق ہے تو اُن کی عظمت و عبقریت کی اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ وہ درس گاہِ مخدومی کے براہِ راست تربیت یافتہ اُن کے فیضِ صحبت سے آراستہ

و پیراستہ اُن کی آنکھوں کے نور اُن کے خلیفہ مطلق اور جانشین برحق ہیں۔ حضرت غوث العالم آپ کو غایت محبت اور کمال عنایت کی بنا پر نور العین اور اپنا فرزند معنوی کہا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ جس طرح حضرت محبوب الہی خواجہ نظام الدین اولیاء کو حضرت امیر خسرو پرناز تھا اسی طرح مجھے اپنے نور العین پر فخر ہے اور اس عطیہ الہی پر میں قیامت کے دن فخر کروں گا۔

اعلیٰ حضرت اشرفی میاں کی دو یادگاریں : شیخ المشائخ اعلیٰ حضرت امام العارفین شبیہ غوث الثقلین محبوب ربانی سید شاہ علی حسین اشرفی میاں جیلانی قدس سرہ (بانی جامعہ اشرفیہ مبارکپور) کی بھی علمی و روحانی دو یادگاریں ہیں جن پر آپ کو دنیا میں ناز اور آخرت میں فخر ہوگا۔ محدث اعظم ہند کی خداداد صلاحیت اور پر خلوص خدمات دیکھ کر ہی اعلیٰ حضرت سیدنا اشرفی میاں نے ’ضعیفی کا سرمایہ‘ اور آخرت کی کمائی‘ قرار دیا ہے۔ اس کمائی کے ساتھ اعلیٰ حضرت نے اپنے ہونہار صاحبزادے حضرت اقدس علامہ احمد اشرف کو اگر لخت جگر سے یاد کیا ہے تو محدث اعظم ہند کو جگر پارہ کہہ کر اپنی بے پناہ شفقت کا اظہار فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت اشرفی میاں نے ’الجمعية الاشرفیہ‘ کی تشکیل کے وقت اپنے تاریخی خطبہ صدارت الخطبۃ الاشرفیہ (جو مئی ۱۹۶۵ء کے ماہنامہ اشرفی میں اشاعت پذیر ہوا تھا) میں خانوادہ اشرفیہ کے ان دونوں آفتاب و مہتاب کو قوم و ملت کے سپرد فرماتے ہوئے اعلان فرمایا تھا کہ :

’مجھے جو غم کھائے جاتا ہے وہ یہ کہ میری عمر کا بڑا حصہ گزر چکا ہے اور ضعیفی و ناتوانی نے اس طرح مجھ کو گھیر لیا ہے کہ میں آپ کا ایک عضو معطل ہو کر رہ گیا ہوں۔ ہاں میری اسی (۸۰) برس کی کمائی میں صرف ’دو چیزیں‘ ہیں جن کی قیمت کا اندازہ اگر آپ میری نگاہ سے کریں گے تو ہفت اقلیم کی تاجدار ی بیچ نظر آئے گی۔ یہ میری بڑی قیمتی

کمانی ہے جس پر مجھ کو دنیا میں ناز ہے اور آخرت میں فخر ہوگا۔ جس کو میں کبھی اپنے سے جد انہیں کر سکتا تھا۔ لیکن آج اعلان حق کے لئے میں اپنی ساری کمانی نذر کر رہا ہوں۔ میرا اشارہ پہلے اپنے لخت جگر اور نور العین مولانا الحاج ابوالحمود سید احمد اشرف اشرفی جیلانی، پھر اپنے نواسہ و جگر پارہ مولانا الحاج ابوالحماد سید محمد محدث اشرفی جیلانی کی طرف ہے۔ ان دونوں کی ذات میری ضعیفی کا سرمایہ ہے۔ میں آج ان جگر کے ٹکڑوں کو نذر پیش کرتا ہوں کہ اعلان حق میں آخری ساعت تک سُنّت و اہلسنّت کی خدمت جو سُرہ کی جائے اس میں میری تربیت و حقوق کا حق ادا کریں

حضور شیخ اعظم کی دو یادگاریں : حضور شیخ اعظم مولانا الحاج سید شاہ محمد اظہار اشرف اشرفی جیلانی مدظلہ النورانی (سجادہ نشین خانقاہ عالیہ اشرفیہ حسیہ سرکار کاں و جانشین سرکار کاں) مصدر محاسن و کمالات ظاہریہ و باطنیہ اور منبع فیوض ہیں۔ حضرت نور العین کے بعد بشارتِ مہدوی کے مطابق تاریخ کے ہر دور میں آپ کی نسل سے علم و عمل میں آفتاب و مانتاب کا درجہ رکھنے والی شخصیات عالم ظہور میں آتی رہیں جنہوں نے 'مہدوی مشن' کو عام کرنا اپنا مقصد حیات بنایا۔ اسلامی فکر و نظر کی خدمت کے لئے جہاں ان حضرات نے مختلف ذرائع کو استعمال کیا، وہیں وعظ و نصیحت، تصنیف و تالیف کے ساتھ ساتھ اشاعتِ علم کے فروغ کے لئے دینی جامعات کے قیام پر بھی اپنی خصوصی توجہ مرکوز کی۔ الحمد للہ آج حضور شیخ اعظم کے ہاتھوں مہدوم سنائی کی روحانی و عرفانی تحریک ہندوستان کے تمام صوبوں اور دنیا کے مختلف ممالک میں اپنا پرچم لہرا رہی ہے۔

حضور شیخ اعظم نے عالم اسلام کو جامع اشرف اور سید محمود اشرف کی صورت میں دو قیمتی تحفے پیش کئے ہیں۔ یہ آپ کی دو یادگاریں ہیں۔

ملت اسلامیہ کی دینی تعلیم و تربیت کے لئے ۱۹۷۸ء میں عظیم دینی مرکزی درس گاہ جامع اشرف کا قیام عمل میں آیا۔ حضور شیخ اعظم دینی درس گاہ جامع اشرف کے نظم و نسق اور تعلیم و تربیت کے نظام کی نگہبانی میں وقت نکالتے ہیں۔ ادارہ کی کارکردگی اور انتظام و انصرام

کے ڈھانچے پر گہری نظر رکھتے ہوئے ٹھوس اقدامات کرتے ہیں۔ انتظامیہ کو متحرک اور فعال بننے کے لئے احکامات جاری کرتے ہیں۔

قائد ملت شیخ طریقت مولانا الحاج سید شاہ محمود اشرف اشرفی جیلانی ولیعہد سجادہ نشین آستانہ عالیہ اشرفیہ سرکار کلاں کچھوچھ شریف بہت ہی متحرک اور فعال شخصیت کے حامل ہیں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے شمار خوبیوں کا حامل بنایا ہے علم و بردباری، تواضع و انکساری، اپنے مشائخ کی امانت کی پاسداری حق گوئی و بے باکی، اخلاص و خود آگہی، ہمدردی و عنفوانی اور ایسے بہت سے اوصاف حمیدہ ہیں جو خدا تعالیٰ نے آپ کے اندر ودیعت فرمائے ہیں۔

آج 'جامع اشرف' دین اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا مرکز ہے اور یہ 'سید محمود اشرف' کے محفوظ ہاتھوں میں ماشاء اللہ پوری ترقی پر ہے۔

اب ہماری ذمہ داری 'جامع اشرف' کو بین الاقوامی بنانا ہے۔ اس کی آسان ترین صورت یہ ہے کہ اپنے خونِ جگر سے 'جامع اشرف' کو استحکام بخشا ہے۔ نہ صرف اپنے کو صحیح العقیدہ بنائے رکھنا ہے بلکہ آنے والی نسل کو صحیح العقیدہ بنائے رکھنے کے لئے، اسلام پر مختلف سمتوں سے کئے جانے والے حملہ کے دفاع کے لئے شیخ اعظم کی تعلیمات کے سانچے میں ڈھلے ہوئے جامع اشرف کو کسی اینٹ اور پتھر کی عمارت نہ سمجھنا چاہیے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے عشق و محبت کا ایک عظیم الشان قلعہ سمجھ کر آگے بڑھنا چاہیے۔ قلعہ کا گرجانا صرف اینٹوں اور پتھروں کا گرجانا نہیں ہے بلکہ اقتدار کا گرجانا ہے، ناموس کا گرجانا ہے، وقار کا گرجانا ہے۔ جبکہ قلعہ ٹوٹ جاتا ہے تو اس کی حکومت ٹوٹ جاتی ہے اس کا ویدہ ٹوٹ جاتا ہے اس کی حکمرانی ٹوٹ جاتی ہے۔ یہ اینٹوں کا بنا ہوا مدرسہ نہیں ہے بلکہ دینی تعلیم کا ایک قلعہ ہے۔ جامع اشرف کا استحکام وقت کی اہم ضرورت ہے۔ قائد ملت مولانا سید محمود اشرف اشرفی جیلانی کی عظیم خدمات اور کارنامے ناقابل فراموش ہیں۔ دُعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ جامع اشرف کو سارے عالم کے لئے دینار نور بنائے..... حضور شیخ اعظم کو صحت کاملہ و عافیت عطا فرمائے نیز شیخ اعظم اور قائد ملت کا سایہ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے اور آپ کے تمام منصوبوں کو پایہ تکمیل تک پہنچائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین

## دُرودِ تاج

دُرودِ تاج بے پناہ فیوض و برکات کا منبع ہے اور یہ عاشقانِ رسول ﷺ کا محبوب و لطیفہ ہے۔

رزق کی کشادگی کے لئے سات مرتبہ روزانہ بعد نماز فجر ورد رکھے۔

برائے ہر مقصود و مطلوب بعد نصف شب یا وضو چالیس مرتبہ پڑھے ان شاء اللہ مقصد

میں کامیابی ہوگی اور مُراد برآئے گی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبِرَاقِ  
وَالْعَلَمِ دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْآلَمِ اِسْمُهُ مَكْتُوبٌ مَّرْفُوعٌ  
مَشْفُوعٌ مَّنْقُوشٌ فِي السُّلُوحِ وَالْقَلَمِ سَيِّدِ الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ جِسْمُهُ مُقَدَّسٌ  
مُعَظَّرٌ مُطَهَّرٌ مُنَوَّرٌ فِي الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ شَمْسِ الضُّحَى بُدْرِ النُّجَى صَدْرِ  
الْعُلَى نُورِ الْهَدْيِ كَهْفِ الْوَرَى مِصْبَاحِ الظُّلَمِ جَمِيْلِ الشِّيمِ شَفِيعِ  
الْاَمَمِ ' صَاحِبِ الْجُودِ وَالْكَرَمِ وَاللّٰهُ عَاصِمُهُ وَجَبْرِئِلُ خَاطِمُهُ وَالْبِرَاقُ  
مَرْكَبُهُ وَالْمِعْرَاجُ سَفَرُهُ وَسِدْرَةُ الْمُنْتَهٰی مَقَامُهُ وَقَابُ قَوْسَيْنِ مَطْلُوبُهُ  
وَالْمَطْلُوبُ مَقْصُودُهُ وَالْمَقْصُودُ مُوجُودُهُ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ ' خَاتَمِ  
النَّبِيِّيْنَ ' شَفِيعِ الْمَذْنَبِيْنَ ' اَنْبِيَاسِ الْغَرِيبِيْنَ ' رَحْمَةً لِلْعَالَمِيْنَ ' رَاحَةً  
الْعَاشِقِيْنَ ' مُرَادِ الْمُشْتَاقِيْنَ ' شَمْسِ الْعَارِفِيْنَ ' سِرَاجِ السَّالِكِيْنَ مِصْبَاحِ  
الْمُقَرَّبِيْنَ مُحِبِّ الْفُقَرَاءِ وَالْغُرَبَاءِ وَالْمَسْكِيْنَ سَيِّدِ الثَّقَلَيْنِ ' نَبِيِّ  
الْحَرَمَيْنِ ' اِمَامِ الْقِبْلَتَيْنِ ' وَسَيِّدِنَا فِي الدَّارَيْنِ ' صَاحِبِ قَابِ قَوْسَيْنِ  
مَحْبُوبِ رَبِّ الْمَشْرِقَيْنِ وَالْمَغْرِبَيْنِ ' جَدِّ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ وَمَوْلَانَا  
وَمَوْلَى الثَّقَلَيْنِ ' اَبِي الْقَاسِمِ مُحَمَّدِ ابْنِ عَبْدِاللهِ نُورٍ مِّنْ نُورِ اللهِ ' يَاقِيهَا  
الْمُشْتَاقُونَ بِنُورِ جَمَالِهِ صَلُّوا عَلَيْهِ وَآلِهِ وَاصْحَابِهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا '

# مناجات

(مظہر امام اعظم اعلیٰ حضرت احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ)

یا الہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو جب پڑے مشکل شہ مشکل کشا کا ساتھ ہو  
یا الہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو شادی دیدارِ حُسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو  
یا الہی گور تیرہ کی جب آئے سخت رات اُن کے پیارے مُنہ کی صبح جانفزا کا ساتھ ہو  
یا الہی جب پڑے محشر میں شور و وار و گیر اُمن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو  
یا الہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے صاحبِ کوثر شہرِ جود و عطا کا ساتھ ہو  
یا الہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر سپد بے سایہ کے ظنِ لُوا کا ساتھ ہو  
یا الہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو  
یا الہی نامہ اعمال جب کھلنے لگیں عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو  
یا الہی جب ببہیں آنکھیں حسابِ جرم میں ان قسم ریز ہونٹوں کی دُعا کا ساتھ ہو  
یا الہی جب حسابِ خندہٗ بیجا رُلائے چشمِ گریبانِ شفیعِ مَرُتَبے کا ساتھ ہو  
یا الہی رنگِ لائیں جب میری پیاکیاں ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو  
یا الہی جب چلوں تاریک راہِ پلِ صراطِ آفتابِ ہاشمی نورِ الہدیٰ کا ساتھ ہو  
یا الہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے ربِّ سَلَمِ کہنے والے غزودہ کا ساتھ ہو  
یا الہی جو دُعا میں نیک ہم تجھ سے کریں قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو  
یا الہی جب رضا خوابِ گراں سے سر اٹھائے ذولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو